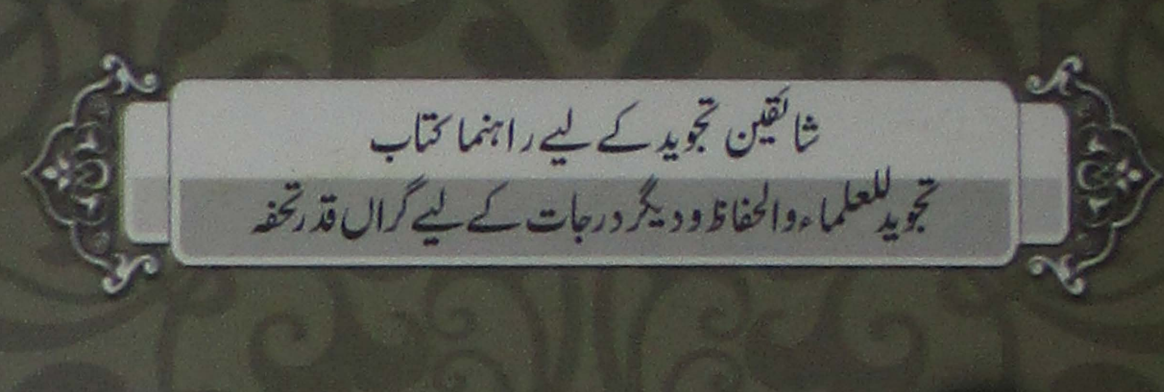
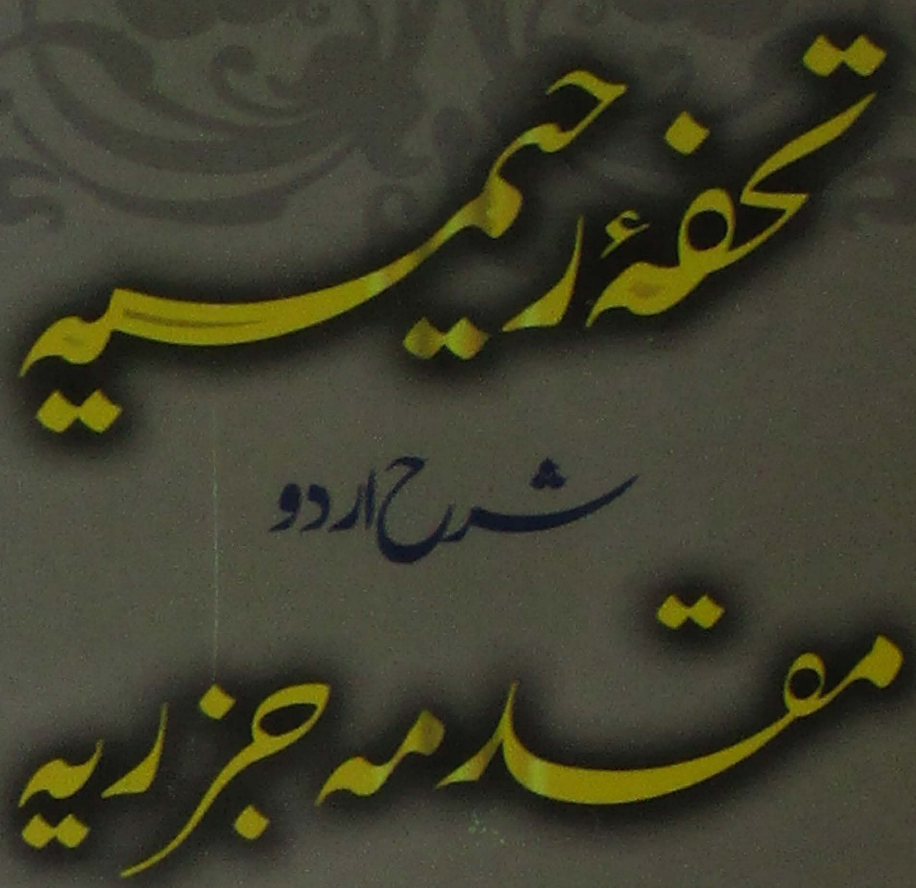



(۱) ترجمہ تحت الشعر (۲) مکمل تشریح (۳) باحوالہ آیات (۴) مکمل ترکیب
(۵) تقدیری عبارات کا اہتمام (۶) حلّ لغات (۷) ربط و مناسبت

تقریظ
حضرت جناب قاری محمود الحسن صاحب مجدہ زیدہم
رجسٹرڈ پروف ریڈر قرآن پاک محکمہ اوقاف سندھ
نگران شعبہ حفظ: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
و جامعہ عربیہ انوار العلوم شکارپور روڈ سکھر

ازفیوضات
امام القراءؒ و استاذ العلماء
حضرت مولانا قاری رحیم اللہ نقشبندی صاحب دامت برکاتہم
مدرسہ خلفائے راشدین
(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

ترتیب و اضافہ
مفتی فیضان الرحمٰن کمال صاحب
مدرسہ خلفائے راشدین
(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

المروۃ پبلشرز
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

شائقین تجوید کے لیے راہنما کتاب
تجوید للعلماء والحفاظ و دیگر درجات کے لیے گراں قدر تحفہ








تقریظ

حضرت جناب قاری محمود الحسن صاحب مجدہم

جنرل ڈپٹی ریڈر قرآن پاک محکمہ اوقاف سندھ
نگران شعبہ حفظ: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
وجامعہ عربیہ انوار العلوم شکارپور روڈ سکھر

ازفیوضات

امام القراء و استاذ العلماء
حضرت مولانا قاری رحیم اللہ نقشبندی صاحب دامت برکاتہم
مدرسہ خلفائے راشدین
(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

ترتیب و اضافہ

مفتی فیضان الرحمٰن کمال صاحب
مدرسہ خلفائے راشدین
(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی



المروۃ پبلشرز
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

# فہرست

## ﴿زیارتِ نبوی ﷺ کے لیے دو۲ عظیم الشان درود شریف﴾

**(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.**

یہ درود ابراہیمی کے مشہور کلمات ہیں، پیر یا جمعہ کی رات ایک ہزار بار اس درود پاک کا وِرد نبی کریم ﷺ کی زیارت کا قوی ذریعہ ہے۔ [سعادۃ الدارین، بحوالہ جواہر درود وسلام، ص:۷۲]

**(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ.**

شبِ جمعہ میں دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ الاخلاص گیارہ بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اس درود پاک کا وِرد کرتے کرتے سو جائے۔ انشاء اللہ زیارت سے مشرف ہوگا۔ [''وسیلہ زیارت'' مؤلفہ مولانا نور محمد، اعظم گڑھ، ص:۱۵ بحوالہ جواہر درود وسلام، ص:۷۵]

# تقریظ

## حضرت جناب قاری محمود الحسن صاحب زید مجدہم

رجسٹرڈ پروف ریڈر قرآن پاک محکمہ اوقاف سندھ

نگران شعبہ حفظ: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

وجامعہ عربیہ انوار العلوم شکار پور روڈ، سکھر

الحمد للّٰہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ، و بعد!

علامہ شمس الدین جزریؒ متوفی ۸۳۳ھ آٹھویں صدی ہجری کے مجددین میں سے تھے۔ آپ کی مقبولِ عام کتاب "مقدمۂ جزریہ" زمانۂ تالیف سے لے کر آج تک علماء وطلباء کے ہاں زیر درس ہے۔ اپنی جامعیت اور اختصار کی بناء پر اس کی تسہیل وتشریح کا عمل بھی شروع سے جاری ہے۔

بدلتے ہوئے ایام اور طلباء کی مسلسل تنزلی کا شکار استعداد کے پیش نظر ہمارے محترم دوست مولانا قاری رحیم اللہ نقشبندی صاحب زید مجدہٗ جو کہ ہماری جامعہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی شاخ مدرسہ خلفائے راشدینؓ میں عرصہ دراز سے شعبہ علومِ قرآن (تفسیر وتجوید) کے ساتھ منسلک اور بڑے ہی محنتی اور تجربہ کار استاذ ہیں۔ موصوف نے اپنی زیر نگرانی وزیر سرپرستی "مقدمۂ جزریہ" کی شرح "تحفۂ رحیمیہ" مرتب کروائی جس کی ہر طرح سے تزئین وآرائش اور جامعیت کا سہرا جامعہ کی مذکورہ شاخ ہی کے دوسرے استاذ مفتی فیضان الرحمٰن کمال صاحب کے سر ہے۔ شرح اپنی نظیر آپ ہے اور فن تجوید کے شائقین کے لیے نہایت ہی "عمدہ تحفہ" ہے۔

اللہ تعالیٰ اِن دونوں حضرات کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور علماء وطلباء اور اساتذہ تک کے لیے اس کو نافع بنائیں۔ آمین

(قاری) محمود الحسن

۷ ذوقعدہ ۱۴۳۸ھ

۳۱ جولائی ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# گفتگوئے اوّلیں

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم ، امابعد!

قرآن مجید وفرقانِ حمید کی جتنی بھی فضیلت بیان کی جائے وہ کم ہے، اسی طرح قاریءِ قرآن کی بھی فضیلت عیاں ہے۔ لیکن قرآن مجید پڑھنے والے کے لیے عربیت کے علاوہ قرأت وروایت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مقدمہ جزری اپنے زمانۂ تالیف سے لے کر ہمیشہ فن تجوید میں ماخذ اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اوراس کی اہمیت کے پیش نظر ہی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تجویدللعلماء، تجویدللحفاظ اور عام درس نظامی کے درجہ ثالثہ کے نصاب میں اِسے داخل کیا گیا۔ کتاب چونکہ منظوم ہے اور منظوم کلام میں بکثرت تقدیم وتاخیر اور تقدیری عبارت موجود رہتی ہے، نیز بعض اوقات عبارت میں پیچیدگی بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ہر دَور میں جزری کوحل کرنے کی کوشش کی گئی جوتا حال جاری ہے۔

بندہ کو مادرِ علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی شاخ مدرسہ خلفائے راشدینؓ میں تدریس کی خدمت کا موقعہ ملا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ''مقدمۂ جزری'' بھی ہمیشہ سے بندہ کے حصہ میں رہی۔ مفتی فیضان الرحمٰن کمال صاحب حفظہ اللہ ہمارے لائق شاگردوں اور مدرسہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ہماری ذراسی بات کواس طرح اپنی خوبصورت وگراں قدر تشریحات، مناسب ترتیب وترکیب وغیرہ سے آراستہ کردیا کہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوگئی۔ یہ سب ان کی تجوید اور علومِ قرآن سے گہرے شغف اور محبت کی دلیل ہے اللّٰھم زِدْ فَزِدْ۔

انہوں نے یہ کتاب لکھ کر نہ صرف علم تجوید کی خدمت اور ہماری دِلی تمنا کو عملی جامہ پہنایا بلکہ طلبہ واساتذہ کے لیے فہمِ جزری کومزید آسان کردیا ہے۔ شرح کی خصوصیات کئی ساری ہیں، چنانچہ تمام مقامات میں بالخصوص ضاد اور ظاء کے درمیان فرق ،موصول ومقطوع اور رسم الخط کے

بیان میں الفاظِ قرآنی کا بمعہ سورہ وآیت نمبر حوالہ دیا گیا ہے۔

اس طرح کا کام جس قدر عرق ریزی وجانفشانی کا متقاضی ہے مؤلف کی محنت بھی اسی قدر واضح ہے۔ عموماً حد سے زیادہ اختصار بھی مطلب کے سمجھنے میں مخل ہوتا ہے اور حد سے زیادہ طوالت بھی، زیرِ نظر کتاب اِن دونوں باتوں سے مبرّا ہے، کسی بھی مشکل مقام سے پہلوتہی کی گئی اور نہ ہی کسی شعر کی تشریح میں اطناب و بے جا طوالت سے کام لیا گیا بلکہ ہر شعر کی مکمل اور بقدرِ ضرورت تشریح کی گئی اور آخر تک ایک ہی روِش پر گامزن رہے، اسی طرح آخر تک مکمل لغات کو بھی موصوف نے حل کر دیا ہے، کتاب کو بھی حل کیا اور اس کے ساتھ کئی مفید باتوں کا اضافہ بھی کیا۔ اسی طرح مقدّر ومحذوف عبارات کو نہ صرف نکال کر واضح کیا بلکہ ماقبل ومابعد سے اس کا ترکیبی ربط بھی ذکر کر دیا اور پوری ترکیب بھی کی جس کے بعد جزری کے کسی طالب علم کو عبارت کے حل میں انشاء اللہ پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔ ابواب کے درمیان ربط ومناسبت بھی بیان کر دی گئی۔ کتاب کی خصوصیات کی اس طرح فہرست بنائی جا سکتی ہے:

(۱) ترجمہ تحت الشعر (۲) مکمل تشریح (۳) باحوالہ آیات (۴) مکمل ترکیب
(۵) تقدیری عبارات کا اہتمام (۶) حلِ لغات (۷) ربط ومناسبت۔

اُمیدِ قوی ہے کہ یہ کتاب قارئین کے حلقہ میں مقبولِ عام ہوگی اور اساتذہ وطلبہ سب ہی کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ ہم تو بس تھوڑی سی محنت کر کے خریدانِ یوسف میں نام لکھوانے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں، باقی اللہ ہی اصل قبول کرنے والے ہیں۔ دِل سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوِش کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمالے۔ آمین

بندہ رحیم اللہ نقشبندی عفا اللہ عنہ
یکم شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

# مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

نام ونسب اور پیدائش: شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر الجزری ہے۔ ۲۵ رمضان المبارک ۷۵۱ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور دریائے دجلہ وفرات کے درمیان ''جزیرہ ابن عمرؒ'' کی طرف نسبت کرکے الجزری کہلائے۔

تعلیم: سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کیا، اس کے بعد دمشق، مصر خصوصا قاہرہ واسکندریہ اور بلادِ مغرب میں سفر کرکے حدیث، فقہ اور اصول ومعانی کی تعلیم حاصل کی اور علم قرآت کی تکمیل کی اور اس میں مکمل مہارت حاصل کی۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ، علامہ بلقینیؒ، عزالدین ابن جماعہؒ، محمد بن اسماعیل نجارؒ، علامہ دمیاطیؒ اور امام اسنویؒ ہیں۔

عملی زندگی: آپ نے سب سے پہلے مصر میں ''دارالقرآن'' کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، کچھ عرصہ بعد شام کے قاضی مقرر کردیئے گئے۔ ۷۹۸ھ میں بلادِ روم تشریف لے گئے اور وہاں علم قرآت اور حدیث کا درس دیا۔ اہلِ روم آپ کو امام اعظم کہا کرتے اور دیگر اسلامی ملکوں میں آپ کو قرآت کا امام تسلیم کیا گیا۔ ۸۰۵ھ میں شاہ تیمور آپ کو اپنے ہمراہ ''ماوراء النہر'' لے گئے، پھر سمرقند میں قیام کیا اور شاہ کے انتقال یعنی ۸۰۷ھ تک وہیں مقیم رہے، اس کے بعد ''ہرات'' اور ''یزد'' سے ہوتے ہوئے اصبہان پہنچے۔ بالآخر شیراز آکر مستقل سکونت اختیار کرلی پھر ۸۲۳ھ میں کچھ عرصہ کے لیے حرمین شریفین کی مجاورت اختیار کرنے کے بعد دوبارہ شیراز تشریف لے آئے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئے اور سب کے سب ماہر قراء اور محدثین تھے۔ آپ طلبائے دین کی تعلیم وتربیت کے ساتھ سفر وحضر میں ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں بھی مشغول رہتے، پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے۔ آپ کو شعر وشاعری کا بھی کافی ذوق تھا۔

وفات: ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ میں جمعہ کے دن اس دارِ فانی سے رحلت فرماگئے اور ''دارالقرآن'' میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند درجات سے نوازے۔ آمین

تصانیف: آپ نے کئی علمی تصنیفات زیبِ قرطاس کیے جن میں سے یہ چند کتابیں بہت مشہور ہیں: (۱) حصن حصین (۲) النشر فی القراآت العشر (۳) توضیح المصابیح (۴) مقدمہ جزریہ (۵) طیبہ۔

''مقدمہ جزریہ'' کی متعدد شروح لکھی گئیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند مشہور شروح کے نام یہ ہیں: (۱) الحواشی المفہمہ جو مصنف کے صاحبزادے ابوبکر احمدؒ کی تصنیف ہے۔ (۲) الدقائق الحکمہ جو شیخ الاسلام خزرجیؒ کی تصنیف ہے۔ (۳) العقود السنیہ جو ابوالعباس قسطلانیؒ کی تصنیف ہے۔ (۴) المنح الفکریہ جو ملا علی قاریؒ کی تصنیف ہے۔ (۵) شرح الجزریہ جو عصام الدین طاش کبری زادہؒ کی تصنیف ہے۔ (۶) فوائد مرضیہ جو قاری محمد سلیمان صاحب دیوبندیؒ کی تصنیف ہے۔

## دانتوں کی تقسیم اور ان کے نام

انسان کے منہ میں اکثر و بیشتر بتیس ۳۲ دانت ہوا کرتے ہیں جن میں سے بعض چھوٹے اور بعض بڑے ہیں۔ چھوٹے دانت بارہ اور بڑے بیس ہیں۔

چھوٹے دانتوں کے تین نام ہیں: (۱) ثنایا (۲) رباعی (۳) اَنیاب۔

(۱) ثنایا: سامنے والے چار دانت ''ثنایا'' کہلاتے ہیں دو اوپر اور دو نیچے۔ اوپر والے دو دانتوں کو ثنایا عُلیا اور نیچے والے دو دانتوں کو ثنایا سُفلیٰ کہتے ہیں۔

(۲) رباعی: ثنایا عُلیا کے دائیں بائیں دو، اور ثنایا سُفلیٰ کے دائیں بائیں دو یعنی یہ چار دانت ''رباعی'' کہلاتے ہیں۔

(۳) اَنیاب: رباعی کے دائیں بائیں دو دانت اوپر اور دو دانت نیچے ''اَنیاب'' کہلاتے ہیں۔

بڑے دانتوں کے بھی تین نام ہیں: (۱) ضواحک (۲) طواحن (۳) نواجذ۔

(۱) ضواحک: اَنیاب کے دائیں بائیں دو دانت اوپر اور دو دانت نیچے ''ضواحک'' کہلاتے ہیں۔

(۲) طواحن: ضواحک کے دائیں بائیں تین تین دانت اوپر اور تین تین دانت نیچے ''طواحن'' کہلاتے ہیں۔

(۴) نواجذ: اوپر اور نیچے دائیں بائیں سب سے آخر میں ایک ایک دانت کو "نواجذ" کہتے ہیں۔

تعداد کا حاصل:

ثنایا چار، رباعی چار، انیاب چار، ضواحک چار، طواحن بارہ اور نواجذ چار ہیں۔

"جمال القرآن" میں اس موقعہ پر چار شعر لکھ دیئے گئے ہیں تا کہ یاد رکھنے میں آسانی ہو سکے، وہ شعر یہ ہیں:

ہے تعداد دانتوں کی کُل تیس اور دو — ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو

ہیں اَنیاب چار اور باقی رہے بیس — کہ کہتے ہیں قراء اَضراس ان ہی کو

ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ — نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

اَضراس بمعنی ڈاڑھ۔

# آغازِ کتاب

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

**ترجمہ:-** شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

**تشریح:-** احادیثِ مبارکہ میں ہر اہم کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام، حمد اور درود شریف سے کرنے کا حکم وارد ہوا ہے اور نہ کرنے کی صورت میں اس کام میں بے برکتی ہونے کی وعید ہے۔ اسی لئے مصنفؒ نے اپنے مقدمہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کے مقدس نام اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام سے کیا، پھر کتاب لکھنے کا مقصد بیان کیا۔

**ترکیب:-** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی کئی ترکیبیں ہیں، ایک مشہور ترکیب یہ ہے: ب حرف جار، اِسْمِ مضاف، لفظ اللّٰهِ موصوف اور الرَّحْمٰنِ صفت اول جبکہ الرَّحِيْمِ صفت ثانی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر اسم مضاف کے لیے مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ب حرف جار کے لیے مجرور۔ جار ومجرور مل کر "أَشْرَعُ" یا "اَبْتَدِأُ" فعل محذوف کے ساتھ متعلق ہو گیا اور فعل اپنے فاعل ضمیر اَنَا اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

| (۱) یَقُوْلُ رَاجِیْ عَفوِ رَبِّ سَامِعِ | | مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِیِّ الشَّافِعِیْ |
|---|---|---|

**ترجمہ** سننے والے پروردگار سے معافی کا اُمیدوار محمد بن جزری شافعی کہتا ہے:

**تحقیق کلمات:** یَقُوْلُ صیغہ واحد مذکر غائب، بحث فعل مضارع مثبت معلوم از باب نصر بمعنی کہنا۔ رَاجِیْ صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب نصر بمعنی امید رکھنا۔ عفو: مصدر از باب نصر بمعنی معاف کر دینا۔ رب: صفت مشبہ از باب نصر بمعنی پرورش کرنا، پالنا، مرتبۂ کمال تک پہونچانے والا۔ سامع: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب سمع بمعنی سننا، مراد سن کر قبول کرنے والا۔ محمد بن الجزری الشافعی: یعنی محمد بن محمد جزری شافعی۔ آپ مسلکاً شافعی تھے۔

**تشریح:-** ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے اُمیدِ مغفرت ورحمت رکھنی چاہیے اور کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ ہر شخص اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں داخلہ پائے گا۔ دینی ودنیاوی ہر قسم کے کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کرنی چاہیے۔ امام جزریؒ بھی اپنی کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عجز و بے بسی کا اظہار اور معافی طلب کر کے گویا اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کر رہے ہیں کہ آپ کی مدد کے بغیر ہم سے خطا ہی سرزد ہو سکتی ہے۔

**ترکیب:-** یَقُوْلُ فعل رَاجِیْ صیغۂ صفت مضاف عَفوِ مصدر مضاف، رَبِّ صیغۂ صفت موصوف اور سَامِعِ اس کی صفت۔ موصوف صفت سے مل کر عَفوِ کا مضاف الیہ، عفو اپنے مضاف الیہ سے مل کر رَاجِیْ کا مضاف الیہ، رَاجِیْ مضاف اپنے معمول مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ مُحَمَّدٌ موصوف (یا مبدل منہ) اِبْنُ مضاف اور الْجَزَرِیِّ الشَّافِعِیْ موصوف صفت مل کر اِبْنُ کا مضاف الیہ، ابن اپنے مضاف سے مل کر مُحَمَّدٌ موصوف کے لیے صفت (یا مبدل منہ کے لیے بدل) محمد موصوف (یا مبدل منہ) اپنی صفت (یا بدل) سے مل کر پھر بدل ہوا راجی مبدل منہ کا۔ رَاجِیْ مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر یَقُوْلُ کا فاعل، یَقُوْلُ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن جائے گا یا پھر یَقُوْلُ اپنے فاعل سے مل کر قول۔ اس دوسری صورت میں باقی آنے والے تمام اشعار قول کے لیے مقولہ بن جائیں گے۔

| (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ | | عَلٰی نَبِیِّہٖ وَمُصْطَفَاہُ |
|---|---|---|

| (۳) مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ | | وَمُقْرِیءِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّہٖ |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے اپنے پیغمبر وبرگزیدہ (بندے) حضرت محمد ﷺ، ان کی آل، ان کے ساتھی اور قرآن کریم کے پڑھانے والوں پر بشمول اس سے محبت رکھنے والے کے۔

تحقیق کلمات: اَلْحَمْدُ مصدر از باب سمع بمعنی تعریف وستائش کرنا۔ لفظ اللّٰہ خالقِ کائنات کا ذاتی نام جو واجب الوجود اور تمام صفاتِ کمال کا جامع ہے۔ صلّی صیغہ واحد مذکر غائب از باب تفعیل بمعنی رحمت نازل کرنا یا نزول رحمت کی دعا کرنا۔ نبی: یہ یا تو نبا ینبو باب نصر سے صفت مشبہ ہے بمعنی بلند ہونا، یا پھر نبأ ینبأ باب فتح سے صفت مشبہ ہے بمعنی خبر دینا۔ مصطفیٰ: اسم مفعول از باب افتعال بمعنی چننا، انتخاب کرنا۔ محمد: اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی بار بار تعریف کرنا۔ نبی کریم ﷺ کا نام بھی محمد ہے کیونکہ دوست دشمن سبھی حقیقت پر مطلع ہونے کے بعد آپ ﷺ کی بار بار تعریف پر مجبور ہوتے تھے۔ ال: یہ اصل میں اَھل تھا، معزز لوگوں کے اہل خانہ کو آل اور ہر قسم کے لوگوں کے اہل خانہ کو اَھل سے تعبیر کرتے ہیں۔ صَحْب: صَاحِبٌ کی جمع ہے (جیسے رَاکِبٌ کی جمع رَکْبٌ) بمعنی ساتھی۔ مقری: جمع مذکر سالم اسم فاعل از باب افعال بمعنی پڑھانا۔ اصل میں مقرئینَ تھا، اس صورت میں جمع سالم کے آخر سے نون اضافت کی وجہ سے اور یاء اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے محذوف ہوگی۔ واحد مذکر کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں صیغہ اصل پر ہے۔ القران: مصدر بمعنی اسم مفعول از باب ضرب قَرَنَ یَقْرِنُ بمعنی ملانا، جمع کرنا، یا از باب فتح قَرَأَیَقْرَأُ بمعنی پڑھنا۔ محب: واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال بمعنی محبت رکھنے والا۔

## تشریح:-

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ: تعریف اُس کی کی جاتی ہے جو کسی خوبی کا مالک ہو اور سب سے بڑی خوبی نقائص وعیوب سے پاک اور اوصافِ کمال کا جامع ہونا ہے' اسی لئے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی سزاوار ہیں کہ اُس کی ذات ہر عیب ونقصان سے پاک اور ہر صفتِ کمال کی جامع ہے۔ دنیا میں جس کسی کے بھی ہنر کی تعریف کی جائے وہ بھی درحقیقت اللہ ہی کی تعریف ہے کیونکہ وہ ہی اس

ہنر کا عطا کرنے والا ہے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ براہِ راست اللہ کی تعریف کرتا ہے اور کافر بوجہ اپنے جہل کے بالواسطہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

**صَلَّى اللّٰہُ:** صلوٰۃ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد رحمت نازل کرنا ہے اور جب مخلوق کی طرف کی جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے نزولِ رحمت کی دعا مانگنا ہے۔ نبی کریم ﷺ پوری امت ہی کے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے محسن ہیں۔ آپ کا حق کوئی انسان اپنے پاس سے ادا نہیں کرسکتا، اس لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت نازل کرنے کی دعا کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ درود کے کلمات میں بھی غائبانہ صیغے **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** یا **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ** وغیرہ کے ساتھ دعا مانگی جاتی ہے۔ درود پڑھنے والا خود بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں ہوتا بلکہ بموجب حدیث اللہ تعالیٰ ہر درود کے بدلے پڑھنے والے پر اپنی دس رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

درود پڑھنا زندگی میں ایک دفعہ ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اگر کسی مجلس میں متعدد بار آپ ﷺ کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ درود پڑھنا تو واجب ہے اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔ جب حضور ﷺ پر درود پڑھا جائے تو تبعاً آپ کی آل واولاد اور دیگر صحابہ کرامؓ پر بھی درود پڑھ لینا چاہئے۔ سب سے افضل درود وہ ہے جسے عموماً ''درود ابراہیمی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ورنہ کسی بھی صیغے سے درود پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ الفاظ صحیح ہوں۔ جب تک روضہ اقدس پر حاضری نہ ہو یا آپ ﷺ کا تصور و دیدار نہ ہو اس وقت تک حاضر وناظر سمجھ کر خطاب کے صیغے ''عـــليك'' وغیرہ کے ساتھ درود وسلام نہ بھیجا جائے۔ صحابہؓ کے درود وسلام اسی قسم کے ہوتے تھے۔

**آل:** حضور اکرم ﷺ کی آل حقیقتاً آپ کے اہل بیت ہیں اور مجازاً ہر متقی و پرہیزگار شخص مراد ہے۔
**صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ** بھی جائز ہے اور **صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ** بھی جائز ہے۔

**وصحبه:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسانوں کی وہ مقدس و پاکیزہ جماعت ہے جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے منتخب فرمالیا اور ان سے اپنی رضا وخوشنودی کا اعلانِ عام فرمادیا، اسی لیے جب بھی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا جائے یا مطلقاً جب بھی دعا کی

جائے یا ان کا تذکرہ کہیں پر ہو چلے تو ان کے لیے بھی دعائے رحمت و رضا مستحب عمل ہے۔
**ومقرئ القرآن:** یہ قرآن مجید کے پڑھانے والے معلمین کے لیے دعا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم سیکھیں اور سکھائیں۔ قیامت کے ہولناک دن میں جن خوش نصیبوں کو عرش الٰہی کے نیچے سایہ ملے گا ان میں ان لوگوں کو بھی شمار کیا گیا ہے جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ بھی ان میں داخل ہوں گے جو بچپن میں قرآن شریف سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر اُس کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

[از فضائل قرآن مع فضائل اعمال]

**ومحبه:** قرآن شریف سے محبت رکھنا بھی عبادت ہے۔ سَہل تُستریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کی نشانی یہ ہے کہ اُس کے کلام پاک کی محبت دل میں ہو۔ [از فضائل قرآن مع فضائل اعمال]

**ترکیب:۔** الحمد مبتدا لِلّٰہ جار و مجرور مل کر متعلق ثابتٌ محذوف سے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف، صلی فعل لفظ اللہ اس کا فاعل، علیٰ جار نبیہ مضاف با مضاف الیہ معطوف علیہ، واؤ حرف عطف مصطفاہ مضاف و مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مُبَیَّن، محمد عطف بیان، مُبَیَّن اور عطف بیان مل کر پھر معطوف علیہ، واؤ حرف عطف الہ معطوف اوّل، واؤ حرف عطف، صحبہ مضاف و مضاف الیہ معطوف ثانی، واؤ حرف عطف، مقرئ شبہ فعل جس میں ھو ضمیر فاعل، مقرئ مضاف، القرآن مضاف الیہ، مع ظرفیہ مضاف اور محبہ مضاف و مضاف الیہ مل کر مع کے لیے مضاف الیہ، مع اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے مقرئ، مقرئ اپنے مضاف الیہ و مفعول فیہ سے مل کر معطوف ثالث، نبیہ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفات سے مل کر جار کے لیے مجرور، علیٰ اپنے مجرور سے مل کر صلّی کے متعلق، صلی فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، سابق جملہ معطوف علیہ اپنے معطوف جملے سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

| | | |
|---|---|---|
| (۴) وَبَعْدُ اِنَّ هٰذِهٖ مُقَدِّمَهْ | | فِيْمَا عَلٰى قَارِئِهٖ أَنْ يَعْلَمَهْ |

**ترجمہ:** اور حمد و صلوٰۃ کے بعد، بے شک یہ ایک مقدمہ ہے، اس چیز کے بیان میں جس کا

جاننا قرآن کریم کے پڑھنے والے ذمے لازم ہے۔

**تحقیق کلمات:** **بعد** ظرف مبنی علی الضم ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے أی بعدَالحمدو الصلوٰۃ ۔**مقدمہ:** اس کو دو طرح سے پڑھا جاتا ہے(۱) **مُقَدَّمَہ** یعنی دال پر زبر کے ساتھ جو کہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی آگے کیا ہوا أی **طائفة مقدمة من الكلام** ''گفتگو کا ایک حصہ جسے پہلے پیش کر دیا گیا تا کہ مقاصد کے سمجھنے میں آسانی ہو''۔(۲) **مُقَدِّمَة** یعنی دال پر کسرہ کے ساتھ بمعنی آگے والا أی **طائفة من الكلام مقدمة قارئه على غيره** ''گفتگو کا ایک حصہ جو اپنے پڑھنے والے کو نہ پڑھنے سے آگے لے آتا ہے''۔نیز **مقدمة** بمعنی **متقدمة** کے بھی ہو سکتا ہے یعنی کلام کا ابتدائی حصہ۔**قارئہ** ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے جو گذشتہ شعر میں مذکور ہے۔

## تشریح:-

یہ مختصر سا رسالہ درحقیقت ایک تمہید ہے جو ان بنیادی امور کے بیان پر مشتمل ہے جن کا جاننا ایک قاریٔ قرآن پر لازم ہے۔کسی بھی علم کو شروع کرنے سے پہلے جب اس کے مقدمے کو پڑھ لیا جاتا ہے تو تمام مباحث کو سمجھنا اور سمجھانا آسان ہوتا ہے، نیز اس طرح کتاب کو پوری بصیرت اور بیداری کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور بغیر مقدمے کے یہ بات مشکل ہوتی ہے۔

**ترکیب:**۔۔۔ واؤ عاطفہ یا استینافیہ زائدہ۔بعد مضاف اور **الحمدو الصلوٰۃ** مضاف الیہ محذوف منوی، بعد اپنے مضاف الیہ سے ملنے کے بعد **ثَابِتٌ** شبہ فعل محذوف کا مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل **ھو** ضمیر اور مفعول فیہ سے مل کر خبرِ مقدم اور **ھذا** محذوف مبتدا۔مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ انَّ حرف مشبہ بالفعل ھذہ اسم، مقدمۃ صیغہ اسم مفعول اس میں **ھی** ضمیر نائب فاعل، فی حرف جر ما بمعنی شئ نکرہ موصوف علی حرف جر **قارئہ** مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور، علی جار اپنے مجرور سے مل کر **لازمٌ** یا **واجبٌ** شبہ فعل محذوف کے متعلق، أن مصدریہ ناصبہ، **یعلم** فعل، اس میں **ھو** ضمیر فاعل، ہ ضمیر مفعول بہ، **یعلم** اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر **لازمٌ** یا **واجبٌ** شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر ما بمعنی

شیٔ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فی کا مجرور، جار مجرور سے مل کر مقدمۃ کے متعلق، وہ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر انّ کی خبر۔ انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مُعَلَّل اور اس کی علت اگلے اشعار میں مذکور ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۵) إِذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِمُ مُحَتَّمُ | | قَبْلَ الشُّرُوْعِ أَوَّلاً أَنْ يَعْلَمُوْا |

**ترجمہ** کیونکہ شروع کرنے سے قبل ان پر بہت ہی تاکید کے ساتھ ضروری ہے کہ وہ پہلے جان لیں...... (تشریح اگلے شعر کے تحت آرہی ہے)۔

تحقیق کلمات: واجبٌ صیغہ اسم فاعل از باب ضرب بمعنی لازم اور ثابت ہونا۔ مُحَتَّم صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی واجب کرنا، پختہ کرنا۔ أولاً ظرف أی فی وقتِ أوّل۔

**ترکیب:** ۔ إذ تعلیلیہ واجبٌ شبہ فعل، علیھم جار و مجرور مل کر واجبٌ کے متعلق جبکہ قبلَ الشروع مضاف و مضاف الیہ مل کر واجبٌ کے لیے مفعول فیہ، اور أولاً مفعول فیہ مقدم برائے یَعْلَمُوْا فعل ۔ أنْ مصدریہ ناصبہ یَعْلَمُوا فعل اور واؤ علامت جمع و ضمیر فاعل ۔ یَعْلَمُوْا اپنے فاعل اور أولاً مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر واجبٌ کا فاعل، واجبٌ شبہ فعل اپنے فاعل، متعلق اور مفعول فیہ سے مل کر مؤکد اور محتم اس کی تاکید ۔ مؤکد تاکید مل کر ماقبل کے شعر کے معلَّل کے لیے علت ۔ یعلموا فعل کا مفعول بہ اور ایک متعلق اگلے شعر میں مذکور ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (٦) مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ | | لِيَلْفِظُوْا بِأَفْصَحِ اللُّغَاتِ |

**ترجمہ** حروف کے مخارج اور صفات کو تاکہ سب سے صاف لغت میں ادائیگی کر سکیں......

تحقیق کلمات: مخارج، مخرجٌ کی جمع اسم ظرف بمعنی نکلنے کی جگہ یعنی منہ کے اندر وہ مقررہ جگہیں جہاں سے حروف کی ادائیگی ہوتی ہے۔ الصفات، صفةٌ کی جمع بمعنی حالت و طریقہ یعنی وہ اوصاف و احوال کہ حروف کی ادائیگی کے وقت ان کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ لیلفظوا لام کی برائے غایت، اس کے بعد أنْ مقدر، یلفظوا فعل مضارع از باب ضرب منہ سے کوئی لفظ یا حرف ادا کرنا۔ أفصح اسم تفضیل از باب فتح بمعنی زیادہ صاف ۔ اللغات: لغةٌ کی جمع بمعنی زبان۔

**تشریح:-**

مخارج وصفات کی پہچان علم تجوید میں ریڑھ کی ہڈی سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس کے بغیر قاری عربی زبان کی صحیح ادائیگی سے قاصر وعاجز رہے گا حالانکہ قرآن پاک صاف اور واضح زبان عربی میں نازل ہوا۔ ارشاد ہے ﴿ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ، عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ (ترجمہ: اِسے رُوح الامین یعنی جبرئیل امین نے آپ کے قلب پر اُتارا تاکہ آپ ڈرسنانے والوں میں سے ہوجائیں صاف عربی زبان میں)۔

قولہ ''اَفصح اللغات'': اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: (۱) اس سے مراد عربی زبان ہو کیونکہ وہ تمام زبانوں میں سب سے فصیح سمجھی جاتی ہے۔ (۲) اس سے حروف کی ادائیگی کا سب سے بہترین طریقہ ولہجہ مراد ہو یعنی مخارج وصفات کی پہچان کے ذریعے اچھے سے اچھے طریقے پر حروف کی ادائیگی کرسکیں۔

**ترکیب:-** مخارج مضاف، الحروف معطوف علیہ واؤ حرف عطف الصفات معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مفعول بہ ہوا یعلموا فعل کا جو گذشتہ شعر میں واقع ہے۔ ل لام کَیْ، اس کے بعد اَنْ مقدر، یلفظوا فعل واؤ علامت جمع وضمیر فاعل ذوالحال (جس کا حال اگلے شعر میں موجود ہے)، باء حرف جر، افصح اللغات مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر یلفظوا فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور، لام کَیْ اپنے مجرور سے مل کر یعلموا فعل کے متعلق۔ یعلموا فعل کی بقیہ ترکیب اوپر گذر چکی۔

| | | |
|---|---|---|
| (۷) مُحَرِّرِى التَّجْوِيْدِ وَالْمَوَاقِفِ | | وَمَا الَّذِىْ رُسِمَ فِى الْمَصَاحِفِ |

**ترجمہ:-** اس حال میں کہ وہ اچھی طرح جاننے والے ہوں تجوید کے، اور وقف کے مواقع کے اور اُس طرز کے جو مصاحف میں جاری ہوئی۔

تحقیق کلمات: محررى اصل میں مُحَرِّرِيْنَ تھا، بوجہ اضافت نون گر گیا، صیغہ جمع مذکر سالم اسم فاعل از باب تفعیل بمعنی ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ التجوید مصدر از باب تفعیل عمدہ بنانا، خوبصورتی پیدا کرنا، مراد علمِ تجوید۔ المواقف: موقفٌ کی جمع اسم ظرف از باب ضرب بمعنی رُکنے یا

روکنے کی جگہ یا وقت، مراد وقف کی جگہیں۔ رسم: واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت مجہول از باب نصر و تفعیل بمعنی لکھنا، نقش کرنا۔ المصاحف: مُصحفٌ کی جمع بمعنی کتاب، مراد قرآن مجید کے وہ نسخے ہیں جو حضرت عثمانؓ کے دَور میں ترتیب دیئے گئے۔

**تشریح:-** {علم تجوید میں مہارت پیدا کرنے کا حکم اور ترتیل کا ذکر}

علمِ تجوید میں مہارت پیدا کرنا بہت ضروری ہے، اس کا کچھ بیان آگے مستقل عنوان میں آئے گا۔ پھر تجوید میں جس طرح مخارج وصفات سے بحث ہوتی ہے اسی طرح وقف کی جگہوں سے بھی بحث ہوتی ہے کیونکہ سورۂ مزمل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾ [المزمل:۴] ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں کئی چیزوں کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو ترتیل کہتے ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ طا کی جگہ تا اور ضاد کی جگہ ظا نہ نکلے۔ (۲) وقفوں کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تاکہ کلام کا اپنے سے اگلے اور پچھلے کلام سے تعلق واضح طور سے سمجھ میں آئے۔ (۳) حرکت یعنی زبر، زیر، پیش کا اچھی طرح ظاہر کرنا۔ (۴) آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔ (۵) آواز کو اس طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جائے اور دل پر جلدی اثر کرے۔ (۶) تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کرنا کیونکہ اس کے اظہار سے کلام پاک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ (۷) آیاتِ رحمت وعذاب میں غور وفکر کیا جائے۔ [ماخوذ از فضائل قرآن مع فضائل اعمال بتغیر یسیر]

ترتیل کی تفسیر میں حضرت علیؓ کا مشہور قول ہے کہ ''هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ'' یعنی ترتیل جس کے ساتھ تلاوت کا حکم ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کے مواقع کو پہچاننے کا نام ہے۔ [نہایۃ القول المفید]

**وما الذی رسم فی المصاحف:** حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قرآن مجید کے سات نسخے لکھوائے تھے، ایک اہل مکہ کے لیے، ایک اہل شام کے لیے، ایک اہل یمن کے لیے، ایک بحرین والوں کے لیے، ایک بصرہ والوں کے لیے، ایک کوفہ والوں کے لیے اور

ایک مدینہ منورہ میں اپنے پاس رکھ لیا۔ پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے حرفوں کو اُسی انداز میں لکھنا ضروری ہے: جس انداز میں اِن مصاحفِ عثمانیہ میں لکھے گئے ہیں۔ مصاحفِ عثمانیہ کی ترتیب کس سنہ میں ہوئی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) سنہ ۲۵ھ (۲) سنہ ۳۰، یہی صحیح ہے۔

**ترکیب:۔** محرری مضاف التجوید معطوف علیہ واؤ عاطفہ الصفات معطوف اوّل، واؤ عاطفہ ما زائدہ، الذی اسم موصول رسم فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل، فی جار المصاحف مجرور، جار مجرور مل کر رسم کے متعلق، رسم اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر موصول کے لیے صلہ، موصول صلہ مل کر (پہلے مبین جس کا بیان اگلے شعر میں مذکور ہے پھر) معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر محرری کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر سابقہ شعر کے یلفظوا کی ضمیر فاعل ذوالحال کے لیے حال (باقی ترکیب گذر چکی)۔

| (۸) مِنْ كُلِّ مَقْطُوْعٍ وَمَوْصُوْلٍ بِهَا | | وَتَاءِ أُنْثٰى لَمْ تَكُنْ تُكْتَبْ بِهَا |
|---|---|---|

**ترجمہ:۔** یعنی ہر وہ لفظ جو اِن (مصاحف) میں قطع کر کے اور وصل کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور ایسی تاءِ تانیث جس کو ھا (گول تاء) کی صورت نہیں لکھا گیا۔

تحقیق کلمات: مقطوع اسم مفعول از باب فتح بمعنی کاٹا ہوا، الگ کیا ہوا۔ موصول اسم مفعول از باب ضرب بمعنی ملایا ہوا۔ مقطوع سے وہ کلمات مراد ہیں جن کو الگ کر کے لکھا گیا مثلاً اِنَّ مَا جبکہ موصول سے وہ کلمات مراد ہیں جن کو ملا کر یعنی ایک ہی لفظ میں لکھا گیا مثلاً اِنَّمَا۔ تاءِ اُنثی سے وہ گول تاء (ۃ) مراد ہے جو تانیث کی علامت ہے لیکن اُسے ھا (ہ) کی صورت میں (ۃ) نہیں لکھا گیا بلکہ لمبی تاء کے ساتھ (ت) لکھا گیا جیسے سورۂ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴾ میں لفظ رحمت لمبی تاء کے ساتھ ہے جبکہ سورۂ بقرہ آیت نمبر ۵ ﴿صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ﴾ گول تاء کے ساتھ ہے۔

## تشریح:۔

مقطوع و موصول اور تاءِ تانیث کے رسم الخط کا پہچاننا بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ وقف کی صورت میں رسم الخط کے مطابق ٹھہرنا ہوتا ہے چنانچہ ''رحمة'' پر وقف کرنا ہو تو اُسے (ہ) سے بدل

کر ''رحمہ'' پڑھیں گے اور اگر ''رحمت'' پر وقف کرنا ہو تو تاء ساکن ہو جائے گی۔اسی طرح ''اِنَّ مَا'' میں سے صرف ''اِنَّ'' پہ وقف کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک لفظ ہے اور مَا دوسرا لفظ جبکہ ''اِنَّمَا'' ہو تو لازماً ''مَا'' پر ہی وقف ہو سکے گا کیونکہ دونوں مل کر ایک لفظ ہیں۔

**ترکیب:۔** من حرف جار بیانیہ، کل مضاف مقطوع معطوف واؤ عاطفہ موصول معطوف، معطوف علیہ و معطوف مل کر موصوف کائنین شبہ فعل محذوف هما ضمیر اس کا فاعل بها جار و مجرور مل کر متعلق شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے فاعل متعلق سے مل کر موصوف کے لیے صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ تاءِ انثیٰ مضاف مضاف الیہ سے مل کر موصوف لم تکن فعل ناقص هي ضمیر مستتر اس کا اسم، تکتب فعل مجہول هي ضمیر نائب فاعل، بها جار و مجرور مل کر فعل مجہول کے متعلق، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر تاءِ اُنثیٰ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مِنْ جار کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر سابقہ شعر کے اسم موصول مبین کے لیے بیان۔ باقی ترکیب گذر چکی۔

# (۱) بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ

## یہ باب حرفوں کے مخارج کے بیان میں ہے

باب کی تعریف:۔ عموماً ایک نوع کے مسائل کو ''باب'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، چنانچہ اس کتاب میں بھی ہر باب کے تحت ایک نوع کے مسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اٹھارہ (۱۸) ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک بلاعنوان خطبہ بھی ہے۔

اس باب میں گیارہ شعر ہیں۔ مخارج، مخرجؔ کی جمع ہے بمعنی نکلنے کی جگہ۔ مخارج سے منہ کے وہ مختلف حصے مراد ہیں جن سے حروف ادا ہوتے ہیں۔ مخارج کو پہلے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بمنزلہ ذوات کے ہیں اور ہر چیز کی ذات پہلے ہوتی ہے، صفات و احکامات بعد میں۔ مخارج کی دو قسمیں ہیں: (۱) مخرجِ محقق: جو حلق یا زبان یا ہونٹ میں سے کسی کا متعین حصہ ہے۔

محقق بمعنی ثابت اور موجود۔(۲) مخرجِ مقدّر: جو حلق یا زبان یا ہونٹ کا متعین حصہ نہیں ہوتا۔ مقدّر بمعنی مانا ہوا، فرض کیا ہوا۔ راجح قول کے مطابق سترہ مخارج میں سے جوفِ دہن اور خیشوم مخرجِ مقدّر ہیں اور باقی مخرجِ محقّق۔ یہاں پر دونوں قسم کے مخارج کا بیان ہے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے ھٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔ یہی حال کتاب کے آخر تک تمام ابواب کے عنوانات کا ہے۔

| (۹) مَخَارِجُ الْحُرُوْفِ سَبْعَةَ عَشَرْ | | عَلَى الَّذِيْ يَخْتَارُهُ مَنِ اخْتَبَرْ |
|---|---|---|

**ترجمہ:۔** حرفوں کے مخارج سترہ ہیں، اس قول کے مطابق جس کو اُس شخص نے پسند کیا جو باخبر ہے۔

تحقیق کلمات: علی الذی أی علی القول الذی ۔یختار: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع از باب افتعال بمعنی پسند کرنا، اختیار کرنا۔ اختبــر: واحد مذکر غائب از باب افتعال بمعنی اچھی طرح جاننا، باخبر ہونا، آزمانا، تجربہ کرنا۔

**تشریح:۔** مخارجِ حروف کی تعداد میں تین مشہور اقوال ہیں: (۱) امام خلیل بن احمد فراہیدیؒ کے نزدیک مخارج سترہ ۱۷ ہیں۔ (۲) امام سیبویہؒ کے نزدیک مخارج سولہ ۱۶ ہیں۔ (۳) امام فراءؒ کے نزدیک مخارج چودہ ۱۴ ہیں۔ ان سب میں امام خلیل بن احمدؒ کا قول پسندیدہ ومختار ہے، مصنفؒ کے جملہ ’’یختارہٗ من اختبر ‘‘ سے یہی مراد ہے۔

مخارج میں پانچ مواقع ہیں: (۱) جوف (۲) حلق (۳) لسان (۴) شفتین (۵) خیشوم۔ ان کی تفصیل آگے ہے۔

**ترکیب:۔** مخارج مضاف، الحروف مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، سبعة عشر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ علی جار، الذی اسم موصول یختار فعل ہٗ ضمیر مفعول بہ، من اسم موصول اختبر فعل ھو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کے جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر من موصول کا صلہ، موصول سے مل کر یختار کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر الذی اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ مل کر علی کے لیے مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملنے کے بعد ثابتٌ

شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر ھذا مبتدا محذوف کی خبر۔

| حُـرُوْفُ مَـدٍّ لِـلْـهَـوَاءِ تَـنْـتَـهِـىْ | | (۱۰) فَأَلِفُ الْجَوْفِ وَأُخْتَاهَا وَهِيْ |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** تو الف اور اس کے دو ساتھیوں (یعنی واؤ مدہ اور یاء مدہ) کا مخرج جوف (دہن) ہے اور یہ حروفِ مدہ ہیں جو ہوا میں پورے ہوتے ہیں۔

تحقیق کلمات: ضرورتِ شعری کے پیش نظر الف کو جوف کی طرف مضاف کیا گیا ہے حالانکہ جوف الف اور اس کے دونوں ساتھی حروف کا مخرج ہے، تقدیری عبارت یوں ہوسکتی ہے: ”فَالأَلِفُ وأُخْتَاهَا لِلْجَوْفِ“ (جوف الف اور اس کے دو ساتھیوں کا مخرج ہے)۔ ھواء: فضاء، اس سے منہ کے اندر کا خلا مراد ہے۔

## تشریح:-

مخرج نمبر ایک: جوفِ دہن، اس سے تین حروف نکلتے ہیں: (۱) الف مدّہ جیسے قَـالَ ۔ (۲) واؤ مدّہ: یعنی واؤ ساکنہ جس سے پہلے پیش ہو جیسے أُمِـرُوْا ۔ (۳) یاءِ مدّہ: یعنی وہ یاء ساکنہ جس سے پہلے زیر ہو جیسے فِيْهِ ۔ ان کو حروفِ مدّہ کہتے ہیں اس لیے کہ ان پر مدّ ہوتا ہے اور ان کو حروفِ ہوائیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ منہ کے اندر ہوا میں پورے ہو جاتے ہیں۔

**ترکیب:-** فالف الجوف واختاها کی تقدیری عبارت ہے ”فَالأَلِفُ وأُخْتَاهَا لِلْجَوْفِ“۔ چنانچہ فاء برائے تعقیب الف الألف معطوف علیہ واؤ عاطفہ أختاھا مضاف با مضاف الیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، لام جارّہ الجوف مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثابتتانِ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، واؤ عاطفہ ھی ضمیر مبتدا، حروف مد مضاف با مضاف الیہ موصوف، للھواء جار مع مجرور متعلق تنتھی فعل کے، تنتھی فعل ھی ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر ھی مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پہلے جملہ کے لیے معطوف بن کر پھر (اگلے جملے کے لیے) معطوف علیہ۔

| ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَيْنٌ حَآءُ | | (۱۱) ثُمَّ لِأَقْصَى الْحَلْقِ هَمْزٌ هَآءُ |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** پھر اقصائے حلق کے ہمزہ اور ہاء ہیں، پھر وسطِ حلق کے عین اور حاء ہیں۔

تحقیق کلمات: اقصی اسم تفضیل مذکر بمعنی انتہائی دُور یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ سے دور اور سینہ کے قریب ہے۔ الحلق: کھانے کی نالی، حلقوم۔ وسطه: وسطِ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ اور سینہ کے درمیان ہے۔

## تشریح:-

مخرج نمبر (۲): اقصائے حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ کی جانب ہے، اس سے دو حرف ہمزہ اور ھاء ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر (۳): وسطِ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ اور منہ کے درمیان ہے، اس سے بھی دو حرف عین اور حاء ادا ہوتے ہیں۔

**ترکیب:-** (ماقبل جملہ معطوف علیہ) ثم حرف عطف لام جارّہ اقصی الحلق مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثابتتان شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، همزٌ معطوف علیہ واؤ عاطفہ هاء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، ثم حرف عطف لام جارّہ وسطه مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثابتتان شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، فاء زائدہ، عینٌ معطوف علیہ واؤ عاطفہ حاء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ماقبل جملے کے لیے معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ۔

| أَقْصَى اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْكَافُ | | (۱۲) أَدْنَاهُ غَيْنٌ خَآءُ هَا وَالْقَافُ |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** اَدنائے حلق کے واسطے غین اور اس کی خاء ہے، اور قاف اوپر کی جانب اَقصائے حلق کے واسطے ہے، اس کے بعد کاف ہے۔

تحقیق کلمات: اللسان بمعنی زبان۔ فوقُ سے زبان کے اوپر تالو کا حصہ مراد ہے۔

**تشریح:-**

مخرج نمبر (۴): اَدنائے حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو زبان کی جڑ سے متصل منہ کی جانب ہے، اس سے دو حرف غین اور خاء نکلتے ہیں۔ مذکورہ چھ حرفوں کو ''حروفِ حلقی'' کہتے ہیں جنہیں فارسی کے شعر میں یوں بیان کیا گیا ہے:

حرفِ حلقی شش بود اے نورِ عین حاء خاء ہمزہ ھاء عین وغین

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حروفِ حلقی کی تعداد چھ ہی ہے، الف چونکہ ہوائی اور جوفی ہے اس لیے حروفِ حلقی میں اس کو شمار نہیں کیا جاتا البتہ امام فراءؒ الف کو بھی حروفِ حلقی میں داخل کرتے ہیں، اس طرح اُن کے نزدیک تعداد سات ہو جائے گی۔

مخرج نمبر (۵): اقصائے لسان (یعنی زبان کی جڑ) اور اوپر کا تالو، اس سے قاف نکلتا ہے۔ کاف کا مخرج اگلے شعر میں ہے۔

**ترکیب:-** ادناہ مضاف ومضاف الیہ مل کر لام مجرور محذوف کے لیے مجرور، جار مجرور سے مل کر کائنٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ھو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملنے کے بعد خبر مقدم، غینٌ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ، خاء ھا مضاف ومضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مبتداءِ موخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ القاف مبتدا، اقصی اللسان مضاف با مضاف الیہ مل کر موصوف، الکائن صیغہ صفت ھو ضمیر اس کا فاعل، فوقُ مفعول فیہ، صیغہ صفت اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر موصوف کے لیے صفت، موصوف اپنی صفت سے ملنے کے بعد لام جارّہ محذوف کے لیے مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر پھر کائنٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق ہو کر القاف مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، ثمّ حرف عطف الکاف مبتدا...... خبر اگلے شعر میں ہے۔

| (۱۳) أَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِيمُ الشِّيْنُ يَا | | وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهٖ اِذْ وَلِيَا |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** (منہ کی طرف) نیچے، اور درمیانی حصہ پس جیم، شین اور یاء ہیں اور زبان کے کنارہ سے جب وہ مل جائے......

| (۱۴) الْأَضْرَاسَ مِنْ أَيْسَرَ أَوْ يُمْنَاهَا | | وَاللَّامُ أَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** داڑھوں سے بائیں طرف سے یا داہنی طرف سے، اور لام ادنائے حافہ سے زبان کے ختم تک۔

**تحقیق کلمات:** أَسْفَلُ صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل بمعنی نیچے والا حصہ۔ **الوسط:** درمیان، مراد تالو اور زبان کا درمیانی حصہ۔ **حافۃ:** زبان کا وہ دائیں بائیں اندرونی کنارہ جو داڑھوں سے لگتا ہے۔ **وَلِيا:** دراصل وَلِيَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب حسب بمعنی مِلنا، نزدیک ہونا۔ **الأضراس:** ضِرْسٌ کی جمع بمعنی داڑھ۔ **مُنتهىٰ:** اسم ظرف بمعنی ختم ہونے کی جگہ۔

## تشریح:-

**مخرج نمبر(۶):** قاف کے مخرج کے قریب لیکن منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر، اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ ان دونوں حرفوں (قاف، کاف) کو ''حروفِ لہویہ'' ''یا حروفِ لہاتیہ'' کہتے ہیں۔ ''لہات'' زبان کی جڑ کے مقابل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس کو اُردو میں ''کوّا'' کہتے ہیں، یہ حروف لہات کے پاس سے ادا ہوتے ہیں، اسی لیے لہویہ یا لہاتیہ کہلاتے ہیں۔

**مخرج نمبر(۷):** وسطِ زبان اور تالو کے درمیانی حصہ، اس سے جیم، شین یائے متحرک اور یائے لین ادا ہوتے ہیں اور ان تین حرفوں ''حروفِ شجریہ'' کہتے ہیں۔ ''شجر'' عربی زبان میں درخت کو کہتے ہیں اور درخت عموماً پھیلا ہوا ہوتا ہے، یہ حروف بھی ''شجر الفم'' (منہ کا پھیلا ہوا حصہ) یعنی زبان اور تالو کے درمیانی حصہ سے نکلتے ہیں، اسی مناسبت سے ان کو ''شجریہ'' کہتے ہیں۔

**مخرج نمبر(۸):** حافۂ لسان (زبان کی کروٹ) دائیں بائیں جانب جب اوپر والے پانچ داڑھوں کی جڑ سے لگے تو اس سے ضاد نکلتا ہے۔ مصنفؒ کے قول ''مِنْ أَيْسَرَ أَوْ يُمْنَاهَا'' میں ضاد کی ادائیگی کے انہی دو طریقوں کی طرف اشارہ ہے یعنی (۱) زبان کی کروٹ (کنارہ) جب دائیں جانب کی داڑھوں سے لگے تو ضاد نکلتا ہے۔ (۲) زبان کی کروٹ (کنارہ) جب بائیں جانب کی داڑھوں سے لگے تو اس سے بھی ضاد نکلتا ہے۔ البتہ دائیں جانب کی بنسبت بائیں جانب سے ضاد کا ادا کرنا زیادہ آسان ہے۔ ایک تیسرا طریقہ بھی ہے وہ یہ کہ بیک وقت دائیں بائیں

جانب کی داڑھوں سے زبان کے دونوں طرف کے کنارے ملنے سے ضاد ادا کیا جائے، یہ طریقہ بھی صحیح ہے لیکن بہت مشکل۔ عربوں میں ضاد کی اس طرح یعنی دونوں جانب سے ادائیگی کو بڑی فصاحت قرار دیا جاتا تھا اور مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد یہ صفت حضرت عمرؓ میں نمایاں تھی، اسی لیے اُنہیں بھی ''أفصحُ من نطق بالضاد'' کا خطاب ملا ہے۔

ضاد کو ''حرفِ حافّیہ'' کہتے ہیں کیونکہ یہ زبان کے حافّہ یعنی کروٹ (کنارہ) سے ادا ہوتا ہے۔

مخرج نمبر (۹): اَدنائے حافّہ مع طرفِ لسان جب اوپر والے دانتوں ثنایا، رباعی، اَنیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے ٹکرائے تو اس سے لام نکلتا ہے۔

**ترکیب:۔** (شعر نمبر ۱۳) اسفل صیغہ صفت شبہ فعل، اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر گذشتہ شعر میں مذکور الکاف مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف۔ واؤ عاطفہ الوسط دراصل للوسط ہے، لام جارّہ الوسط مجرور، جار و مجرور مل کر ثابتٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم۔ فاء زائدہ، جیم معطوف علیہ واؤ عاطفہ محذوف، الشین معطوف اوّل، یاء معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مبتداءِ مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف، واؤ عاطفہ الضاد مبتدا من جارّہ حافّتہ مضاف و مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر کائنٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ھو ضمیر اس کا فاعل، اِذ ظرفیہ مبنی محلاً منصوب مضاف ولیَ فعل ھو ضمیر فاعل۔

(شعر نمبر ۱۴) الاَضراس مفعول بہ من جارّہ أیسر معطوف علیہ اَو حرف عطف یمناھا مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مِن جارّہ کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر وَلِیَ فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملنے کے بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلاً مجرور مضاف الیہ، اذ اپنے مضاف الیہ سے مل کر کائنٌ شبہ فعل محذوف کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر الضاد مبتدا کے لیے خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف، واؤ عاطفہ اللام مبتدا لام حرف جر

محذوف اَدناھا مضاف ومضاف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر کائنٌ شبہ فعل محذوف کے لیے متعلق اوّل، لام جارّہ منتھاھا مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی کائنٌ شبہ فعل کا۔ شبہ فعل اپنے فاعل ضمیر ھو اور دونوں متعلقات سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حسبِ سابق معطوف۔ ماقبل گذرا ہوا معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر جملہ معطوفہ۔

| (۱۵) وَالنُّوْنَ مِنْ طَرَفِہٖ تَحْتُ اجْعَلُوْا | | وَالـرَّا یُـدَانِیْـہِ لِظَہْرٍ أَدْخَلُ |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** اور نون اُس کے (یعنی زبان کے) کنارہ سے نیچے ادا کرو، اور راء نون ہی کے قریب واقع ہوتی ہے (لیکن) پشت کی طرف زیادہ داخل ہے۔

**تحقیق کلمات:** من طرفہ میں ضمیر کا مرجع لسان ہے۔ طرفِ لسان یعنی زبان کا سامنے والا وہ گول کنارہ جو بارہ دانتوں سے لگتا ہے۔ **تحتُ:** ظرفِ زمانی مبنی علی الضم ہے کیونکہ مضاف الیہ محذوف منوی ہے أی تحتَ مخرجِ اللامِ گویا نون لام کے مخرج سے ذرا نیچے سے ادا ہوتا ہے۔ **اجعلوا:** صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر بمعنی بنانا، یہاں مراد ادا کرنا ہے۔ **یدانی:** واحد مذکر غائب فعل مضارع بمعنی قریب ہونا یعنی راء کا مخرج، نون کے مخرج کے قریب قریب ہے۔ **ادخل:** زیادہ اندر۔ چونکہ راء کی ادائیگی میں زبان کی پشت بھی استعمال ہوتی ہے اس لیے "لِظَہْرٍ أَدْخَلُ" کہا۔

## تشریح:-

مخرج نمبر (۱۰): طرفِ لسان جب ثنایا، رباعی اور اَنیاب کے مسوڑھوں سے ٹکراتا ہے تو اس سے نون نکلتا ہے۔

مخرج نمبر (۱۱): طرفِ لسان اور پشت کا کچھ حصہ جب ثنایا اور رباعی کے مسوڑھوں سے ٹکراتا ہے تو اس سے راء نکلتی ہے۔

فائدہ:- لام، نون اور راء کے دو نام ہیں: (۱) طرفیہ (۲) ذَلقیہ۔ طرف اور ذلق کنارہ کو کہتے ہیں، یہ تینوں حروف بھی زبان کے ذلق وطرف (کنارہ) سے ادا ہوتے ہیں اس لیے ان کا طرفیہ ذَلقیہ نام رکھا گیا۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ (کیونکہ جملہ انشائیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر ممنوع ہے) النون مفعول بہٖ مقدم برائے اجعلوا فعل، من جار طرفہٖ مضاف ومضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم ہوا اجعلوا فعل کا، تحتُ مفعول فیہ مقدم برائے اجعلوا ، اجعلوا فعل انتم ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، دونوں مفعولوں اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ الرا مبتدا یدانی فعل ھو ضمیر اس کا فاعل، ہٖ ضمیر مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد بتاویل نکرہ مبتدا کے لیے خبر اوّل، لام جار ظھر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے ادخل ، ادخل صیغہ صفت شبہ فعل ھو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر شبہ جملہ، پھر مبتدا کے لیے خبر ثانی۔ مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱۶) | وَالطَّآءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ | | عُلْيَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيْرُ مُسْتَكِنْ |

**ترجمہ:۔** اور طاء، دال اور تاء اُس سے (طرفِ لسان سے) اور ثنایا علیا سے (ادا ہوتے ہیں) اور صفیر (یعنی حروفِ صفیریہ) قرار پکڑنے والا ہے.........

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱۷) | مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلٰى | | وَالظَّاءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا |

**ترجمہ:** اس سے (یعنی طرفِ لسان سے) اور ثنایا سفلیٰ کے اوپر سے، اور ظاء، ذال اور ثاء ثنایا علیا کے واسطے (ثابت) ہیں.........

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱۸) | مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَهْ | | فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَهْ |

**ترجمہ:** ان دونوں کے کناروں سے، اور (نچلے) ہونٹ کے اندرونی حصہ سے پس فاء (نکلتی ہے) اوپر والے ثنایا کے کناروں کے ساتھ مل کر۔

تحقیق کلمات: الصفیر سے مراد حروفِ صفیریہ سین، صاد اور زاء ہیں۔ مستکن: اسم فاعل بمعنی قرار پکڑنے والا۔ المُشرفة: اسم فاعل بمعنی بلند، اوپر۔

**تشریح:۔** مذکورہ بالا اشعار میں چار مخارج بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں:

مخرج نمبر (۱۲): زبان کی نوک اور ثنایا عُلیا کی جڑ، اس سے طا، دال اور تا نکلتے ہیں۔ ان تینوں کو

''حروفِ نطعیہ'' کہتے ہیں، اس لیے کہ نطع ''غار'' کو کہتے ہیں، یہ حروف بھی منہ کے غار کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر (۱۳): زبان کی نوک اور ثنایا عُلیا کا کنارہ، اس سے ظا، ذال اور ثا ادا ہوتے ہیں، ان تینوں کو ''حروفِ لثویہ'' کہتے ہیں کیونکہ لثۃ کے معنی ہیں ''مسوڑھا'' اور یہ حروف جن ثنایا عُلیا دانت سے نکلتے ہیں وہ بھی مسوڑھوں میں جمے ہوئے ہیں، اس اَدنیٰ مناسبت کی بناء پر مذکورہ نام رکھا گیا۔

مخرج نمبر (۱۴): زبان کی نوک اور ثنایا سفلیٰ وعُلیا کے اندرونی کنارے (یعنی جب اوپر کے دانت نیچے کے دانتوں سے ملتے ہیں تو) اس سے صاد، زا اور سین نکلتے ہیں۔ ان تینوں کو ''حروفِ صفیریہ'' کہتے ہیں۔ صفیر لغت میں سیٹی یا چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں، چونکہ ان حروف کے ادا ہوتے وقت بھی ایک تیز آواز سیٹی یا چڑیا کے مثل نکلتی ہے، اسی لیے یہ نام رکھا گیا۔

مخرج نمبر (۱۵): ثنایا عُلیا کا کنارہ اور نچلے ہونٹ کی تری، یہاں سے فاء نکلتی ہے۔

**ترکیب:۔** (شعر نمبر ۱۶) واؤ عاطفہ **الطاء** معطوف علیہ، واؤ عاطفہ **الدال** معطوف اوّل، واؤ عاطفہ **تــــا** معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مبتدا، **منہ** جار ومجرور مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ **من** جار **علیا** مضاف **الثنایا** مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر **کـائنۃٌ** شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کے لیے خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اور سابقہ جملے کے لیے معطوف اوّل۔ واؤ عاطفہ **الصفیر** مبتدا **مستکن** شبہ فعل **ھو** ضمیر اس کا فاعل۔

(شعر نمبر ۱۷) **منـــہ** جار ومجرور مل کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ **مـن** جار **فـوق** مضاف **الثنایا** موصوف **السفلی** صفت، موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار ومجرور مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر **مستــکــن** شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اور سابقہ جملہ کے لیے معطوف ثانی۔ واؤ عاطفہ **الظاء** معطوف علیہ واؤ عاطفہ **الذال** معطوف اوّل واؤ عاطفہ **ثا** معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مبتدا، **لام** جارّہ **الـعُلیا** مجرور، جار مجرور

سے مل کر مبدل منہ۔

(شعر نمبر ۱۸) من جار طرفیھما مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر بدل، مبدل منہ بدل سے مل کر کائنۃٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف سوم۔ واؤ عاطفہ من جار بطن مضاف الشفہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر کائنٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، مع مضاف اطراف مضاف الیہ مضاف، الثنایا موصوف المشرفہ صفت، موصوف صفت سے مل کر اطراف کے لیے مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مع کا مضاف الیہ، مع اپنے مضاف الیہ سے مل کر شبہ فعل کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، الفا مبتدا مؤخر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف چہارم، معطوف علیہ اپنے چاروں معطوفات سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔ فالفا میں پہلا فاء زائدہ ہے۔

| (۱۹) لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَآءٌ مِيْمُ | | وَغُنَّةٌ مَخْرَجُهَا الْخَيْشُوْمُ |
|---|---|---|

**ترجمہ:** دونوں ہونٹوں کے لیے واؤ، باء اور میم ثابت ہیں، اور غنہ بھی ہے جس کا مخرج خیشوم ہے۔

تحقیق کلمات: خیشوم ناک کی جڑ کو کہتے ہیں۔ غنۃ: ناک کی گنگنی آواز۔

## تشریح:-

مخرج نمبر (۱۶): دونوں ہونٹوں سے چار حروف ادا ہوتے ہیں: (۱) ہونٹوں کی تری سے "با"۔ (۲) ہونٹوں کی خشکی سے "میم"۔ (۳) ہونٹوں کی گولائی سے "واؤ متحرکہ" اور "واؤ لین"۔ ان چاروں کو "حروفِ شفویہ" کہتے ہیں اس لیے کہ شفۃ کے معنی ہیں ہونٹ، اور یہ بھی ہونٹ سے ہی ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر (۱۷): خیشوم یعنی ناک کی جڑ، اس سے غنہ ادا ہوتا ہے۔

یوں تو غنہ کا شمار صفات میں ہوتا ہے مگر چونکہ غنہ اخفاء، ادغامِ ناقص اور مشدد ہونے کی

حالت میں نونِ مخفی بن جاتا ہے جو بغیر خیشوم کے صحیح ادا نہیں ہوسکتا' اس وجہ سے مصنفؒ نے خیشوم کو بھی مخارج سے شمار کیا۔ اس کے برخلاف وہ نون اور میم جو متحرک یا ساکن بحالتِ اظہار ہوں ان میں خیشوم کے بجائے نون اور میم کے مخرجِ اصلی کو زیادہ دخل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ غنہ بحالتِ نونِ مخفی کا مخرج خیشوم ہی ہے۔

**ترکیب:۔** لام جارّہ الشفتین مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتةٌ شبہ فعل محذوف کا، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، الـــواو معطوف علیہ، واؤ عاطفہ محذوف، بـــاءٌ معطوف اوّل، پھر واؤ عاطفہ محذوف میم معطوف دوم، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مبتدا مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ کـائنةٌ منها محذوف، کائنةٌ شبہ فعل هي ضمیر اس کا فاعل اور منها جار مجرور مل کر اس کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل خبر مقدم، غنةٌ موصوف، مـخـرجـهـا مضاف با مضاف الیہ مبتدا الخیشوم خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد غنة کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا مؤخر کـائـنـةٌ مـنـهـا کے لیے، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ۔

# (۲) بَابُ الصِّفَاتِ

## صفات (متضادہ وغیر متضادہ) کا بیان

صفات، صفة کی جمع ہے۔ لغوی معنی: وہ کیفیت جو کسی چیز میں موجود ہو مثلاً سیاہ یا سفید ہونا، نرم یا سخت ہونا وغیرہ۔ اصطلاحِ اہلِ تجوید میں ہر حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت جو کیفیت پیدا ہوتی ہے، اُسے صفت کہتے ہیں مثلاً کسی حرف کو پُر پڑھنا، کسی کو باریک پڑھنا، اور کسی کی ادائیگی کے وقت آواز میں سختی یا نرمی پیدا کرنا۔ ماقبل سے ربط یہ ہے کہ مخارج چونکہ بمنزلہ ذوات کے ہونے کی وجہ سے مقدم تھے تو اس لیے اس کے بعد صفات کو بیان کیا جو بمنزلہ کیفیات کے ہیں اور کیفیات ذوات کے تابع ہیں۔

ابتداءً صفت کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفتِ لازمہ (۲) صفت عارضہ۔

صفتِ لازمہ کی تعریف: وہ صفت ہے جو حروف کی ادائیگی میں ہمیشہ پائی جاتی ہے کہ اگر اس کا خیال نہ رکھیں تو حرف مکمل ادا نہ ہو مثلاً ص میں اگر صفتِ استعلاء اور صفتِ اطباق کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ سین سے بدل جائے گا اور ص ادا نہ ہوگا۔ اس صفت کو ''ذاتیہ''، ''مقومہ'' اور ''مُمَیِّزہ'' بھی کہتے ہیں۔ صفاتِ لازمہ کی اقسام:- صفتِ لازمہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفاتِ متضادہ۔ (۲) صفاتِ غیر متضادہ۔

دونوں کی تعریف: صفاتِ متضادہ وہ صفات ہیں جن کے لیے صفات ہی میں ضد موجود ہو، اور صفاتِ غیر متضادہ وہ صفات ہیں جن کے لیے صفات ہی میں ضد موجود نہ ہو۔

صفاتِ متضادہ کی اقسام: صفاتِ متضادہ دس ہیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) ہمس (۲) جہر (۳) شدت (۴) رخوت (۵) استعلاء (۶) استفال (۷) اطباق (۸) انفتاح (۹) اِذلاق (۱۰) اِصمات۔

ہمس کی ضد جہر ہے، شدت کی ضد رخوت ہے، استعلاء کی ضد استفال ہے، اطباق کی ضد انفتاح ہے اور اِذلاق کی ضد اصمات ہے۔

صفاتِ غیر متضادہ کی اقسام: صفاتِ غیر متضادہ آٹھ ہیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) صفیر (۲) قلقلہ (۳) لین (۴) انحراف (۵) تکریر (۶) تفشی (۷) استطالت (۸) غنہ آنی۔

**حکم:** ہر حرف میں صفاتِ متضادہ میں سے پانچ کا پایا جانا لازمی ہے، اور صفاتِ غیر متضادہ صرف سولہ ۱۶ حرفوں میں پائی جاتی ہیں جو یہ ہیں: (۱) ب (۲) ج (۳) د (۴) ر (۵) ز (۶) س (۷) ش (۸) ص (۹) ض (۱۰) ط (۱۱) ق (۱۲) ل (۱۳) م (۱۴) ن (۱۵) و (۱۶) ی۔

صفتِ عارضہ کی تعریف: وہ صفت ہے جس سے حروف کی ادائیگی میں خوبصورتی اور نکھار آئے مگر اُس کے بغیر بھی حرف ادا ہو جائے مثلاً راء مفتوحہ ومضمومہ کو پُر اور راء مکسورہ کو باریک پڑھنا (اگر ایسا نہیں کریں گے تو راء میں حُسن پیدا نہ ہوگا)۔ اس صفت کو ''مُحَسِّنَہ''، ''مُزَیِّنَہ'' اور ''مُحَلِّیَہ'' بھی کہتے ہیں۔

صفاتِ عارضہ کے نام:- صفاتِ عارضہ تیرہ ۱۳ ہیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) تفخیم (۲) ترقیق (۳) مدّ (۴) اِدغام (۵) اِقلاب (۶) اِخفاء (۷) غنہ زمانی (۸) تسہیل (۹) اِبدال (۱۰) حرکت (۱۱) سکون (۱۲) صلہ (۱۳) حذف۔

حکم:- صفاتِ عارضہ مختلف حالتوں میں مختلف حروف کے اندر پائی جاتی ہیں۔ ان سب کا بیان اشعار کے ذیل میں آرہا ہے۔

**ترکیب:-** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۲۰) صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَرِخْوٌ مُسْتَفِلْ | | مُنْفَتِحٌ مُصْمِتَةٌ وَالضِّدَّ قُلْ |

**ترجمہ:-** ان (حرفوں) کی صفات جہر، رخوت، استفال، انفتاح اور اِصمات ہیں اور (ہر ایک کی) ضد کہہ دیجئے۔

تحقیق کلمات: جَهْرٌ مصدر از باب فتح بمعنی بلند کرنا، آواز اونچی کرنا۔ رِخْوٌ مصدر از باب کرم بمعنی نرم ہونا۔ مُنْفَتِحٌ اسم فاعل از باب انفعال بمعنی کھلنا، جدا ہونا۔ مُصْمِتَةٌ اسم فاعل از باب افعال بمعنی خاموش کرنا، روکنا۔ الضد صفت بمعنی اُلٹ، مخالف جمع اَضْدَادٌ ۔ ''مُسْتَفِل'' سے استفال، ''مُنْفَتِح'' سے انفتاح اور ''مُصْمِتَة'' سے اصمات مراد ہے۔ ضرورتِ شعری کی بناء پر مصدر کے بجائے صیغۂ صفت لے آئے۔ ''وَالضِّدَّ قُلْ'' یعنی ان پانچوں صفات کی ضد بھی پڑھ لیجئے جن کا بیان آئندہ شعروں میں آئے گا۔

## تشریح:-

اس سے پہلے باب میں حروف کے مخارج بیان کیے گئے تھے جو کہ اصل تھے، اب ان کی صفات بیان کی جارہی ہیں جو کہ مخارج کے تابع ہیں۔ مذکورہ بالا شعر میں پانچ صفاتِ لازمہ متضادہ کا ذکر ہے یعنی: (۱) جہر (۲) رخوت (۳) استفال (۴) انفتاح (۵) اصمات۔

۱...... جہر کی تعریف:- لغوی معنی ''بلند کرنا، اُونچا کرنا''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ''حرف کے ادا ہوتے وقت آواز کا اپنے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس کا جاری رہنا

بند ہو جائے"۔ یہ صفت اُنیس ۱۹ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ج، د، ذ، ر، ز، ض، ط، ظ، ع، غ، ق، ل، م، ن، و، ء، ی)۔ اِن کو "حروفِ مجہورہ" کہتے ہیں۔

۲...... **رخوت کی تعریف:**۔ لغوی معنی "نرمی کرنا"، اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں "حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج میں ایسی نرمی اور ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ جس سے آواز جاری رہے"۔ یہ صفت سولہ ۱۶ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ت، ح، خ، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ظ، غ، ف، ہ، و، ا، ی)۔ اِن کو "حروفِ رخوہ" کہتے ہیں۔

۳...... **استفال کی تعریف:**۔ لغوی معنی "نیچے رہنا"، اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں "حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ (یا زبان کے اکثر حصہ) کا تالو کی طرف نہ اُٹھنا بلکہ نیچے ہی رہنا جس سے حرف باریک ادا ہو"۔ یہ صفت بائیس ۲۲ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ت، ث، ج، ح، د، ذ، ر، ز، س، ش، ع، ف، ک، ل، م، ن، و، ہ، ء، ی)۔ اِن کو "حروفِ مستفلہ" کہتے ہیں۔

۴...... **انفتاح کی تعریف:**۔ لغوی معنی "کھلا رہنا، الگ رہنا"، اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: "حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اکثر حصہ کا اوپر تالو سے نہ ملنا بلکہ اُس سے الگ رہنا جس کے اثر سے حرف پُر نہیں ہوتا"۔ یہ صفت پچیس ۲۵ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ت، ث، ج، ح، خ، د، ذ، ر، ز، س، ش، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، ن، و، ہ، ء، ی)۔

اِن کو "حروفِ منفتحہ" کہتے ہیں۔

۵...... **اِصمات کی تعریف:**۔ لغوی معنی "روکنا، چپ کرنا"۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: "حرف کا اپنے مخرج سے اس طرح مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہونا کہ گویا رُکاوٹ محسوس ہو رہی ہو"۔ یہ صفت تیئیس ۲۳ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ث، ج، ح، خ، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ق، ک، و، ہ، ء، ی)۔ اِن کو "حروفِ مصمتہ" کہتے ہیں۔

**ترکیب:**۔ صِفَاتُهَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتدا، جَهْرٌ معطوف علیہ رِخْوٌ معطوف اوّل، واؤ عاطفہ محذوف مُسْتَفِلٌ معطوف ثانی، پھر واؤ عاطفہ محذوف مُنْفَتِحٌ معطوف ثالث، پھر

واوٗ عاطفہ محذوف مُصْمِتَةٌ معطوف رابع۔ جَهْرٌ اپنے چاروں معطوفات سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ الضِدَّ مفعولہ بہ مقدم قُلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

| شَدِيْدُهَا لَفْظُ أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ | | مَهْمُوْسُهَا فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ | (۲۱) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** ان میں سے حروفِ مہموسہ '' فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ''(میں موجود) ہیں اور ان میں سے حروفِ شدیدہ '' أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ '' کے الفاظ ہیں۔

## تشریح:-

اس شعر میں صفاتِ متضادہ میں سے ہمس اور شدت کا بیان ہے۔

۶......ہمس کی تعریف:- لغوی معنیٰ '' پست اور جھکا ہوا ہونا ''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں ہمس کہتے ہیں '' حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج ایسی پستی اور ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی پستی پائی جائے ''۔ یہ صفت دس حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ف، ح، ث، ہ، ش، خ، ص، س، ک، ت) جن کا مجموعہ '' فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَت '' کہلاتا ہے (ترجمہ: پس اُس کو ایک ایسے شخص نے اُبھارا جو کہ خاموش تھا)۔ اِن کو '' حروفِ مہموسہ '' کہتے ہیں۔

۷......شدت کی تعریف:- لغوی معنیٰ '' سختی ''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں '' حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج میں ایسی سختی کے ساتھ ٹھہرنا کہ وہ بند ہی ہو جائے اور اس میں ایک طرح کی سختی بھی ہو ''۔ یہ صفت صرف آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ء، ج، د، ق، ط، ب، ک، ت) جن کا مجموعہ '' أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ '' ہے۔ اِن کو '' حروفِ شدیدہ '' کہتے ہیں۔

تنبیہ:- تاء کے اندر رخوت وشدت دونوں پائی جاتی ہے لیکن بیک وقت نہیں بلکہ مختلف اوقات میں لہذا تناقض نہیں۔ [کمافی: جمال القرآن]

**ترکیب:-** مَهْمُوْسُهَا مضاف ومضاف الیہ مبتدا، حُرُوْفُ یا لَفْظُ محذوف مضاف '' فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ '' مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ شَدِيْدُهَا مضاف ومضاف الیہ مبتدا، لَفْظُ مضاف '' أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ '' مضاف

الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ (اپنے مابعد کے لیے معطوف علیہ)

| وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ | | وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيْدِ لِنْ عُمَرْ (۲۲) |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** اور رخوت اور شدت کے درمیان "لِنْ عُمَرْ" والے حروف ہیں اور استعلاء کے سات حروف "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" میں بند ہیں۔

تحقیق کلمات: عُلْوٍ سے مراد صفت استعلاء ہے۔ حَصَرْ صیغہ واحد مذکر غائب از باب ضرب بمعنی بند کرنا، یہاں بمعنی اِنْحَصَرَ بند ہونا ہے۔

## تشریح:-

مذکورہ شعر میں دو صفتوں کا بیان ہے: توسط، استعلاء۔

......توسط کی تعریف:- لغوی معنی "درمیان میں ہونا"۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: "حرف کا شدت اور رخوت کی درمیانی حالت میں ہونا یعنی حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا نہ تو مکمل طور پر بند ہونا اور نہ ہی مکمل طور پر جاری رہنا"۔ یہ صفت پانچ حروف میں پائی جاتی ہے: (ل، ن، ع، م، ر)۔ اِن کا مجموعہ "لِنْ عُمَرْ" ہے (ترجمہ: عمر! نرمی کر)۔ اِن کو "حروفِ متوسطہ" اور "حروفِ بینیہ" کہتے ہیں۔ یہ صفت دو متضاد صفتوں شدت اور رخوت کے درمیان واقع ہے یعنی نہ تو رخوت کی طرح آواز کامل طور پر جاری رہتی ہے اور نہ شدت کی طرح فوراً بند ہو جاتی ہے بلکہ ایک درمیانی کیفیت بندھ جاتی ہے اس لیے اس کا نام "توسط" رکھا گیا۔

۸......استعلاء کی تعریف:- لغوی معنی "بلند ہونا"۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: "حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اکثر حصہ (بقول بعض حضرات زبان کی جڑ) کا اوپر کے تالو کی طرف اُٹھ جانا جس سے حرف پُر ہو جائیں"۔ یہ صفت سات حرفوں میں پائی جاتی ہے: (خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ) جن کا مجموعہ "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" ہے اور اِن کو "حروفِ مستعلیہ" کہتے ہیں۔

**ترکیب:-** واؤ عاطفہ (ماقبل جملہ معطوف علیہ) بَيْنَ مضاف رِخْوٍ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الشَّدِيْدِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بَيْنَ کا مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر ظرف لغو خبر، حُرُوْفُ یا لَفْظُ محذوف مضاف، لِنْ عُمَرْ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف

الیہ سے مل کر مبتداءِ مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ہوکر معطوف علیہ)، واؤ عاطفہ سَبْعُ عُلْوٍ مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتداءِ اوّل، حُرُوْفُ یا لَفْظُ محذوف مضاف، خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداءِ ثانی، حَصَرَ فعل ھُوَ ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبتداءِ ثانی کی خبر، مبتداءِ ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر پھر مبتداءِ اوّل کے لیے خبر، مبتداءِ اوّل اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| وَفِرَّ مِنْ لُبِّ الْحُرُوْفُ الْمُذْلِقَهْ | | وَصَادُ ضَادُ طَآءٌ ظَآءٌ مُطْبَقَهْ | (۲۳) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** صاد، ضاد، طاء اور ظاء حروفِ مطبقہ ہیں اور ''فِرَّ مِنْ لُبِّ'' حروفِ مذلقہ ہیں۔

## تشریح:-

مذکورہ شعر میں دو صفاتِ متضادہ کا ذکر ہے: اِطباق، اِذلاق۔

۹...... اِطباق کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''ڈھانپ لینا، لپٹ جانا''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ''حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اکثر حصہ کا اوپر کے تالو سے مل جانا اور اس سے لپٹ جانا جس کی وجہ سے حرف موٹی آواز کے ساتھ ادا ہو''۔ یہ صفت چار حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ص، ض، ط، ظ)۔ اِن کو ''حروفِ مطبقہ'' کہتے ہیں۔

۱۰...... اِذلاق کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''پھسلنا''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ''حرف کا زبان یا ہونٹ کے کناروں سے بہ سہولت ادا ہونا جس سے ادائیگی میں کوئی گرانی محسوس نہ ہو''۔ یہ صفت چھ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ف، ر، م، ن، ل، ب) جن کا مجموعہ ''فِرَّ مِنْ لُبٍّ'' (بوجہ سمجھداری کے بھاگا) یا ''فَرَّ مَنْ لَبَّ'' (وہ شخص جس میں سمجھداری موجود تھی، بھاگا یعنی عقلمند شخص بے وقوف سے بھاگا) ہے اور اِن کو ''حروفِ مذلقہ'' کہتے ہیں۔

**ترکیب:-** واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) صَادُ معطوف علیہ، ضَادُ طَآءٌ ظَآءٌ بحذفِ حرفِ عطف تینوں معطوفات، معطوف علیہ اپنے سب معطوفات سے مل کر مبتدا، مُطْبَقَهْ خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ہوکر سابقہ جملہ کے لیے معطوف)، حُرُوْفُ یا لَفْظُ محذوف مضاف، فِرَّ مِنْ لُبِّ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، اَلْحُرُوْفُ الْمُذْلِقَهْ

موصوف باصفت خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| (۲۴) | صَفِيْرُهَا صَادٌ وَزَاىٌ سِيْنُ | | قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍّ وَّاللِّيْنُ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** ان میں سے حروفِ صفیریہ صاد، زاء اور سین ہیں جبکہ حروفِ قلقلہ ''قُطْبُ جَدٍّ'' ہیں اور حروفِ لین............

## تشریح:-

مذکورہ شعر میں تین صفات غیر متضادہ کا ذکر ہے: صفیر، قلقلہ، لین۔

ا...... صفیر کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''سیٹی یا چڑیا وغیرہ کی طرح تیز آواز'' ۔اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں ''حرف کی ادائیگی کے وقت سیٹی یا چڑیا وغیرہ کی طرح تیز آواز نکلنا'' ۔ یہ صفت تین حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ص، ز، س) مگر تینوں کی آواز میں یہ فرق ہے کہ 'ص' کی آواز مرغابی سے ملتی ہے جیسے ''اَلصَّابِرِيْن ''، 'ز' کی آواز شہد کی مکھی سے ملتی ہے جیسے ''زِلْزَال '' اور 'س' کی آواز ٹڈی سے ملتی ہے جیسے ''سَوْفَ '' ۔اِن کو ''حروفِ صفیریہ'' کہتے ہیں۔

۲...... قلقلہ کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''حرکت اور جنبش'' ۔اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں'' حرف کی سکون اور وقف کی حالت میں ادائیگی کے وقت مخرج میں کچھ جنبش ہونا جس سے آواز لوٹتی ہوئی نکلے'' ۔ یہ صفت پانچ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ق، ط، ب، ج، د) جن کا مجموعہ '' قُطْبُ جَدٍّ '' (بزرگی کا مینارہ) ہے اور اِن کو ''حروفِ قلقلہ'' کہتے ہیں۔ مثالیں: خَلَقْتُ میں قاف، مَطْلَعِ میں طاء، اِبْنٌ میں ب، وَاجْعَلُوْهُ میں جیم اور صِدْقِ میں دال۔ (حروفِ لین اگلے شعر میں مذکور ہیں)

**ترکیب:-** صَفِيْرُهَا مضاف و مضاف الیہ مبتدا، صَادٌ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ زَایٌ معطوف اوّل، واؤ عاطفہ محذوف سِيْنُ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ قَلْقَلَةٌ مبتدا، حُرُوْفُ یا لَفْظُ محذوف مضاف، قُطْبُ جَدٍّ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اللِّيْنُ مبتدا جس کی خبر اگلے شعر میں مذکور ہے۔

| (۲۵) | وَاوٌ وَيَـــآءٌ سَـكَـنَـا وَانفَتَحَا | | قَبْلَهُـمَا وَالْإِنحِرَافُ صُحِّحَا |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** واؤ اور یاء ہیں جو ساکن ہو اور ان کا ماقبل مفتوح ہو اور انحراف کو درست قرار دیا گیا ہے.........

تحقیق کلمات: سَكَنَا صیغہ تثنیہ مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی ٹھہرنا، مراد ساکن ہونا۔ اِنْفَتَحَا آخر میں الف اشباع کے لیے زائد ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب انفعال بمعنی کھلنا، مراد مفتوح ہونا۔ الْإِنْـحِـرَافُ مصدر از باب انفعال بمعنی ہٹنا مراد صفتِ انحراف ہے۔ صُحِّحَا کے آخر میں الف اشباع کے لیے زائد ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب تفعیل بمعنی درست قرار دینا۔

## تشریح:-

مذکورہ شعر میں صفاتِ غیر متضادہ میں سے دو صفتوں کا بیان ہوا ہے: لین، انحراف۔

۳......لین کی تعریف:- لغوی معنی ''نرمی''، اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ''حرف کو ایسی نرمی کے ساتھ ادا کرنا کہ اگر مدّ کرنا چاہے تو کر سکے''۔ یہ صفت دو حرفوں میں پائی جاتی ہے: (۱) واؤ ساکن جب اس سے پہلے حرف مفتوح ہو جیسے خَـوْفٍ ۔(۲) یاء ساکن جب اس سے بھی پہلے حرف پر زبر ہو جیسے وَالـصَّيْفِ ۔ اِن دونوں کو ''حروفِ لین'' کہتے ہیں۔ (صفتِ انحراف کی تعریف اگلے شعر میں دیکھیں)

**ترکیب:-** وَاوٌ معطوف علیہ، عاطفہ معطوف، يَـآءٌ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر موصوف، سَـكَـنَـا فعل اس میں الف علامت تثنیہ وضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ انْفَتَحَ فعل مَا موصولہ محذوف، ثَبَتَ فعل بھی محذوف ضمیر هُوَ ۱۲ کا فاعل، قَبْلَهُـمَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، ثَبَتَ فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر انْـفَـتَـحَ فعل کا فاعل، فعل با فاعل معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اللِّيْنُ مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) الْإِنْـحِـرَافُ مبتدا صُحِّحَ

فعل ھُوَ ضمیر نائب فاعل (اس کی باقی ترکیب اگلے شعر میں ہوگی)۔

| (۲۶) | فِي اللَّامِ وَالرَّا وَبِتَكْرِيْرٍ جُعِلْ | | وَلِلتَّفَشِّي الشِّيْنُ ضَادًا نِ اسْتَطِلْ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** لام اور راء میں، اور تکریر کے ساتھ راء کو خاص کیا گیا، اور تفشّی کے واسطے شین ہے اور ضاد میں استطالت کر۔

تحقیق کلمات: تَكْرِيْر مصدر از باب تفعیل دہرانا۔ التفشی مصدر از باب تفعل بمعنی پھیلنا۔ ضَادًا نِ اسْتَطِلْ دراصل اسْتَطِلْ ضَادًا تھا، ضرورتِ شعری یا تخصیص کی وجہ سے مفعول بہٖ کو فعل سے پہلے لائے۔ اسْتَطِلْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب استفعال بمعنی دراز کرنا، لمبا کرنا یا درازی کو چاہنا۔ یہاں پر مراد صفتِ استطالت ادا کرنا ہے۔

## تشریح:-

مذکورہ شعر میں چند مزید صفاتِ غیر متضادہ بیان ہو رہے ہیں چنانچہ:

۴...... اِنحراف کی تعریف:- لغوی معنیٰ "کنارہ پر ہونا، پھرنا، مائل ہونا"۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: "حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا حافۂ لسان (زبان کا کنارہ) سے طرفِ لسان (زبان کی نوک) کی طرف یا زبان کی نوک سے زبان کی پشت کی طرف مائل ہونا"۔ یہ صفت دو حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ل، ر)۔ لام کی ادائیگی میں آواز زبان کے کنارے سے نوک کی طرف اور راء کی ادائیگی میں زبان کی نوک سے زبان کی پشت کی طرف لوٹتی اور مائل ہوتی ہے۔ اِن دونوں کو "حروفِ منحرفہ" کہتے ہیں۔

۵...... تکریر (یا) تکرار کی تعریف:- لغوی معنیٰ "ایک کام کو بار بار کرنا"۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: "ایک حرف کو ادا کرتے وقت کئی حرف ادا ہو جائیں"۔ مگر یہاں حقیقی تکرار مراد نہیں بلکہ تکرار جیسی کیفیت مراد ہے یعنی ادائیگی کے وقت یوں محسوس ہو کہ ایک حرف دو دفعہ ہو رہا ہے حالانکہ فی الواقع وہ ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے مگر تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے مصنفؒ نے فرمایا "وَبِتَكْرِيْرٍ جُعِلْ" یعنی راء کو صفتِ تکریر کے لیے مقرر اور خاص کیا گیا لہٰذا یہ صفت اس کے علاوہ کسی میں نہیں پائی جاتی۔ جُعِلَ کی ھُوَ ضمیر کا مرجع

راء۔ ہے۔ راء کو ''حرفِ تکریر'' کہتے ہیں، مثال جیسے اِرْجِعْ۔

۶...... تفشی کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''پھیلنا''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ''حرف کی ادائیگی کے وقت آواز اور ہوا کا منہ میں پھیل جانا''۔ یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے جیسے ''الشَّجَرُ''۔ شین کو ''حرفِ تفشی'' کہتے ہیں۔

۷...... اِستطالت کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''دراز کرنا یا دراز ہونے کو طلب کرنا''۔ اہلِ تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ''حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج کی ابتداء سے مخرج کے آخر تک مسلسل لمبی ہوتی رہنا''۔ چنانچہ جتنا مخرج طویل ہوگا اتنی ہی آواز بھی طویل ہوگی۔ یہ صفت صرف ضاد میں پائی جاتی ہے جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ ضاد کو ''حرفِ استطالت'' اور ''حرفِ مستطیل'' بھی کہتے ہیں۔

**ترکیب:-** فِی حرفِ جر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ اللّام معطوف، الرَّا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار و مجرور مل کر متعلق صُحِّحَ فعل کے جو گذشتہ شعر میں موجود تھا، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اَلْاِنْحِرَاف کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ عاطفہ بِتَكْرِيْرٍ جار با مجرور مل کر متعلق مقدم جُعِلَ فعل کے لیے، ھُوَ ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ واؤ عاطفہ لِلتَّفَشِّي جار با مجرور ثَابِتَةٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، هِيَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، الشِّيْنُ مبتداءِ مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ضَادًا مفعول بہ مقدم، اسْتَطِلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

**تنبیہ:-** غنہ آنی کی تعریف و حکم: غنہ ناک کی وہ گنگنی آواز ہے جو نون اور میم کی ادائیگی کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور غنہ آنی سے مراد وہ غنہ ہے جو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں۔ ''غنہ آنی'' بھی صفاتِ غیر متضادہ میں داخل ہے۔

# صفاتِ لازمہ کا نقشہ

(کس حرف میں کتنی صفات پائی جاتی ہیں)

| نمبر شمار | حرف | صفات: متضادہ | | | | | غیر متضادہ | مجموعی تعداد |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ا | جہر | رخوت | استفال | انفتاح | اصمات | × | ۵ |
| ۲ | ب | = | شدت | = | = | اذلاق | قلقلہ | ۶ |
| ۳ | ت | ہمس | = | = | = | اصمات | × | ۵ |
| ۴ | ث | = | رخوت | = | = | = | × | ۵ |
| ۵ | ج | جہر | شدت | = | = | = | قلقلہ | ۶ |
| ۶ | ح | ہمس | رخوت | = | = | = | × | ۵ |
| ۷ | خ | = | = | استعلاء | = | = | × | ۵ |
| ۸ | د | جہر | شدت | استفال | = | = | قلقلہ | ۶ |
| ۹ | ذ | = | رخوت | = | = | = | × | ۵ |
| ۱۰ | ر | = | توسط | = | = | اذلاق | صفیر | ۶ |
| ۱۱ | ز | جہر | رخوت | استفال | انفتاح | اصمات | تکریر (مع) انحراف | ۷ |
| ۱۲ | س | ہمس | = | = | = | = | صفیر | ۶ |
| ۱۳ | ش | = | = | = | = | = | تفشی | ۶ |
| ۱۴ | ص | = | = | استعلاء | اطباق | = | صفیر | ۶ |
| ۱۵ | ض | جہر | = | = | = | = | استطالت | ۶ |
| ۱۶ | ط | = | شدت | = | = | = | قلقلہ | ۶ |
| ۱۷ | ظ | = | رخوت | = | = | = | × | ۵ |

| ۱۸ | ع | جہر | توسط | استفال | انفتاح | اصمات | × | ۵ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۹ | غ | = | رخوت | استعلاء | = | = | × | ۵ |
| ۲۰ | ف | ہمس | = | استفال | = | ازلاق | × | ۵ |
| ۲۱ | ق | جہر | شدت | استعلاء | = | اصمات | قلقلہ | ۶ |
| ۲۲ | ک | ہمس | = | استفال | = | = | × | ۵ |
| ۲۳ | ل | جہر | توسط | = | = | ازلاق | انحراف | ۶ |
| ۲۴ | م | = | = | = | = | = | × | ۵ |
| ۲۵ | ن | = | = | = | = | = | × | ۵ |
| ۲۶ | ہ | ہمس | رخوت | = | = | اصمات | × | ۵ |
| ۲۷ | ء | جہر | شدت | = | = | = | × | ۵ |
| ۲۸ | و | = | رخوت | = | = | = | لین | ۶ |
| ۲۹ | ی | = | = | = | = | = | = | ۶ |

# (۳) بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِيْدِ

## تجوید کی پہچان کا بیان

اس باب میں سات اشعار ہیں۔ مصنفؒ نے اِن میں تجوید کی تعریف، حکم، ضرورت، اہمیت، فائدہ اور سیکھنے کا آسان طریقہ ذکر کیا ہے، مقصد یہ ہے کہ تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے حکم کے ساتھ خلافِ تجوید پڑھنے کا حکم بھی معلوم ہو جائے اور اس کی وجہ بھی سمجھ میں آ جائے۔ ماقبل میں مخارج اور صفات بیان ہوئے اس لیے اب تجوید کی تعریف وغیرہ ذکر فرما رہے ہیں کیونکہ یہی دو چیزیں تجوید کی بنیاد ہیں۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۲۷) | وَالْأَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ | | مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ |

**ترجمہ:-** تجوید کا حاصل کرنا واجب ہے، ضروری ہے، جو شخص تجوید کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھے وہ گناہگار ہے۔

**تحقیق کلمات:** الأخذ مصدر از باب نصر بمعنی لینا، سیکھنا، حاصل کرنا۔ التجوید مصدر از باب تفعیل بمعنی عمدہ کرنا، اچھا بنانا (تجوید کی تعریف وتوضیح شعر نمبر ۳۰ میں دیکھیں)۔ حَتْمٌ مصدر یا صفت مشبہ از باب ضرب بمعنی مضبوط کرنا، واجب کرنا، مراد فرض ہی ہے۔ لَازِمٌ اسم فاعل از باب سمع بمعنی چمٹنا، لازم وضروری ہونا۔ لَمْ يُجَوِّدْ صیغہ واحد مذکر غائب فعل جحد از باب تفعیل بمعنی عمدہ بنانا، اچھا کرنا۔ اٰثِمٌ اسم فاعل از باب سمع بمعنی گناہ کا مرتکب ہونا۔ ایک نسخہ میں "مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ" کے بجائے "مَنْ لَّمْ يُصَحِّح" آیا ہے یعنی جس نے صحیح طریقہ سے قرآن پاک کو نہیں پڑھا"۔

## تشریح:-

تجوید کا سیکھنا اور تجوید کے مطابق قرآن مجید کو پڑھنا فرض ہے جو شخص تجوید کا لحاظ نہیں کرتا وہ گناہ گار ہے۔ علمائے کرام نے وضاحت کی ہے کہ علمِ تجوید کی باریکیوں کا جاننا تو فرض کفایہ ہے مگر قواعد کے مطابق درست تلفظ کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت ہر عاقل بالغ پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے: ﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴾ [المزمل:۴] ترجمہ: قرآن مجید کو صاف صاف پڑھ۔ اللہ تعالیٰ نے ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "هُوَتَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ" (ترتیل نام ہے حرفوں کو تجوید کے ساتھ یعنی مخارج وصفات کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کرنے کی جگہوں کے پہچاننے کا)۔ مفسر قرآن علامہ بیضاویؒ نے بھی ترتیل کی تفسیر تجوید سے ہی کی ہے۔

خلافِ تجوید قرآن مجید کی تلاوت کرنا گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقرانُ يلعَنه" [مشکوٰۃ شریف] (بہت سے قرآن مجید کے پڑھنے والے ہیں جبکہ قرآن ان پر بددُعا کرتا رہتا ہے)۔ اس کے دو سبب مشہور ہیں: (۱) قرآن مجید پر عمل نہ کرنا۔

(۲) قرآن مجید کی ٹھیک تلاوت نہ کرنا۔

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا لازم ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے خارج، تجوید کے خلاف تلاوت کرنے سے بعض اوقات معنی ومراد بگڑ جاتے ہیں جس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

**ترکیب:۔** الْأَخْذُ مصدر شبہ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، بِالتَّجْوِيْدِ جار با مجرور مصدر کے متعلق، مصدر شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا، حَتْمٌ خبر اوّل، لَازِمٌ خبر ثانی یا حَتْمٌ مؤکد اور لَازِمٌ تاکید، مؤکد و تاکید مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مَنْ اسم موصول متضمن ، لَمْ يُجَوِّدْ فعل جحد ھُوَ ضمیر فاعل، الْقُرْاٰنَ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر شرط، اٰثِمٌ شبہ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جزا۔ شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر مُعَلَّل (مابعد جملہ تعلیل)۔

| (۲۸) | لِأَنَّهُ بِهِ الْإِلٰهُ أَنْزَلَا | | وَهٰكَذَا مِنْهُ إِلَيْنَا وَصَلَا |
|---|---|---|---|

اس لیے کہ اِس (تجوید) کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کو) نازل کیا ہے اور اسی کیفیت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے ہم تک (قرآن) پہنچا ہے۔

تحقیق کلمات: بِهِ کی ہاء ضمیر کا مرجع التجوید ہے۔ الإله بمعنی معبودِ برحق مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مِنْهُ کی ہاء ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَصَلَا الف اشباع کے لیے زائد ہے، دراصل وَصَلَ ہے صیغہ واحد مذکر غائب فعل از باب ضرب بمعنی پہنچنا، ملنا۔

## تشریح:۔

تجوید پر عمل اس لیے لازم ہے کہ اسی کے ساتھ قرآن مجید نازل ہوا اور اسی کے ساتھ بواسطۂ حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ وغیرہ ہم تک پہنچا یعنی ہر ایک نے تجوید کے ساتھ پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا۔ علم قرأت کے مشہور و معروف امام حضرت ابوعمر وحفص بن سلیمانؒ نے امام عاصم بن ابی النجود کوفی تابعیؒ سے قرآن پاک پڑھا، انہوں نے حضرت ابوعبد الرحمٰن عبداللہ بن حبیب سلمیؒ و حضرت ابومریم زِرّ بن حُبیشؒ سے پڑھا۔ پھر عبداللہ بن حبیبؒ نے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علیؓ، حضرت اُبی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ و حضرت عبداللہ

بن مسعودؓ سے پڑھا۔امام زِرّ بن حُبیشؒ نے حضرت عثمانؓ وحضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پڑھا اور مذکورہ بالاصحابہؓ نے حضورِاکرم ﷺ سے تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

حدیث مبارک میں ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ الْقُرْاٰنُ كَمَا اُنْزِلَ '' (اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ قرآن مجید کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح نازل کیا گیا)۔[فیض القدیر:۲/۲۷۷]

**ترکیب:۔** لام جارّہ،اِنَّ حرف مشبہ بالفعل،ہٗ ضمیر شان،بِهٖ جار با مجرور متعلقِ مقدم أَنْـزَلَ فعل کے،الْاِلٰـهُ مبتدا،أَنْـزَلَ فعل ھُوَ ضمیر فعل،فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر،مبتدا اپنی خبر سے مل جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ،واؤ عاطفہ ھَـا برائے تنبیہ زائد،وَصْلاً مصدر محذوف موصوف،کاف بمعنی مِثْـلَ مضاف ذَا اسم اشارہ مضاف الیہ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت،موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعولِ مطلق مقدم وَصَـلَ فعل کے لیے،مِنْهُ جار مجرور مل کر متعلق اول برائے وَصَلَ ،اِلَـيْنَا جار مجرور مل کر متعلق ثانی برائے وَصَلَ فعل،ھُوَ ضمیر فاعل،فعل اپنے فاعل،مفعول مطلق اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف،سابقہ جملہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مجرور،لام جارّہ اپنے مجرور سے مل کر گذشتہ شعر کے لیے تعلیل،معلَّل تعلیل سے مل کر جملہ تعلیلیہ سببیہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۲۹) | وَهُـوَ أَيْـضًــا حِـلْيَةُ التِّلَاوَةِ | | وَزِيْـنَةُ الْأَدَاءِ وَالْـقِـرَاءَةِ |

اور وہ تلاوت کا زیور اور ادائیگی اور پڑھنے کی زینت بھی ہے۔

تحقیق کلمات: ھُوَ ضمیر کا مرجع التجوید یا الأخذ بالتجوید ہے۔أَيْضًا مصدر از باب ضرب بمعنی لوٹنا، واپس ہونا۔حِلْيَةٌ بمعنی زیور جمع حُلًى ۔التلاوۃ مصدر از باب نصر بمعنی پیچھے آنا،تلاوت کرنا۔زِيْـنَـةٌ مصدر از باب ضرب بمعنی خوبصورت کرنا، آراستہ کرنا۔الأداء مصدر از باب فتح بمعنی حرف کی ادائیگی کرنا۔ القراءۃ مصدر از باب فتح بمعنی پڑھنا۔

**تشریح:۔**

اس میں کوئی شک نہیں کہ تجوید تلاوتِ قرآن کے لیے بمنزلہ زیور ہے،اگرچہ تجوید کے بغیر بھی تلاوت ممکن ہے مگر اُس خوبصورتی سے قطعاً محروم ہے جو تجوید کے ساتھ تلاوت کرنے پر

حاصل ہوتی ہے، نیز حرفوں کی ادائیگی اور پڑھنے کا بہترین اور بارونق طریقہ بھی تجوید کے ساتھ ہے کیونکہ تجوید کے بغیر بڑی بڑی غلطیاں تک سرزد ہوجاتی ہیں۔

**ترکیب:**۔۔۔ھُوَ مبتدا، أَیْضًا مفعول مطلق برائے اٰضَ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معترضہ۔ حِلْیَۃُ التِّلَاوَۃِ مضاف بامضاف الیہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ زِیْنَۃُ مضاف الْأَدَآءِ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ الْقِرَاءَ ۃِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، زِیْنَۃُ اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ھو مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| | | |
|---|---|---|
| مِنْ صِفَةٍ لَّهَا وَمُسْتَحَقَّهَا | | (۳۰) وَهُوَ اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّهَا |

**ترجمہ:** اور وہ حرفوں کو ان کا حق یعنی صفت اور ان کا مُقتضیٰ دینا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| وَاللَّفْظُ فِیْ نَظِیْرِهٖ كَمِثْلِهٖ | | (۳۱) وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِأَصْلِهٖ |

**ترجمہ:** اور ہر ایک حرف کو اُس کی اصل کی طرف لوٹانا ہے اور لفظ اپنی نظیر میں اپنی ہی طرح ہے۔

**تحقیق کلمات:** ھُوَ ضمیر کا مرجع التجوید ہے۔ اِعْطَاء مصدر از باب افعال بمعنی دینا۔ حَق مصدر از باب ضرب بمعنی ثابت ہونا، لازم ہونا، مراد لازمی صفت۔ مُسْتَحَق صیغہ اسم مفعول از باب استفعال بمعنی بطور حق اپنے لیے ثابت کرنا، حق دار ہونا، تقاضہ کرنا۔ رَدّ مصدر از باب نصر بمعنی لوٹانا، پھیرنا۔ اَصْل سے مراد ہر حرف کا مخرج ہے۔ نَظِیْر بمعنی مشابہ، برابر، مانند، جیسا۔

## تشریح:-

تجوید کے لغوی معنی ہیں ''اچھا اور عمدہ کرنا''۔ اصطلاحی معنی ہیں: ''ہر حرف کو اُس کے مخرج سے تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا''۔ تجوید کی غرض قرآن پاک کی صحیح طرح تلاوت کرنا ہے۔

مذکورہ شعروں میں ''اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّهَا'' (حرفوں کو اُن کا حق دینا) سے صفاتِ لازمہ کے ساتھ ادائیگی مراد ہے کیونکہ صفاتِ لازمہ ہر حرف کا حق ہے اور مستحَق سے صفاتِ عارضہ کے ساتھ ادائیگی مراد ہے کیونکہ وہ ہر حرف کا مُقتضیٰ ہوتا ہے۔ تجوید میں دو ہی باتیں ضرور ملحوظ رہنی چاہئیں: (۱) ہر حرف کو اس کی اصل یعنی مخرج سے ادا کرنا۔ (۲) صفاتِ لازمہ وعارضہ کی رعایت رکھنا۔

وَاللَّفظُ فِیْ نَظِیْرِہٖ کَمِثْلِہٖ: اس سے مراد یہ ہے کہ تمام الفاظ برابر مدّ، غنہ اور وقف کے ساتھ ادا کئے جائیں، ان سب کی مقدار یکساں رہے اور مخارج وصفات کا لحاظ بھی سب میں ایک جیسا ہی ہونا چاہیے۔

**ترکیب:** واوٗ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) ھُوَ مبتدا، اِعْطَآءُ مصدر عامل مضاف، الْقَارِیءِ فاعل محذوف ذوالحال (جس کا حال اگلے شعر میں مذکور ہے مُکَمِّلاً)، الْحُرُوْفِ مفعول بہٖ مضاف الیہ، حَقَّھَا مضاف ومضاف الیہ مل کر مُبَیَّن، مِنْ بیانیہ صِفَۃٍ موصوف کَائِنَۃٍ شبہ فعل محذوف ھِیَ ضمیر فاعل، لَھَا جار و مجرور مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر حَقَّھَا کا بیان، مبین بیان سے مل کر معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ مُسْتَحَقَّھَا مضاف ومضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اِعْطَآءُ مصدر مضاف کا مفعول بہٖ، مصدر مضاف اپنے فاعل محذوف، مضاف الیہ اور مفعول بہٖ سے مل کر معطوف علیہ۔ واوٗ عاطفہ رَدُّ مصدر مضاف، اَلْقَارِیءِ فاعل محذوف ذوالحال (جس کا حال اگلے شعر میں مذکور ہے مُکَمِّلاً)، کُلِّ وَاحِدٍ مضاف ومضاف الیہ مل کر پھر رَدُّ مصدر مضاف کا مفعول بہٖ مضاف الیہ، جار مجرور مل کر مصدر کے متعلق، مصدر اپنے فاعل، مفعول بہٖ مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ھُوَ مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

واوٗ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اللَّفْظُ مبتدا، فِیْ حرفِ جر، نَظِیْرِہٖ مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق اوّل برائے ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، ھُوَ ضمیر فاعل، کاف جارّہ مِثْلِہٖ مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی برائے ثَابِتٌ شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقات سے مل کر شبہ جملہ بن کر مبتدا کی خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| | |
|---|---|
| (۳۲) مُکَمِّلاً مَنْ غَیْرِ مَا تَکَلُّفِ | بِاللُّطْفِ فِی النُّطْقِ بِلاَ تَعَسُّفِ |

اس حال میں کہ وہ کسی طرح تکلف کے بغیر کامل ادا کرنے والا ہو، بغیر کسی مشکل کے تلفظ میں نرمی کے ساتھ۔

تحقیق کلمات: مُکَمِّلاً صیغہ اسم فاعل از باب تفعیل بمعنی مکمل کرنا، کامل ادا کرنا۔ تَکَلُّف

مصدر از باب تفعل بمعنی بہ تکلف کسی کوئی کام کرنا۔ اللُّطْف مصدر از باب کرُم بمعنی نرم ہونا۔ النُّطق مصدر از باب ضرب بمعنی بولنا، ادا کرنا، تلفظ کرنا۔ تَعَسُّف مصدر از باب تفعل بمعنی سختی اور مشکل میں پڑنا۔

## تشریح:-

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جو شخص پڑھنے اور ادائیگی میں تکلُّف اور بناوٹ سے کام لیتا ہے وہ ضرور غلطی کرتا ہے اس لیے کہا جا رہا ہے کہ ادائیگی کامل طریقے سے ہو مگر کسی قسم کا تصنع و تکلف نہ کرے بلکہ مشکل میں پڑے بغیر نہایت نرمی اور خوبصورتی کے ساتھ تمام حرفوں کو ادا کرے۔

تکلُّف کے آثار ناک کا پھولنا، منہ کا ٹیڑھا ہونا، پلکیں گرانا اور گرانی محسوس کرنا وغیرہ ہیں۔

**ترکیب:۔** مُکَمِّلاً صیغہ اسم فاعل هُوَ ضمیر فاعل، مِنْ جارّہ غَیْرِ مضاف، مَا زائدہ تَکَلُّفٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جار کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق اوّل برائے مُکَمِّلاً ، باء جار اللُّطْفِ مصدر، فِی جار، النُّطْقِ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اللُّطْفِ مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے مل کر مجرور، باء جارّہ اپنے مجرور سے مل متعلق ثانی برائے مُکَمِّلاً ، باء جارہ لا زائدہ، تَعَسُّفِ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثالث برائے مُکَمِّلاً ، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے مل کر حال برائے اَلْقَارِیءِ محذوف کے جو گذشتہ شعر میں مذکور تھا اور وہیں اس کی ابتدائی ترکیب کردی گئی۔

| (۳۲) وَلَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ تَرْکِہٖ | | اِلَّا رِیَاضَۃُ امْرِیءٍ بِفَکِّہٖ |
|---|---|---|

**ترجمہ:** اور اس (تجوید) کے درمیان اور اس کو چھوڑنے کے درمیان (کوئی فرق) نہیں ہے مگر آدمی کا اپنے جبڑے (یعنی منہ) کے ساتھ مشق کرنا۔

تحقیق کلمات: رِیَاضَۃ مصدر از باب نصر بمعنی سُدھانا، مشق کرنا۔ امرءٌ آدمی۔ فَکّ جبڑا، مراد منہ جس سے تمام حروف اداء ہوتے ہیں۔

## تشریح:-

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ تجوید سیکھنے اور نہ سیکھنے میں فرق صرف چندروز تک منہ سے محنت

اور کوشش کرنے کا ہے، جو شخص کسی ماہر و مجوّد استاذ کے ہاں محنت کرلے اور حرفوں کو مخرج سے تمام صفات کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اپنے جبڑے کو صحیح طرح حرکت میں لائے اور کچھ دن اس مشقت کو گوارا کرلے تو وہ تجوید کا علم حاصل کرلے گا۔ اس کے برعکس جو یہ چندروزہ محنت قبول نہ کرے وہ علمِ تجوید کے ثمرہ سے محروم ہی رہے گا اور غافلوں میں شمار ہوگا۔ أعاذنا الله منه ورزقنا الأخذ بالتجويد كاملًا ۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) لَیسَ فعل ناقص، بَینَهٗ مضاف بامضاف الیہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ بَینَ تَرکِہٖ مضاف بامضاف الیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول فیہ برائے فَارِقًا صیغہ اسم فاعل مقدر، ضمیر اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر لَیسَ کا خبر مقدم، شَیْءٌ محذوف مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء، رِیَاضَةُ مصدر مضاف الی الفاعل، اِمْرِیءٍ فاعل مضاف الیہ، باء حرف جر، فَکِّہٖ مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق مصدر کے، مصدر اپنے فاعل مضاف الیہ و متعلق سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر اسمِ مؤخر برائے لَیسَ، لَیسَ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

# (٤) بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوْفِ

## حرفوں کو ادا کرنے کا بیان

مخارج، صفات (لازمہ، عارضہ) اور تجوید کی تعریف وغیرہ اُمور معلوم کرلینے کے بعد اب ناظمؒ حرفوں کو ان کے مخارج سے صفات کے ساتھ ادا کرنے کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں مثلاً کسی حرف کو باریک ادا کرنا ہے اور کسی کو پُر۔ اس باب میں سات اشعار ہیں۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| وَحَاذِرَنْ تَفْخِيمَ لَفْظِ الْأَلِفِ | فَرَقِّقَنْ مُسْتَفِلًا مِنْ أَحْرُفِ (٣٤) |
|---|---|

**ترجمہ:۔** پس حرفوں میں سے استفال والے حرف کو ضرور باریک پڑھ، اور لفظ الف کو پُر

پڑھنے سے ضرور بچ۔

**تحقیق کلمات:** رَقِّقَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر بانون تاکید خفیفہ از باب تفعیل بمعنی باریک کرنا۔ مُسْتَفِلًا صیغہ اسم فاعل از استفعال بمعنی نیچے ہونا، مراد حروفِ مستفلہ ہیں۔ حَاذِرَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر از باب مفاعلہ بمعنی احتیاط کرنا، بچنا۔ تَفْخِیْم مصدر از باب تفعیل پُر اور موٹا پڑھنا۔

## تشریح:-

ترقیق کی تعریف: لغوی معنی ''باریک پڑھنا''۔ اصطلاحی معنی ہیں: ''حرف کو اس طرح ادا کرنا کہ اس کی آواز سے منہ نہ بھرے اور وہ پُر ادا کیے جانے والے حرف کے مقابلہ میں باریک معلوم ہو''۔

تفخیم کی تعریف: لغوی معنی ''پُر اور موٹا کرنا''۔ اصطلاحی معنی ہیں: ''حرف کو اس طرح ادا کرنا کہ اس کی آواز سے منہ بھر جائے''۔

مذکورہ شعر میں دو حکم بیان ہوئے ہیں: (۱) حروفِ مستفلہ کو باریک پڑھنا۔ (۲) لفظ الف کو پُر نہ پڑھنا۔

حروفِ مستفلہ بائیس ۲۲ ہیں: (ا، ب، ت، ث، ج، ح، د، ذ، ر، ز، س، ش، ع، ف، ک، ل، م، ن، و، ہ، ء، ی)۔ تین حرفوں کے علاوہ باقی تمام حروفِ مستفلہ باریک ہوتے ہیں، وہ تین حرف یہ ہیں: الف، لام اور راء۔ اِن تینوں کے احکامات تفصیل سے بیان ہوں گے۔

الف اپنے ماقبل حرف کے تابع ہوتا ہے، اگر الف سے پہلے موٹا حرف آئے تو الف موٹا ہوگا جیسے قَالَ، صَابِرِیْنَ، خَالِدِیْنَ وغیرہ۔ اگر باریک حرف آئے تو الف بھی باریک ہوگا جیسے کَانَ، جَآءَ وغیرہ۔

**وَحَاذِرَنْ تَفْخِیْمَ لَفْظِ الْأَلِفِ** :الف چونکہ بذاتِ خود نہ باریک ہے نہ پُر، اس لئے اسے ہمیشہ پُر پڑھنے سے بچو بلکہ موقع ومحل کے مطابق کبھی باریک اور کبھی پُر پڑھا جائے۔

**ترکیب:**۔ فاء زائدہ، رَقِّقَنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل، مُسْتَفِلًا شبہ فعل ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر موصوف کَائِنًا شبہ فعل محذوف ضمیر فاعل، مِنْ أَحْرُفٍ جار و مجرور مل کر کَائِنًا کے متعلق، کَائِنًا اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل

کر مفعول بہٖ برائے رَقِّقَنْ، اپنے فاعل و مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ حَاذِرَنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، تَفْخِيْمَ مصدر مضاف، لَفْظِ مضاف الیہ مضاف، الْأَلِفِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہٖ، حَاذِرَنْ اپنے فاعل و مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف اول (آئندہ کئی ناقص جملے معطوف بنیں گے)۔

| (۳۵) وَهَمْزَ اَلْحَمْدُ أَعُوْذُ اِهْدِنَا | | اَللّٰهِ ثُمَّ لَامَ لِلّٰهِ لَنَا |
|---|---|---|

ترجمہ: اور "اَلْحَمْدُ"، "أَعُوْذُ" "اِهْدِنَا" اور لفظ "اَللّٰه" کے ہمزہ کو (باریک پڑھ) پھر "لِلّٰهِ" اور "لَنَا" کے لام کو (بھی باریک پڑھ)۔

| (۳۶) وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَى اللّٰهِ وَلَا الضْ | | وَالْمِيْمَ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّمِنْ مَّرَضْ |
|---|---|---|

ترجمہ: "وَلْيَتَلَطَّفْ"، "عَلَى اللّٰهِ" اور "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" (کے لام کو بھی باریک پڑھ) اور "مَّخْمَصَةٍ" اور "مَّرَض" کے میم کو (بھی باریک پڑھ)۔

تحقیق کلمات: ان تمام حرفوں کا سابقہ شعر کے "رَقِّقَنْ" کے مفعول بہٖ "مُسْتَفِلًا" پر عطف ہے، اس صورت میں یہ منصوب ہوں گے اور اگر ان سب کا عطف "حَاذِرَنْ تَفْخِيْمَ لَفْظِ الْأَلِفِ" کے الْأَلِفِ پر ہو تو یہ مجرور ہوں گے۔ دونوں صورت میں حکم ایک ہے یعنی مذکور کلمات میں اِن حروف کو پُر نہ پڑھا جائے بلکہ انہیں باریک پڑھا جائے۔

## تشریح:-

چند حروفِ مستفلہ کو بطورِ خاص باریک پڑھنے کا حکم بیان ہو رہا ہے، وہ حروف یہ ہیں:

(۱) وہ ہمزہ جو "اَلْحَمْدُ"، "أَعُوْذُ" "اِهْدِنَا" اور لفظ "اَللّٰهُ" کے شروع میں ہے۔

(۲) وہ لامِ جارّہ جو لِلّٰهِ کے شروع میں ہے۔ یہ وہ لام نہیں جو لفظ "اللّٰہ" کے الف کے بعد واقع ہے اور لفظ "اَللّٰه" کا حصہ ہے کیونکہ اس کا حکم آگے آئے گا۔ اسی طرح لفظ "اَللّٰه" کے علاوہ ہر جگہ لام کو باریک پڑھنا ضروری ہے مثلاً لَنَا، "وَلْيَتَلَطَّفْ"، "عَلَى اللّٰهِ" اور "وَلَا الضَّآلِّيْنَ"۔ ان تمام جگہوں میں لام کو پُر پڑھنے سے احتراز لازم ہے۔

لِلّٰہِ کی طرح عَلَی اللّٰہِ میں بھی لام سے وہ لام مراد نہیں جو لفظ اَللّٰہ کا حصہ ہے بلکہ وہ لام مراد ہے جو عَلٰی حرفِ جارّہ میں موجود ہے، اسے بھی باریک پڑھا جائے گا۔

(۳) میم کو بھی ہمیشہ باریک پڑھنا چاہیے بالخصوص مَخْمَصَۃ جیسے لفظ میں کیونکہ خ مستعلیہ ہے اور میم مستفلہ اس لیے میم کو باریک پڑھیں اور خ کو پُر۔ اسی طرح مَرَض جیسے لفظ میں بھی کیونکہ راء بوجہ زبر کے پُر پڑھی جائے گی لیکن میم باریک ہی پڑھا جائے گا۔

شعر نمبر ۳۵ و ۳۶ کی **ترکیب:**۔۔۔ واوٗ عاطفہ هَمْزَ مضاف، اَلْحَمْدُ معطوف علیہ، أَعُوْذُ، اِهْدِنَا، اللّٰہِ بحذف حرفِ عطف معطوفات، اَلْحَمْدُ اپنے معطوفات ثلٰثہ سے مل کر مضاف الیہ، هَمْزَ اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، ثُمَّ عاطفہ، لَامَ مضاف، لفظ لِلّٰہِ معطوف علیہ، لَنَا وَلْيَتَلَطَّفْ وَعَلَی اللّٰہِ وَلَاالضّ یہ سب معطوفات، لفظ لِلّٰہِ اپنے معطوفاتِ اربعہ سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف اوّل برائے هَمْزَ، واوٗ عاطفہ اَلْمِيْمَ موصوف اَلْكَائِنَ شبہ فعل محذوف، ضمیر اس کا فاعل، مِنْ مَّخْمَصَةٍ جار با مجرور معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ وَّمِنْ مَّرَضٍ جار با مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل محذوف اپنے فاعل و متعلق سے مل کر صفت، اَلْمِيْمَ اپنی صفت سے مل کر معطوف ثانی برائے هَمْزَ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۳۷) | وَبَآءَ بَرْقٍ بَاطِلٍ بِهِمْ بِذِیْ | | وَاحْرِصْ عَلَی الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِیْ |

**ترجمہ:**۔ اور بَرْقٍ، بَاطِلٍ، بِهِمْ اور بِذِیْ کی باء کو (بھی باریک پڑھ) اور شدت و جہر (کی ادائیگی) کی کوشش کر جو............

## تشریح:۔

**قوله وَاحْرِصْ عَلَی الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ** :اس عبارت میں اس طرف [illegible] مقصود ہے کہ چونکہ باء اور جیم مستفلہ میں سے ہیں جن کا اکثری حکم باریک [illegible] ہے لیکن اس کے ساتھ [illegible] ان میں جہر اور شدت بھی پائی جاتی ہے جس کا تقاضہ آواز کا سخت [illegible] بلند ہونا ہے اس لیے باء اور جیم کی ادائیگی میں باریک پڑھنے کے ساتھ صفتِ جہر اور صفتِ شدت کا خیال بھی رہنا چاہیے [illegible] ایک ساتھ استفال، شدت اور جہر کا اہتمام تھوڑا مشکل ہے خصوصاً جب قلقلہ بھی ہو رہا ہو۔ باء کی مثال

جیسے: (۱) حُبّ (۲) الصَّبْر (۳) رَبْوَة ۔جیم کی مثال جیسے (۱) اُجْتُثَّتْ (۲) حَجّ (۳) الفَجْر ۔

**تحقیق کلمات:** اِحْرِصْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب ضرب بمعنی لالچ کرنا، کوشش کرنا۔ الشِّدَّة سے صفتِ شدت اور الجَهْر سے صفتِ جہر مراد ہے۔

**ترکیب:۔** بآءَ مضاف، بَرْقٍ معطوف علیہ، بَاطِلٍ بِهِمْ بِذِیْ معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوفِ ثالث برائے هَمْزَ (جو گذشتہ شعر میں مذکور ہے)، هَمْزَ اپنے معطوفات سے مل کر یا تو مُسْتَفِلاً پر عطف، یا پھر الْأَلِف پر عطف اور پھر اسی کے ساتھ مل کر بقیہ ترکیب جیسی کہ گذر چکی۔ بہر صورت مفہوم ایک ہی رہے گا۔ واؤ عاطفہ اِحْرِصْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، عَلٰی جار الشِّدَّةِ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الْجَهْرِ موصوف الَّذِیْ اسم موصول (بقیہ ترکیب دوسرے شعر میں ہوگی)۔

| | | |
|---|---|---|
| (۳۸) فِیْهَا وَفِی الْجِیْمِ کَحُبِّ الصَّبْرِ | | رَبْوَةٍ اجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْرِ |

**ترجمہ:۔** اس میں (یعنی باء میں) اور جیم میں ہے جیسے حُبِّ، الصَّبْر، رَبْوَة، اجْتُثَّتْ، حَجّ اور الْفَجْر ۔

## تشریح:-

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ بَرْقٌ، بَاطِلٌ، بِهِمْ اور بِذِیْ کی باء کو باریک ہی ادا کریں، ایسا نہ ہو کہ بَرْقٌ میں راء کے پُر ہونے کی وجہ سے، بَاطِلٌ میں طاء کے قریب ہونے کی وجہ سے باء کو بھی پُر پڑھ دیں، اسی طرح بِهِمْ میں بھی باء مجہورہ شدیدہ جبکہ ہاء مہموسہ رخوہ ہے اس لیے باء کے باریک ہونے کا زیادہ خیال رکھا جائے، یوں ہی بِذِی میں بھی باء اور ذال کے درمیان بعض صفات مختلف ہیں لہٰذا باء کی باریکی کا دھیان لازم ہے۔

الغرض مذکورہ تمام کلمات میں باء کو باریک پڑھا جائے۔

**ترکیب:۔** فِیْهَا جار با مجرور معطوف علیہ واؤ عاطفہ فِی الْجِیْمِ جار با مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق کَائِنٌ شبہ فعل محذوف کے، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر گذشتہ جملہ میں الَّذِیْ اسم موصول کا صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر

الْجَهْرِ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف، الشِّدَّةِ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اِحْرِصْ کے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مِثَالُهُمَا محذوف مبتدا ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف هُوَ ضمیر فاعل، کاف جارّہ، حُبِّ معطوف علیہ، الصَّبْرِ، رَبْوَةٍ، اُجْتُثَّتْ وَحَجِّ، الْفَجْرِ یہ سب بتکرار حرف عطف معطوفات، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملنے کے بعد مِثَالُهُمَا مبتدا کی خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| (۳۹) وَبَيِّــنَنْ مُقَلْقَلاً اِنْ سَكَنَا | | وَاِنْ يَّكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ أَبْيَنَا |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** اور قلقلہ والے حرف کو خوب ظاہر کر اگر وہ سکون کی حالت میں ہو اور اگر وقف کی حالت میں ہو تو اور زیادہ ظاہر ہوگا۔

تحقیق کلمات: بَيِّنَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی اچھی طرح ظاہر کرنا۔ مُقَلْقَلاً صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب فعللہ بمعنی حرکت دینا، اس سے مراد قلقلہ والا حرف ہے۔ سَكَنَا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی از باب نصر بمعنی ٹھہرنا، حرف کا ساکن ہونا، آخر میں الف زائد برائے اشباع۔ الوَقْف مصدر از باب ضرب بمعنی رُکنا، مراد وقف کرنا اور سانس توڑ دینا ہے۔ اَبْيَن صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل مذکر از باب ضرب بمعنی واضح اور ظاہر ہونا۔

## تشریح:-

قلقلہ بھی صفاتِ لازمہ کی قسم ہے اور اس کی ادائیگی کے وقت آواز میں حرکت پیدا کرنا ضروری ہے تا کہ آواز مخرج میں لوٹتی ہوئی معلوم ہو۔ قلقلہ کا تعلق پانچ حرفوں کے ساتھ ہے بشرطیکہ وہ ساکن ہوں (ق، ط، ب، ج، د) اور سکون کی دو قسمیں ہیں: (۱) سکونِ اصلی یعنی حرف کا ابتداءً ساکن ہونا مثلاً الْفَجْرِ میں ج شروع سے ساکن ہے۔ (۲) سکونِ عارضی یعنی وقف کی وجہ سے ساکن ہونا جیسے الْقُلُوْبِ کی باء جس وقت اس پر وقف کریں گے ساکن ہوگی۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ساکن حرفِ قلقلہ کو خوب ظاہر کر کے پڑھو تا کہ اُس کا قلقلہ نمایاں ہو جائے جو کہ صفتِ لازمی ہے اور اگر اس پر وقف کر رہے ہوں تو اور ظاہر کر کے پڑھو تا کہ

سانس ٹوٹنے میں قلقلہ پوشیدہ نہ ہوجائے۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ (گذشتہ جملہ معطوف علیہ) بَیِّنَنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل مُقَلْقَلاً مفعول بہٖ (أی حَرْفًا مُقَلْقَلاً)، فعل اپنے فاعل و مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزاء مقدم، اِنْ شرطیہ سَکَنَ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر شرط، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بَیِّنَنْ مُقَلْقَلاً جملہ تامہ ہوجائے اور شرط کی جزاء الگ سے مقدر مانی جائے، تقدیری عبارت ہوگی: اِنْ سَکَنَ فَبَیِّنَنْ مُقَلْقَلاً ۔ واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اِنْ شرطیہ یَکُنْ فعل ناقص ھُوَ ضمیر اسم، فِی الْوَقْفِ جار با مجرور متعلق کَائِنًا شبہ فعل محذوف کے، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر شرط، کَانَ فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم، شبہ فعل ضمیر اس کا فاعل، أَبْیَنَ شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر فعل ناقص کی خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جزاء۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

| وَسِیْنَ مُسْتَقِیْمَ یَسْطُوْا یَسْقُوْا | | وَحَاءَ حَصْحَصَ أَحَطْتُّ الْحَقُّ | (۴۰) |
| --- | --- | --- | --- |

**ترجمہ:۔** اور حَصْحَصَ، أَحَطْتُّ، الْحَقُّ کی حاء کو (باریک پڑھ) اور کی سین کو (بھی باریک پڑھ)۔

تحقیق کلمات: حَاءَ اور سِیْنَ باب کے پہلے شعر میں مذکور فعل امر رَقِّقَنْ کا مفعول بہٖ ہیں اور اپنے ماقبل پر معطوف ہیں، اسی لیے منصوب ہیں۔

## تشریح:۔

(۱) حَصْحَصَ میں حاء اور صاد جمع ہیں۔ حاء حروفِ مستفلہ منفتحہ میں سے ہے، جن کا حکم انہیں باریک پڑھنا اور ادائیگی کے وقت زبان کو اوپر کے تالو سے جدا رکھنا ہے جبکہ صاد مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے جن کا حکم انہیں پُر پڑھنا اور ادائیگی کے وقت زبان کو اوپر کے تالو سے چمٹانا اور لپٹانا ہے، اسی لیے حَصْحَصَ میں دونوں حرفوں کی صفاتِ لازمہ کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ حاء کو باریک اور صاد کو پُر پڑھا جائے اور صاد کی وجہ سے حاء کو بھی پُر نہ پڑھا جائے۔

(۲) اَحَطْتُّ میں حاء اور طاء جمع ہیں۔ حاء مہموسہ رخوہ مستفلہ منفتحہ غیر مقلقلہ ہے، اس کے برعکس

طاء مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مطبقہ مقلقلہ ہے۔لہٰذا اِن دونوں کے درمیان کئی متضاد صفات ہیں اس لیے طاء کی وجہ سے کہیں حاء کو بھی پُر نہ پڑھ دیا جائے بلکہ ایسے موقعہ پر حاء کی باریکی کو خوب ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔

(۳) اَلْحَقُّ میں حاء اور قاف جمع ہیں۔حاء مہموسہ رخوہ مستفلہ غیر مقلقلہ ہے لیکن قاف مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مقلقلہ ہے۔کئی متضاد صفات پائی جارہی ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ قاف تو پُر پڑھا جائے لیکن حاء کو خوب باریک ظاہر کرکے پڑھا جائے اور قاف کو غلبہ دے کر کہیں حاء کی باریکی چھپ نہ جائے۔

(۴) مُسْتَقِیْم میں میم، سین، تاء اور قاف قریب قریب واقع ہیں۔میم مجہورہ متوسطہ مذلقہ غیر صفیریہ ہے اور یہاں پر میم مضموم بھی جسے فطرتاً پُر ہی پڑھا جائے گا جبکہ اس کے مقابلے میں مہموسہ رخوہ مصمتہ صفیریہ ہے، تاء اگرچہ سین کے ساتھ کئی صفات میں مشترک ہے البتہ وہ شدیدہ غیر صفیریہ ہے لیکن قاف مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مقلقلہ ہے جسے پُر ہی پڑھا جائے گا اس بناء پر اس کلمہ میں بھی سین کی باریکی کو خوب ظاہر کرکے پڑھیں اور اسے پُر پڑھنے سے بچیں۔

(۵) یَسْطُوْا اور (۶) یَسْقُوْا میں بھی سین مع طاء اور سین مع قاف واقع ہیں۔سین مہموسہ رخوہ مستفلہ غیر مقلقلہ ہے جبکہ طاء اور قاف مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مقلقلہ ہیں اس لیے سین کو خوب باریک کرکے پڑھیں۔

**ترکیب۔** واوَ عاطفہ حَآءَ مضاف، حَصْحَص معطوف علیہ، أَحَطْتُّ الْحَقُّ بحذف حرف عطف معطوفات، اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، واوَ عاطفہ سِیْنَ مضاف، مُسْتَقِیْمَ معطوف علیہ، یَسْطُوْا یَسْقُوْا بحذف حرف عطف معطوفات، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر حَآءَ کا معطوف، معطوف علیہ و معطوف مل کر دَقِّقَنْ فعل کا مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

# (۵) بَابُ الرَّآءَاتِ

## راؤں کا بیان

رَاءَ آت، رَاءٌ کی جمع ہے۔ چونکہ راء کے بہت سارے احکامات ہیں اس لیے راء کو مفرد نہیں لائے بلکہ جمع لائے تاکہ احکام کی کثرت کی طرف اشارہ ہو سکے۔ راء کو زیادہ حالتوں میں پُر اور کم حالتوں میں باریک پڑھا جاتا ہے اس لیے ناظمؒ نے صرف باریک پڑھنے کی حالتیں ذکر کر دی ہیں اور اس کی شرطیں بھی بتادی ہیں۔ اس باب میں تین شعر ہیں۔ ماقبل میں مطلق حرفوں کے استعمال کا طریقہ ذکر کیا تھا، اب تخصیص بعد التعمیم کے تحت پہلے راء پھر لام کے پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ بیان فرمائیں گے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے ھٰذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| کَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ | | وَرَقِّقِ الرَّآءَ اِذَا مَا كُسِرَتْ | (۴۱) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:۔** اور راء کو باریک کر جب وہ مکسور ہو، اسی طرح جب وہ کسرے کے بعد ساکن واقع ہو۔

تحقیق کلمات: رَقِّقْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی باریک کرنا۔ کُسِرَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از باب ضرب بمعنی کسرہ دینا۔ سَکَنَتْ صیغہ واحد مؤنث فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی ٹھہرنا، ساکن ہونا۔

**تشریح:۔**

مذکورہ شعر میں ترقیقِ راء (راء کو باریک پڑھنے) کی دو حالتیں بیان ہوئی ہیں: (۱) جب راء کے نیچے زیر ہو جیسے رِجَالٌ ۔(۲) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر کسرہ (زیر) ہو جیسے فِرْعَوْنُ ۔ راء ساکنہ کے باریک ہونے کی دو شرطیں ہیں جو اگلے شعر میں مذکور ہیں۔

**ترکیب:۔** رَقِّقْ فعل امر اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل، الرَّآءَ مفعول بہ اِذَا ظرفیہ مَا مصدریہ

كُسِرَتْ فعل مجہول هِيَ ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر بتاویل مصدر مفعول فیہ برائے رَقِّقْ، تَرْقِيقًا مصدر محذوف موصوف، کاف بمعنی مِثْلَ مضاف ذَاكَ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر موصوف کی صفت، بَعْدَ الْكَسْرِ مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ اوّل برائے تَرْقِيقًا، حَيْثُ ظرف مضاف، سَكَنَتْ فعل هِيَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر مظروف، ظرف مظروف مل کر مفعول فیہ ثانی برائے تَرْقِيقًا، مصدر موصوف اپنی صفت اور دونوں مفعولوں سے مل کر مفعول مطلق برائے رَقِّقْ، رَقِّقْ اپنے فاعل، مفعول بہ، مفعول فیہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہونے کے بعد جزاءِ مقدم۔ شرط اگلے شعر میں مذکور ہے۔

| أَوْ كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ أَصْلاَ | | إِنْ لَمْ تَكُنْ مِنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلاَ | (۴۲) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:** اگر وہ کسی حرفِ استعلاء سے پہلے نہ ہو یا وہ کسرہ غیر اصلی (عارضی) نہ ہو۔

## تشریح:-

**لَمْ تَكُنْ مِنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلاَ :** بمعنی ''کسی حرفِ استعلاء سے پہلے نہ ہو'' اس صورت میں قَبْلِ مضاف اور مضاف الیہ مجرور ہے۔ ایک نسخہ میں اس طرح آیا ہے: ''لَمْ تَكُنْ مِنْ بَعْدُ حَرْفُ اسْتِعْلاَ'' (ترجمہ: اس کے بعد حرف استعلاء نہ ہو) اس صورت میں بَعْدُ مضاف اور اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے، تقدیری عبارت ''بَعْدِهَا'' ہوگی اور اس وقت بَعْدُ مبنی علی الضم ہوگا۔ بہرحال دونوں صورتوں میں حاصل مطلب ایک ہی ہوگا یعنی راء کے بعد حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی نہ ہو۔

**كَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ أَصْلاَ :** اس جملہ میں كَانَتْ سے پہلے ''مَا'' نافیہ مقدرہ ہے کیونکہ ''الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ أَصْلاَ'' (کسرہ اصلی نہ ہو) کا مطلب عارضی ہی ہونا ہے حالانکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ راء سے پہلے کسرہ عارضی نہ ہو بلکہ اصلی ہو تا کہ راء کو باریک پڑھ سکیں۔

راء ساکنہ مکسورہ کو باریک پڑھنے کی تین شرطیں ہیں جن میں سے پہلی دو شرطیں مذکورہ بالا شعر میں مذکور ہیں:

(۱) راء ساکنہ کے بعد ایک ہی کلمہ میں حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے مِرْيَةٌ (اس میں

یاء حرفِ استعلاء نہیں ہے)، اگر حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہوتو اس راء کوپُر پڑھا جائے گا جیسے قِرْطَاسٍ (اس میں طاء حرفِ استعلاء ہے)۔

(۲) راء ساکنہ سے پہلے کسرہ اصلی ہو، عارضی نہ ہو جیسے فِرْعَوْنُ (عَلَم یعنی خاص نام ہونے کی وجہ سے فاء پر کسرہ اصلی ہے)، اس کے برخلاف اِرْجِعْ کے ماقبل حرف پر کسرہ عارضی ہے کیونکہ یہ بعض اوقات ساقط بھی ہوجاتا ہے جیسے قِیْلَ ارْجِعُوْا، اس لیے فِرْعَوْنُ کی راء باریک پڑھی جائے گی اور اِرْجِعْ، اِرْجِعُوْا وغیرہ کی راء ہمیشہ پُر پڑھی جائے گی۔

(۳) راء ساکنہ اور ماقبل کا کسرہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے اَنْذِرْ۔ ورنہ راء پُر ہی ہوگی کیونکہ ایسا کسرہ عموماً عارضی ہی ہوتا ہے جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔

**ترکیب:۔** اِنْ شرطیہ لَمْ تَكُنْ فعل ناقص هِيَ ضمیر اسم، مِنْ جار قَبْلِ مضاف، حَرْفِ اسْتِعْلَا مضاف با مضاف الیہ پھر مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثَابِتًا شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل هُوَ ضمیر اور متعلق سے ملنے کے بعد فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر معطوف علیہ، أَوْ عاطفہ كَانَتْ فعل ناقص، الْكَسْرَةُ اسم، لَيْسَتْ فعل ناقص هِيَ ضمیر اس کا اسم، أَصْلًا خبر، لَيْسَتْ اپنے اسم وخبر سے ملنے کے بعد پھر كَانَتْ کی خبر، اپنے اسم وخبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، اس کی جزاء یا تو سابقہ شعر ہے یا پھر محذوف اور وہ پہلے شعر ہی کی طرح ہے یعنی فَرَقِّقِ الرَّآءَ اِذَا مَا كُسِرَتْ ......الخ۔

ضرورت کی خاطر راء کے پُر اور باریک پڑھنے کی تمام حالتیں لکھی جاتی ہیں:

## تفخیمِ راء (راء کو پُر پڑھنا)

راء بارہ ۱۲ حالتوں میں پُر پڑھی جاتی ہے:

(۱) جب راء پر زبر ہو جیسے رَبُّكَ۔

(۲) جب راء پر پیش ہو جیسے رُبَمَا۔

(۳) جب راء مشدد پر زبر ہو جیسے فَرَّتْ۔

(۴) جب راء مشدد پر پیش ہو جیسے اَلْمَفَرُّ۔

(۵) جب راء ساکن سے پہلے زبر ہو جیسے بَرْقٌ ۔
(٦) جب راء ساکن سے پہلے پیش ہو جیسے یُرْزَقُوْنَ ۔
(۷) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے بھی حرف ساکن ہو لیکن اُس کے ماقبل حرف پر زبر ہو جیسے اَلْقَدْرْ (حالتِ وقف میں)۔
(۸) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے بھی حرف ساکن ہو لیکن اُس کے ماقبل حرف پر پیش ہو جیسے اَلْعُسْرْ (وقف کے دوران)۔
(۹) جب راء ساکن کے بعد ایک ہی کلمہ میں حرفِ استعلاء ہو جیسے قِرْطَاسٍ ۔
(۱۰) جب راء ساکن سے پہلے حرف پر کسرہ عارضی ہو جیسے اِرْجِعْ ۔
(۱۱) جب راء ساکن اور کسرہ دونوں ایک کلمہ میں نہ ہو جیسے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۔
(۱۲) جب راء پر پیش ہو مگر اس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے اَلْقَمَرُ ۔

## ترقیقِ راء (راء کو باریک پڑھنا)

راء سات حالتوں میں باریک پڑھی جاتی ہے:

(۱) جب راء کے نیچے زیر ہو جیسے رِجَالٌ ۔
(۲) جب راء مشددہ کے نیچے زیر ہو جیسے مِنْ شَرِّ ۔
(۳) جب راء ساکن سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو جیسے فِرْعَوْنُ ۔
(۴) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے بھی حرف ساکن ہو لیکن اس کے ماقبل حرف کے نیچے زیر ہو جیسے اَلْحِجْرْ (وقف کے دوران)۔
(۵) جب راء ساکنہ سے پہلے یاء ساکنہ ہو جیسے خَیْرْ (وقف کی حالت میں)۔
(٦) جب راء پر امالہ ہو رہا ہو جیسے مَجْرٖھَا ۔
(۷) جب راء کے نیچے زیر ہو اور اس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے وَالْفَجْرِ ۔

| (۴۳) | وَالْخُلْفُ فِیْ فِرْقٍ لِکَسْرٍ یُوْجَدُ | | وَاخْفِ تَکْرِیْرًا اِذَا تُشَدَّدُ |
|---|---|---|---|

[illegible] اور فِرْقٍ میں کسرے کی وجہ سے خُلف (حکم کا مختلف اور جدا ہونا) پایا جاتا ہے اور

تکریر کو پوشیدہ رکھ جب وہ (یعنی راء) مشدّد ہو۔

تحقیق کلمات: الخُلْف مصدر از باب نصر بمعنی پیچھے رہنا، مختلف ہونا، فرق ہونا۔ یہاں پر خُلف سے مراد یہ ہے کہ فِرْقٍ میں راء کو پڑھنے کے دونوں طریقے ہیں: (۱) پُر (۲) باریک۔ اس اعتبار سے فِرْقٍ کا حکم دوسرے کلمات سے مختلف ہے کیونکہ عموماً راء کو یا تو پُر پڑھتے ہیں یا باریک۔ اَخْفِ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب اِفعال بمعنی چھپانا، پوشیدہ رکھنا، ظاہر نہ کرنا۔ اَخْفِ میں دو نسخے ہیں: (۱) وَاَخْفِ بفتح الہمزہ، یہ قاعدہ کے مطابق ہے کیونکہ باب اِفعال کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے اس لیے اُسے باقی رکھا گیا۔ (۲) وَاخْفِ، یہ خلاف قاعدہ ہے، ضرورتِ شعری یعنی وزن کا خیال رکھتے ہوئے ہمزہ ساقط ہو گیا اور وَاخْفِ ہو گیا۔ تکْرِیْرًا سے مراد صفتِ تکریر ہے جو راء ساکنہ میں پائی جاتی ہے۔ تُشَدَّدُ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع مجہول از باب تفعیل بمعنی مشدّد پڑھنا۔

**تشریح:-** یہاں پر دو حکم بیان ہوئے ہیں: (۱) لفظ فِرْقٍ کی راء کو باریک اور پُر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ (۲) راء مشدّدہ میں صفتِ تکریر کو پوشیدہ رکھنا یعنی آہستگی سے ادا کرنا چاہیے۔

## وہ مقامات جہاں پر راء کو پُر اور باریک دونوں پڑھ سکتے ہیں:

(وَالْخُلْفُ فِیْ فِرْقٍ لِکَسْرٍ یُوْجَدُ) اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں تین الفاظ ایسے ہیں جن میں راء کو پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے، وہ الفاظ یہ ہیں: (۱) فِرْقٍ (۲) مِصْرَ (۳) عَیْنَ الْقِطْرِ۔ ان میں فرق یہ ہے کہ لفظ فِرْقٍ میں دونوں طریقے برابر ہیں راء کو پُر پڑھیں یا باریک، دونوں برابر درجے کے درست اور صحیح ہیں، کوئی کسی سے بہتر یا افضل نہیں جبکہ مِصْرَ میں جائز دونوں ہیں لیکن پُر پڑھنا بہتر ہے اور عَیْنَ الْقِطْرِ میں بھی دونوں جائز ہیں مگر باریک پڑھنا بہتر ہے۔

وجوہات:- فِرْقٍ کی راء کو پُر پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ راء ساکنہ کے بعد اسی کلمہ میں حرفِ استعلاء (ق) آیا ہے اور اس کے باریک پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں راء سے پہلے والے حرف (ف) کے نیچے زیر ہے اور اس کے بعد والے حرف (ق) کے نیچے بھی دو زیر ہے۔

مِصْرَ اور عَیْنَ الْقِطْرِ میں راء کو پُر پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ وقف بالاسکان کی صورت میں راء ساکنہ کے ساتھ ایک ہی کلمہ میں حروفِ مستعلیہ میں سے مِصْرَ میں صاد اور عَیْنَ الْقِطْرِ

میں قاف اور طاء موجود ہیں اگرچہ وہ راء سے پہلے ہیں بعد میں نہیں، جبکہ ان دونوں میں راء کو باریک پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ راء ساکنہ سے پہلے متحرک حرف کے نیچے زیر ہے۔

**وَاخْفِ تَكْرِيرًا اِذَا تُشَدَّدُ**: راء میں صفتِ تکریر لازمی ہے مگر تکریر کی دو قسمیں ہیں: (۱) حقیقتِ تکریر یعنی ایک حرف کے بجائے کئی حروف ادا ہو جائیں۔ (۲) مشابہتِ تکریر یعنی اس طرح ادائیگی کرنا کہ آواز میں لرزہ سا پیدا ہو اور راء دو دفعہ ادا ہوتی ہوئی معلوم ہو حالانکہ حقیقت میں ایک ہی دفعہ ادا ہوئی ہے۔

راء میں صفتِ تکریر سے مراد مشابہت ہی ہے کیونکہ حقیقت میں تکریر تو ممنوع ہے، البتہ راء کے مشدّد ہونے کی صورت میں جیسے اَلْمَفَرُّ، حقیقتِ تکریر کا امکان زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ صاف طور پر ایک راء کو دو بار ادا کر رہے ہوتے ہیں، اسی لیے مصنفؒ نے وَاخْفِ تَكْرِيرًا کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ راء مشدّدہ میں تکریر کو اتنا چھپاؤ کہ حقیقت میں راء کا تکرار نہ ہو۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ اَلْخُلْفُ مبتدا، فِيْ فِرْقٍ جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کا متعلق اوّل، لِكَسْرٍ جار با مجرور متعلق ثانی برائے يُوْجَدُ فعل، يُوْجَدُ مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملنے کے بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ استینافیہ اَخْفِ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، تَكْرِيرًا مفعول بہ اِذَا ظرفیہ تُشَدَّدُ فعل مجہول هِيَ ضمیر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے ملنے کے بعد مظروف مفعول فیہ برائے اَخْفِ، اَخْفِ اپنے مفعول مطلق اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

# (۶) بَابُ اللَّامَاتِ

## لامات کا بیان

اس باب میں ایک ہی شعر ہے جس میں لام کی مختلف حالتیں بیان ہوئی ہیں اور تعددِ احوال کی بناء پر ہی عنوان میں اللَّامَات جمع کہا۔ ماقبل میں راء کے مخصوص قواعد بیان ہوئے تھے، اب اُسی تخصیص بعد التعمیم کے تحت لام کے استعمال سے متعلق مخصوص قواعد بیان فرمائیں گے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے ھٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللّٰهِ | | وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنَ اسْمِ اللّٰهِ | (۴۴) |

اور پُر پڑھ اللہ کے نام میں لام کو، فتحہ یا ضمہ کے بعد جیسے عَبْدَ اللّٰه ، عَبْدُ اللّٰه ۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ فَخِّمْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، اللَّامَ موصوف مِنْ جار، اِسْمِ اللّٰه مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق برائے اَلْكَائِنَ شبہ فعل محذوف کے، شبہ فعل اپنے فاعل هُوَ ضمیر اور متعلق سے مل کر اللَّامَ کی صفت، موصوف صفت سے مل کر فَخِّمْ کا مفعول بہ، عَنْ جار فَتْحٍ معطوف علیہ اَوْ عاطفہ ضَمٍّ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق فَخِّمْ کا، فَخِّمْ اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مِثَالُهٗ محذوف مبتدا، کاف بمعنی مِثْلُ مضاف عَبْدَ اللّٰهِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

**تحقیق کلمات:** فَخِّمْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی پُر پڑھنا۔ عَبْد اللّٰه زبر، زیر، پیش کی مثال ہے، لفظ اللہ سے پہلے دال پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں اور زیر و پیش بھی۔

## تشریح:- (لفظ اللہ کے لام کے قواعد)

لام اصل میں باریک حرف ہے اس لیے سوائے لفظ اللہ کے زبر، زیر، پیش تینوں حالتوں میں اسے باریک ہی پڑھا جاتا ہے اور ماقبل چاہے مضموم ہو یا مفتوح یا مکسور جیسے اَلَمْ، مَالِكِ ، يَقُوْلُ، اَلْحَمْدُ، بِالْغَيْبِ، اِلَّا وغیرہ۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمتِ شان کے پیش نظر لفظ اللہ کے لام کا حکم دوسرے لام سے مختلف ہے چنانچہ لفظ اللہ کے لام تین حالتیں ہیں جن کے احکام یہ ہیں:

(۱) اگر اس سے پہلے حرف پر زبر ہو تو لام پُر ہوگا جیسے اَللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ ،عَبْدَ اللّٰهِ ۔

(۲) اگر اس سے پہلے حرف پر ضمہ تو بھی لام پُر ہوگا جیسے يُرِيْدُاللّٰهُ، عَبْدُ اللّٰهِ۔

(۳) اگر اس سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو لام باریک ہوگا جیسے لِلّٰهِ، بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ ۔

تنبیہ:- جو حکم لفظ اللہ کا ہے وہی حکم اَللّٰهُمَّ کا بھی ہے کیونکہ یہ بھی در حقیقت لفظ اللّٰه ہی ہے جس کے آخر میں میم مشدّد کا اضافہ کیا گیا جیسے مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ، قَالُوا اللّٰهُمَّ، قُلِ اللّٰهُمَّ۔

# (۷) بَابُ الْاِسْتِعْلَاءِ وَالْاِطْبَاقِ

## استعلاء اور اِطباق کا بیان

اس باب میں پانچ شعر ہیں جن میں حروفِ مستعلیہ ومطبقہ کے خاص احکام بیان ہوئے ہیں۔ ماقبل میں راء اور لام کے پُر یا باریک پڑھنے کا ذکر تھا جو کہ صفات میں سے تھا، اب صفات ہی میں سے استعلاء اور اطباق کا خاص طور پر ذکر فرما رہے ہیں کیونکہ یہ دونوں بھی بکثرت مستعمل ہیں۔ بعض نسخوں میں عنوان اس طرح آیا ہے "بَابُ التفخیم واِکمالِ السکونِ وتخلیصِ الِانفتاحِ ورعایةِ الشدَّةِ "یعنی "تفخیم، سکون کی کامل ادائیگی، انفتاح کو واضح ادا کرنے اور شدت کا خیال رکھنے کا بیان"۔ یہی عنوان زیادہ جامع ہے۔ واللہ اعلم

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۴۵) وَحَرْفَ الْاِسْتِعْلَاءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا | | الْاِطْبَاقَ أَقْوٰى نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا |

**ترجمہ:۔** حرفِ استعلاء کو پُر کر اور خاص کر اِطباق کو زیادہ قوی ہونے کی حالت میں جیسے قَالَ اور عَصَا۔

**تحقیق کلمات:** حَرْفَ الْاِسْتِعْلَاءِ مفعول بہ مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اُخْصُصَا صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب نصر بمعنی خاص کرنا، آخر میں الف اشباع زائد ہے، اصل میں اُخْصُصْ تھا۔ اَقْوٰى واحد مذکر اسم تفضیل مذکر از باب سمع بمعنی قوی ومضبوط ہونا۔ یہ الْاِطْبَاقَ سے حال واقع ہے۔

## تشریح:۔

حروفِ مستعلیہ اور حروفِ مطبقہ دونوں پُر پڑھے جاتے ہیں۔ حروفِ مستعلیہ سات ہیں: (خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ) اِن میں سے چار حروف (ص، ض، ط، ظ) میں اِطباق بھی پایا جاتا ہے اس طرح ص، ض، ط، ظ بیک وقت مستعلیہ بھی ہیں اور مطبقہ بھی۔ مصنفؒ اپنے قول

''وَاخْصُصَا الْاِطْبَاقَ أَقْوٰی'' کے ذریعے یہ فرمار ہے ہیں کہ جن چار حرفوں میں استعلاء اور اطباق دونوں پائے جاتے ہیں، اُن کو زیادہ پُر پڑھو اور ان کے مقابلے میں جن حرفوں میں صرف استعلاء پایا جاتا ہے ان کو کم پُر پڑھو۔ اس کے بعد مصنفؒ نے دو مثالیں پیش کی ہیں: ایک قَالَ، اس میں قاف ہے اور یہ صرف مستعلیہ کی مثال ہے۔ دوسرے اَلْعَصَا، اس میں صاد ہے اور یہ مستعلیہ ومطبقہ دونوں کی مثال ہے۔ باقی مثالیں یہ ہیں: (۱) صرف مستعلیہ: خَآئِفِیْنَ، غُلَّتْ۔ (۲) مستعلیہ ومطبقہ: ضَلُّوْا، اَلصِّرَاطَ، ظَلَمُوْا۔

**ترکیب:** واؤ استینافیہ حَرْفَ الْاِسْتِعْلَاءِ مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ مقدم برائے فَخِّمْ، فَخِّمْ فعل امر اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ اُخْصُصْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، الْاِطْبَاقَ ذوالحال، أَقْوٰی حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ برائے اُخْصُصْ، اُخْصُصْ اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ انشائیہ۔ مِثَالُهٗ محذوف مبتدا، نَحْوُ مضاف، قَالَ وَالْعَصَا معطوف علیہ با معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| (۴۶) | وَبَيِّنِ الْاِطْبَاقَ مِنْ أَحَطْتُّ مَعْ | | بَسَطْتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:** اور خوب ظاہر کر اَحَطْتُّ مع بَسَطْتَّ میں اِطباق کو، اور نَخْلُقْكُّمْ میں اختلاف واقع ہوا۔

تحقیق کلمات: بَیِّنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی خوب ظاہر کرنا، اَلْخُلْفُ بمعنی اختلاف، فرق۔ یعنی نَخْلُقْكُّمْ کا حکم دوسرے کلمات سے مختلف اور اختلاف والا ہے۔

**تشریح:** -(اَحَطْتُ، بَسَطْتُّ اور نَخْلُقْكُّمْ کا حکم)

اَحَطْتُّ اور بَسَطْتُّ میں طاء اور تاء متجانسین ہیں یعنی ایک جنس کے دو حرف ہیں۔ متجانسین وہ حروف کہلاتے ہیں جن کا مخرج ایک ہو، چنانچہ طاء اور تاء کا مخرج بھی ایک ہی ہے اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ ہے۔

اَحَطْتُّ اور بَسَطْتُّ میں طاء کا تاء میں اِدغام ناقص ہوا ہے۔ اِدغام ناقص کی تعریف: مُدغم کا مُدغم فیہ میں اس طرح اِدغام کرنا کہ مُدغم کی کوئی نہ کوئی صفت باقی رہے جیسے اَحَطْتُّ اور بَسَطْتُّ میں طاء کا تاء میں اس طرح اِدغام کیا کہ اس کی صفت استعلاء و اطباق باقی رہی۔ اسی لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اِن دونوں میں صفتِ اِطباق کو خوب ظاہر کرو۔ جب اِطباق ظاہر ہوگا تو استعلاء بھی ادا ہوگی۔ الغرض اَحَطْتُّ اور بَسَطْتُّ اِدغامِ متجانسین کی مثال ہیں۔

ایک بات واضح رہے کہ اَحَطْتُّ اور بَسَطْتُّ جیسے کلمات میں طاء کو پُر اور تاء کو باریک ادا کریں گے مگر طاء میں قلقلہ نہیں کریں گے کیونکہ اس طرح اِدغام کے بجائے اِظہار ہو جائے گا جبکہ یہاں بالاتفاق اِدغام واجب ہے۔

وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُّمْ وَقَعْ :- نَخْلُقْكُّمْ میں قاف اور کاف متقاربین ہیں۔ متقاربین وہ حروف ہوتے ہیں جو اپنے مخرج اور صفت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے قریب ہوں، چنانچہ قاف اور کاف کا مخرج تھوڑے سے فرق کے ساتھ زبان کی جڑ اور اوپر کا تالو ہے (تفصیل مخارج کے بیان میں گذر چکی) اور دونوں تین صفات یعنی شدت، انفتاح اور اِصمات میں بھی شریک ہیں۔ اب اس میں بعض حضرات کے نزدیک قاف کا کاف میں اِدغامِ تام ہوگا۔ اِدغامِ تام کی تعریف: مُدغم کا مُدغم فیہ میں اس طرح اِدغام کرنا کہ مُدغم کی ذات اور کوئی صفت باقی نہ رہے، تو قاف کو بھی کاف میں اس طرح ملا دیں گے کہ قاف مکمل طور پر کاف سے بدل جائے گا اور نَخْلُقْكُّمْ پڑھنے میں نَخْلُكُّمْ کے مثل ہوگا۔

دوسرے بعض حضرات کے نزدیک اس میں اِدغامِ ناقص ہوگا (جس کی تعریف اَحَطْتُّ کے تحت گزر چکی) یعنی قاف کی صفتِ استعلاء باقی رکھیں گے مگر اس میں قلقلہ نہیں کریں گے۔ اسی لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نَخْلُقْكُّمْ کے پڑھنے میں قراء کا اختلاف واقع ہوا ہے کہ بعض اِدغامِ تام کرتے ہیں اور بعض اِدغامِ ناقص کرتے ہیں۔ جائز دونوں ہیں البتہ محققین نے اِدغامِ تام کو پسند کیا ہے اور اسی کو افضل قرار دیا ہے۔

**ترکیب:** واؤ استینافیہ بَيِّنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، الْإِطْبَاقَ مفعول بہ مِنْ أَحَطْتُّ جار با مجرور متعلق برائے بَيِّنْ، مَعَ بَسَطْتُّ مضاف با مضاف الیہ مفعول فیہ برائے بَيِّنْ، بَيِّنْ اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ الْخُلْفُ مبتدا ب جارہ نَخْلُقْكُّمْ

بتاویل لفظ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق مقدم وَقَعَ فعل کے، ھُوَ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| (۴۷) وَاحْرِصْ عَلَى السُّكُوْنِ فِيْ جَعَلْنَا | | أَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوْبِ مَعْ ضَلَلْنَا |
| --- | --- | --- |

**ترجمہ** اور کوشش کر جَعَلْنَا، أَنْعَمْتَ ، الْمَغْضُوْبِ معہ ضَلَلْنَا میں سکون (کو صحیح ادا کرنے) میں۔

**تحقیق کلمات:** اِحْرِصْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب ضرب بمعنی شوق پیدا کرنا، لالچ و کوشش کرنا، مراد اچھی طرح ادائیگی کرنا ہے۔

**تشریح:-** کسی ساکن حرف کو متحرک یا متحرک حرف کو ساکن پڑھ دینا ''لحنِ جلی'' میں داخل ہے اور وہ حرام ہے جبکہ بعض حالات میں جب معنی بدل جائیں تو نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، اس لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام کلمات میں ''سکون'' کو اچھی طرح اہتمام سے ادا کرو، کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہاری ذرا سی غفلت کی بناء پر سکون، حرکت سے بدل جائے اور گناہ کے مرتکب ہو جاؤ، ان کلمات کی تفصیل یہ ہیں:

(۱) جَعَلْنَا : ترجمہ ''ہم نے بنایا'' اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لام ساکن ہے، اگر اس کو زبر والی حرکت دے کر جَعَلَنَا پڑھیں تو ترجمہ ہوگا ''اُس نے ہمیں بنایا'' اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس صورت میں یہ مخلوق کا قول ہو جائے گا جبکہ سیاق و سباق کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۲) اَنْعَمْتَ : ترجمہ ''تو نے اِنعام کیا''، یہ سورۂ فاتحہ میں ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہے اور خبر دے کر سوال کر رہا ہے کہ چند بندوں پر آپ نے انعام اور فضل کیا ہے، مجھے بھی ان کے گروہ میں شامل فرمالیجئے۔ نون ساکن ہے لیکن اگر اس کو زبر والی حرکت دے کر اَنَعَمْتَ پڑھ دیں تو یہ استفہام ہوگا اور ترجمہ ہوگا ''کیا تو خوش عیش ہے؟''۔ اس طرح یہ غلط مطلب بن جائے گا اور نماز کے فاسد ہونے کا ذریعہ بنے گا، اس کے باوجود بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ اس طرف بالکل دھیان نہیں دیتے۔

(۳) اَلْمَغْضُوْبِ : ترجمہ ''جس پر غضب نازل ہوا''۔ غین ساکن ہے لیکن غین پر سکون ادا کرنا

نسبتاً مشکل ہے اسی لیے کئی لوگ اس میں بھی غلطی کرتے ہیں اور اسے اَلْـمَـغَـضُوْبِ یا اَلْـمَـغْـغَـضُوْبِ پڑھ دیتے ہیں، دونوں طریقے غلط ہیں اور لحن جلی میں داخل ہیں، اس لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ غین کو صحیح طرح ساکن کر کے ادا کریں۔

(۴) ضَـلَلْنَا: ترجمہ "ہم گمراہ ہوئے"۔ یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے جس میں دوسرا لام لازماً ساکن ہونا چاہیے، اگر اس کو حرکت دے کر ضَـلَلَنَا پڑھ دیں تو یہ فکِ اِدغام کے ساتھ واحد مذکر غائب کا صیغہ بن جائے گا جو کہ غلط ہوگا اور معنی بگڑ کر نماز کے بھی فاسد ہونے کا ذریعہ بن جائے گا، اس لیے اس لفظ میں بھی صحیح تلفظ کی کوشش ضروری ہے۔

**ترکیب:**۔ واؤ استینافیہ اِحْرِصْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، عَلَى السُّكُوْنِ جار با مجرور متعلق اوّل برائے اِحْرِصْ، فِيْ جار جَعَلْنَا معطوف علیہ، أَنْعَمْتَ معطوف اوّل، الْمَغْضُوْبِ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی برائے اِحْرِصْ، مَعْ ضَلَلْنَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ برائے اِحْرِصْ، اِحْرِصْ اپنے فاعل، مفعول فیہ اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ اور اگلا جملہ اس کے لیے معطوف۔

| (۴۸) وَخَـلِّـصِ انْفِتَاحَ مَحْذُوْرًا عَسٰى | | خَوْفَ اشْتِبَاهِهِ بِمَحْظُوْرًا عَصٰى |
|---|---|---|

**ترجمہ:**۔ اور مَحْذُوْرًا اور عَسٰى میں صفتِ انفتاح کو خالص کر (یعنی خوب واضح ادا کر) اس ڈر سے کہ وہ مَحْظُوْرًا اور عَصٰى کی طرح نہ ہو جائیں۔

تحقیق کلمات: خَلِّصْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی خالص کرنا، چھانٹنا، واضح کرنا، یہاں مراد صفائی سے ادا کرنا۔ اِشْتِبَـــاه مصدر از باب افتعال بمعنی ایک جیسا ہو جانا، دو چیزوں کی شکلیں مل جانا۔

**تشریح:**۔ مَحْذُوْرًا کے ذال اور عَسٰى کے سین میں صفتِ انفتاح پائی جاتی ہے اور یہی ان دو کو ظاء اور صاد کی طرح ہونے سے بچاتی ہے۔ لہٰذا ان کی ادائیگی کے وقت صفتِ انفتاح کو خوب واضح کریں تا کہ صفتِ اطباق پیدا نہ ہو اور مَـحْـذُوْرًا (بمعنی: احتیاط اور ڈرنے کی چیز)، مَـحْظُوْرًا (بمعنی: ممنوع) کے ساتھ جبکہ عَسٰى (بمعنی: امید ہے)، عَصٰى (بمعنی: اس نے

نافرمانی کی) کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔ کیونکہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا بھی لحنِ جلی ہے۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ خَلِّصْ فعل اَنْتَ ضمیر فاعل، انْفِتَاحَ مضاف لَفْظَ محذوف مضاف الیہ مضاف، مَحْذُوْرًا عَسٰی معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر انْـفِتَـاحَ کے لیے مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مُخَلِّصْ کا مفعول بہ، مضاف، مصدر مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ، ب حرفِ جر، مَحْظُوْرًا عَصٰی معطوف علیہ و معطوف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق برائے اِشْتِبَـاہ ،اِشْتِبَـاہ مصدر اپنے مضاف الیہ و متعلق سے مل کر خَوْفَ کا مضاف الیہ، خَوْفَ اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول لہٗ، خَلِّصْ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ اور مفعول لہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، اور مابعد جملہ معطوف۔

| كَشِرْكِكُمْ وَتَتَوَفَّى فِتْنَتَا | | وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّبِتَا | (٤٩) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:۔** اور صفتِ شدت کا خاص خیال رکھ جو کاف میں اور تاء میں ہے جیسے شِرْكِكُمْ، تَتَوَفَّى اور فِتْنَةَ۔

تحقیق کلمات: رَاعِ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب مفاعلہ بمعنی خاص خیال رکھنا۔ شِدَّةً أى شِدَّةً كَائِنَةً بِكَافٍ ۔

**تشریح:-** کاف اور تاء میں صفت ہمس اور شدت دونوں پائی جاتی ہے۔ ہمس کا تقاضہ یہ ہے کہ ادائیگی کے وقت آواز ایسے ضعف کے ساتھ مخرج میں ٹھہرے کہ سانس جاری رہے اور آواز بھی پست ہو، اس کے برخلاف شدت کا تقاضہ یہ ہے کہ آواز میں سختی اور قوت ہو جس سے آواز بند ہونے لگے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح کاف اور تاء میں ہمس ادا کرو گے اسی طرح شدت بھی ادا کرو گے بلکہ ہمس کے مقابلے میں شدت کا زیادہ خیال رکھو گے کیونکہ ہمس ”اَضْعَفُ الصِّفَات“ ہے۔ اب ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ شروع میں صفتِ شدت کی بناء پر آواز مخرج میں سختی کے ساتھ رُک جائے اور پھر آخر میں ہمس کی وجہ سے بالکل کمزور آواز بھی ظاہر

ہو، بعض لوگ ہمس کی ادائیگی اس طرح کرتے ہیں کاف اور تاء کے بعد ہاء کی آواز آنے لگتی ہے جیسے شِرْکِھکُمْ ، تَھتَھوَفیّٰ ، فِتْھنَة لیکن جب شدت کا خاص خیال رکھا جائے گا تو مذکورہ خرابی پیدا نہیں ہوگی اور ہاء وغیرہ کا اضافہ نہیں ہو سکے گا۔

**ترکیب:۔** واوٗ عاطفہ (سابقہ جملہ پر عطف ہے) رَاعِ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، شِدَّةً موصوف کَائنَةً شبہ فعل محذوف، ھِیَ ضمیر فاعل، ب جار کَافِ مجرور مل کر معطوف علیہ، بِتَا جار مجرور مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملنے کے بعد رَاعِ کا مفعول بہٖ، رَاعِ اپنے فاعل و مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مِثَالُهُ مبتدا، کاف بمعنی مِثْلُ مضاف شِرْکِکُمْ معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ تَتَوَفیّٰ فِتْنَتَا بحذف حرف عطف معطوف اول و دوم، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

# (۸) بَابُ الْاِدْغَامِ

## اِدغام کا بیان

اس بابْ میں دو شعر ہیں جن میں اِدغام کے چند احکام کا ذکر ہے۔ گذشتہ چند ابواب سے مخصوص صفات کا جو سلسلہ چلا آ رہا ہے اسی کی کڑی میں یہ باب بھی ہے کیونکہ اِدغام بھی حرفوں کی ایک صفت ہے مگر ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ مخصوص اوقات میں ہوتا ہے، اس لیے پہلے اُن صفات کا ذکر کیا جن کا وقوع زیادہ ہے۔

**اِدغام کی تعریف:** - یہ باب اِفعال کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی ہیں "ایک چیز کو دوسری چیز میں ملا دینا" اور اصطلاحی معنی ہیں: "کسی ساکن حرف کو کسی متحرک حرف میں اس طرح ملا دینا کہ دونوں ایک ہی حرفِ مشدَّد بن کے ایک تلفظ سے ادا ہوں"۔ پہلے حرف کو مُدغَم اور دوسرے حرف کو مُدغَم فیہ کہتے ہیں۔

**ترکیب:۔** بَابُ ...... الخ اس سے پہلے ھٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف

الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۵۰) وَأَوَّلَیْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَکَنْ | | أَدْغِمْ کَقُلْ رَّبِّ وَبَلْ لَّا وَأَبِنْ |

**ترجمہ:۔** اور مثلین ومتجانسین کے پہلے حروف کو اگر وہ ساکن ہوں، اِدغام کردو جیسے قُلْ رَّبِّ اور بَلْ لَّا اور جدا کرو............

تحقیق کلمات: اَوَّلَیْ :اَوَّلُ صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل مذکر کا تثنیہ ہے اور بوجہ اضافت نون گر گیا ہے، اصل میں اَوَّلَیْنِ تھا۔ مِثْلٍ سے متماثلین (بمعنی: ایک جیسے دو حرف) اور جِنْسٍ سے متجانسین (دو ہم جنس حرف) مراد ہیں۔ اَبِـنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب اِفعال بمعنی جدا کرنا، ظاہر کرنا۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ أَوَّلَیْ مضاف مِثْلٍ معطوف علیہ واؤ عاطفہ جِنْسٍ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مضاف، مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول بہ مقدم برائے أَدْغِمْ ،أَدْغِمْ فعل امر اَنْــتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، اِنْ شرطیہ سَکَنَ فعل کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا محذوف فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط۔ شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ مِثَالُهُ محذوف مبتدا، کاف بمعنی مِثْلُ مضاف قُلْ رَّبِّ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ بَــلْ لَّا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملنے کے خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ استینافیہ أَبِنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل (بقیہ ترکیب دوسرے شعر میں)۔

| | | |
|---|---|---|
| (۵۱) فِیْ یَوْمِ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ | | سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوْبَ فَالْتَقَمْ |

**ترجمہ:۔** فِیْ یَوْمٍ کو بمعہ قَالُوْا وَهُمْ ، قُلْ نَعَمْ، سَبِّحْهُ، لَا تُزِغْ قُلُوْبَ، فَالْتَقَمْ کے۔

**ترکیب:۔** فِیْ یَوْمٍ مفعول بہ برائے أَبِنْ فعل، مَعْ مضاف قَـالُوْا وَهُمْ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ قُـلْ نَـعَمْ معطوف اوّل، سَبِّحْـهُ لَا تُـزِغْ قُـلُوْبَ فَـالْتَقَمْ یہ سب بحذف حرفِ عطف معطوفات۔ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے أَبِنْ فعل، أَبِنْ اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

## تشریح:-

پہلے شعر میں اِدغام کی دو قسمیں اور ان کا قاعدہ بیان ہوا ہے جبکہ دوسرے میں موانعِ اِدغام کی چند مثالیں دی گئی ہیں۔

**اِدغام کی باعتبارِ مخرج اقسام:-** مخرج کے اعتبار سے اِدغام کی تین قسمیں ہیں: (۱) اِدغامِ مثلین جس کو اِدغامِ متماثلین بھی کہتے ہیں۔ (۲) اِدغامِ جنسین جس کو اِدغامِ متجانسین بھی کہتے ہیں۔ (۳) اِدغامِ متقاربین۔

۱...... **اِدغامِ مثلین یا متماثلین کی تعریف:-** وہ اِدغام جس میں مُدغَم اور مُدغَم فیہ ایک قسم کے حرف ہوں جن کا مخرج اور صفت ایک ہی ہو جیسے بَلْ لَّا ۔ اس میں پہلے لام کا دوسرے لام میں اِدغام ہوا ہے۔

۲...... **اِدغامِ جنسین یا متجانسین کی تعریف:-** وہ اِدغام جس میں مُدغَم اور مُدغَم فیہ مخرج کے اعتبار سے ایک ہی ہوں اور صفت کے اعتبار سے مختلف ہوں جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ ۔ اس میں دال کا تاء میں اِدغام ہوا ہے، دال اور تاء کا مخرج ایک ہی ہے اور یہ باعتبارِ مخرج نطعیہ کہلاتے ہیں لیکن صفات بہت حد تک مختلف ہیں۔ یَا بُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا میں اِدغام و اظہار دونوں ثابت ہیں۔

۳...... **اِدغامِ متقاربین کی تعریف:-** وہ اِدغام جس میں مُدغَم اور مُدغَم فیہ مخرج اور صفت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہوں جیسے قُلْ رَّبِّ (اس میں اِدغامِ تام ہوتا ہے)، اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ (اس میں اِدغامِ تام و ناقص دونوں ثابت ہیں البتہ تام اولیٰ ہے)۔ اس میں لام کا راء میں اِدغام ہوا ہے، لام اور راء قریب المخرج ہیں کیونکہ طرفِ لسان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں کئی صفات مشترکہ بھی ہیں۔

تنبیہ:- علامہ جزریؒ نے ''متقاربین'' کا صراحۃً ذکر نہیں فرمایا اور قُلْ رَّبِّ کی مثال بظاہر صرف متقاربین کی ہے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مراد ''جِنْسِ'' سے شاید وہ مفہوم ہے جس میں متجانسین اور متقاربین دونوں شامل ہو جائیں یعنی وہ حروف جو متحد الجنس ہوں یا شدتِ قرب کی وجہ سے متحد الجنس معلوم ہوں۔ یہ بھی جان لینا مناسب ہے کہ قرّاء حضرات کا اِدغامِ متماثلین و اِدغامِ

متقاربین پر تو اتفاق ہے لیکن اِدغامِ متقاربین ان کے ہاں مختلف فیہ ہے، بعض کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ شاید اسی وجہ سے مصنف ناظمؒ نے مثلین وجنسین کے بعد متقاربین صراحۃً ذکر نہیں فرمایا۔

**اِدغام متجانسین اور متقاربین کی قسمیں:-**

کیفیت کے اعتبار سے اِن کی دو قسمیں ہیں: (۱) اِدغامِ تام: مُدغم کا مُدغم فیہ میں اس طرح اِدغام کرنا کہ مُدغم کی ذات اور کوئی صفت باقی نہ رہے جیسے قُـل رَّبِ۔ (۲) اِدغامِ ناقص: مُدغم کا مُدغم فیہ میں اس طرح اِدغام کرنا کہ مُدغم کی کوئی نہ کوئی صفت باقی رہے جیسے اَحَـطْـتُّ اور بَسَطْتُّ ۔(ان کا کچھ ذکر اَحَطْتُّ اور بَسَطْتُّ کے ضمن میں گذشتہ باب میں بھی ہے)۔

**وَأَوَّلَیْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَکَنْ أَدْغِمْ** : مصنفؒ فرماتے ہیں کہ متماثلین یا متجانسین میں سے جب بھی پہلا حرف ساکن ہوگا اسے دوسرے حرف میں اِدغام کر دینا ضروری ہے۔

اِدغام (صغیر) کی تین شرطیں ہیں: (۱) پہلا حرف ساکن ہو۔ (۲) مثلین کا پہلا حرف، حرف مدّہ نہ ہو۔ (۳) متجانسین یا متقاربین کا پہلا حرف، حرفِ حلقی نہ ہو۔

**موانعِ اِدغام اور ان کی مثالیں:-** وَأَبِنْ فِیْ یَوْمٍ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ ......الخ : اس عبارت میں موانعِ اِدغام کی چھ مثالیں دی گئی ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) اگر متماثلین میں سے پہلا حرف مدّہ ہو تو اِدغام نہیں ہوگا جیسے فِـیْ یَوْمٍ (اس میں پہلی یاء مدّہ ہے) اور قَالُوْا وَهُمْ (اس میں پہلی واؤ مدّہ ہے)۔

(۲) لامِ فعل کا (خواہ کوئی بھی فعل ہو) نون اور تاء میں اِدغام نہیں ہوگا جیسے قُلْ نَعَمْ (اس میں لام، فعلِ امر کا حرف ہے، نیز قُلْ میں ایک مرتبہ تعلیل ہو چکی اس لیے مزید تعلیل پسندیدہ نہیں ہوگی) اور فَـالْتَـقَـمَـهُ الْحُوْتُ (فَـالْتَـقَمَهُ میں لام فعلِ ماضی کا حرف ہے، اگر اس میں اِدغام ہوا تو یہ لامِ تعریف کے مشابہ ہو جائے جیسے اَلتَّوَّابُ )۔

(۳) متجانسین یا متقاربین میں سے پہلا حرف اگر حرفِ حلقی ہو تو اپنے مجانس حرفِ حلقی اِدغام نہیں ہوگا جیسے سَبِّـحْـهُ (اس میں حاء حرفِ حلقی ہے اگر چہ ہاء بھی حلقی ہے لیکن مخرج جدا ہے)، اور اپنے مماثل میں اِدغام ہوگا جیسے یُوَجِّهْهُ ۔

(۴) پہلا حرف اگر حرفِ حلقی ہو اور دوسرا حرف غیر حلقی ہو تو بھی اِدغام نہیں ہوگا جیسے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا (اس میں غین حرفِ حلقی اور قاف غیر حلقی ہے)۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ایسی تمام جگہوں میں پہلے حرف کو دوسرے حرف سے جدا کر کے اظہار کے ساتھ پڑھو۔

**اِدغام کی باعتبارِ مُدغم اقسام:-** مُدغم کے اعتبار سے اِدغام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) اِدغام صغیر جس میں مُدغم پہلے سے ساکن ہو۔ اب تک تفصیل اس کے مطابق تھی جیسے قُلْ رَّبِّ۔ (۲) اِدغام کبیر جس میں مُدغم پہلے سے ساکن نہ ہو بلکہ بغرضِ اِدغام ساکن کیا جائے۔

**اِدغامِ کبیر کی مثالیں:-** روایتِ حفصؒ میں پانچ کلمات میں اِدغامِ کبیر ہوا ہے:

(۱) ﴿نِعِمَّا﴾ جو دو جگہ ہیں: سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۷۱، و سورۂ نساء آیت نمبر ۵۸۔

(۲) ﴿اَتُحَآجُّوْنِّیْ﴾ سورۂ انعام آیت نمبر ۸۰۔

(۳) ﴿لَا تَاْمَنَّا﴾ سورۂ یوسف آیت نمبر ۱۱۔ البتہ اس میں اِدغام کی صورت میں اشمام اور اِظہار کی صورت میں رَوم ضروری ہے۔

(۴) ﴿مَكَّنِّیْ﴾ سورۂ کہف آیت نمبر ۹۵۔ (۵) ﴿تَاْمُرُوْٓنِّیْ﴾ سورۂ زُمر آیت نمبر ۶۴۔

# (۹) بَابٌ فِی الْفَرْقِ بَیْنَ الظَّآءِ وَالضَّادِ

## ظاء اور ضاد میں فرق کا بیان

اس باب میں آٹھ شعر ہیں جن میں مختلف کلمات میں ظاء اور ضاد کا امتیاز بیان کیا گیا ہے چونکہ ضاد کی ادائیگی بنسبت ظاء کے مشکل ہے اور جب تک کسی ماہر استاذ سے اس کی مشق نہ کر لی جائے اکثر جگہ غلطی واقع ہوتی ہے اور ضاد کے بجائے حرف ظاء ادا ہونے لگتا ہے جبکہ مخرج اور صفت دونوں کے جدا ہیں اس لیے مصنفؒ ان الفاظ کا تعین فرمانا چاہتے ہیں جہاں ظاء یا ضاد واقع ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ قرآن مجید میں ضاد زیادہ ہے اور ظاء کم، چنانچہ ضاد تقریباً ایک ہزار سات دفعہ آیا ہے اور ظاء آٹھ سو بیالیس دفعہ آیا ہے، نیز کتاب کا دارومدار بھی اختصار پر ہے، اسی لیے

مصنفؒ نے ظاء سے مشتق الفاظ یہاں بیان فرمادیئے ہیں تاکہ ان کو پہچاننے کے بعد ضاد کا اشتباہ باقی نہ رہے۔

ماقبل میں بھی بعض حرفوں کے ساتھ مخصوص صفت کا بیان تھا، یہاں پر بھی دو حرفوں (ضاد اور ظاء) کے درمیان صفت استطالت کے ساتھ فرق کرنے کا بیان ہے، کیونکہ یہ دونوں استطالت کے علاوہ باقی تمام صفات میں مشترک ہیں، اس لیے ان میں قوی مشابہت موجود ہے اور انہیں جدا کرنے کی ضرورت ہے۔

**ترکیب:۔** بَابٌ موصوف، کَائِنٌ شبہ فعل محذوف جس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، فِی الْفَرْقِ بَیْنَ الظَّآءِ وَالضَّادِ کَائِنٌ کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر۔

| (۵۲) | وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّمَخْرَجِ | | مَیِّزْ مِنَ الظَّآءِ وَکُلُّهَا تَجِیْ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:** اور ضاد کو استطالت اور مخرج کے ذریعہ ظاء سے الگ کر اور وہ سب (الفاظ) آرہے ہیں۔

تحقیق کلمات: اِسْتِطَالَة سے صفتِ استطالت اور مخرج سے ضاد کا مخرج مراد ہے۔ مَیِّزْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی الگ کرنا۔

## تشریح:-

ضاد کا مخرج حافۂ لسان (زبان کی کروٹ یا کنارہ) ہے جب وہ دائیں بائیں موجود اوپر کے ڈاڑھوں سے ملے اور ظاء کا مخرج زبان اور ثنایا عُلیا کی جڑ ہے۔ ضاد اور ظاء صفاتِ متضادہ میں سے جہر، رخوت، استعلاء، اِطباق اور اِصمات میں شریک ہیں لیکن صفاتِ متضادہ میں سے ایک خاص صفت جو ضاد کو ظاء سے جدا کرتی ہے وہ ''استطالت'' ہے جو صرف ضاد میں پائی جاتی ہے، ظاء میں نہیں۔ اس لیے ضاد کو جدا کرنے کا طریقہ صفتِ استطالت کی مکمل ادائیگی ہے۔

**وَکُلُّهَا تَجِیْ** :یعنی قرآن مجید مذکور ظاء والے کلمات آگے بیان ہو رہے ہیں جن کی تعداد تقریبا آٹھ سو بیالیس ہے۔

**ترکیب:۔** واوٗ استینافیہ الضَّادَ مفعول بہ مقدم برائے مَیِّزْ فعل، ب جار اِسْتِطَالَةٍ معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ مَخْرَجِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر

متعلق مقدم برائے مَیِّزْ ،مَیِّزْ فعل امر اَنتَ ضمیر فاعل،مِنَ الظَّآءِ جار مجرور مل کر متعلق ثانی برائے مَیِّــزْ ،(باقی متعلقات اور مفعول بہ آئندہ آئیں گے)،فعل امر اپنے فاعل،مفعول بہ اور تمام متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واوٴ استینافیہ،کُلُّهَا مضاف بامضاف الیہ مبتدا،تَجِیُ فعل هِیَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد خبر،مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| (۵۳) فِی الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ | | أَیـقِظْ وَأَنظِرْ عَظْمِ ظَهْرِ اللَّفْظِ |
|---|---|---|

**ترجمہ:-** الظَّعْنِ، ظِلِّ، الظُّهْرِ، عُظْمِ، الْحِفْظِ،أَیقِظْ، أَنْظِرْ، عَظْمِ، ظَهْرِ اور اللَّفْظِ میں۔

تحقیق کلمات:فِی الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ......الخ ترکیبی لحاظ سے اِن تمام کلمات کے درمیان واوٴ عاطفہ محذوف نکالی جائے گی۔

## تشریح:- [قرآن کریم میں ظاء کے کلمات]

مذکورہ بالا دس الفاظ اور ان سے مشتق کلمات قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آئے ہیں،تفصیل یہ ہے:

۱......الظَّعْنِ :(بمعنی کوچ،روانگی) یہ لفظ قرآن مجید میں ایک جگہ سورۂ نحل آیت نمبر ۸۰ ﴿یَوْمَ ظَعْنِكُمْ﴾ میں آیا ہے۔

۲......ظِلِّ :(ظاء کے کسرے کے ساتھ بمعنی سایہ) اس سے مشتق الفاظ ۲۴ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا﴾[النساء:۵۷]۔

۳......الظُّهْرِ :(ظاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی دوپہر کا وقت) اس سے مشتق الفاظ ۲ جگہ آئے ہیں: (۱)﴿مِنَ الظَّهِیْرَةِ﴾[النور:۵۸] اور (۲)﴿وَحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ﴾[الروم:۱۸]۔

۴......عُظْمِ :(ظاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی بڑائی) اس سے مشتق الفاظ ۱۱۳ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾[التطفیف:۵]۔

۵......الحِفْظِ :(بمعنی حفاظت) اس سے مشتق الفاظ ۴۴ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ﴾[ھود:۵۷]۔

۶......اَیـقِظْ :(از باب افعال بمعنی بیدار کرنا) اس کے مجرد سے ایک ہی لفظ سورۂ کہف آیت نمبر

۱۸ میں وارد ہے﴿ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا ﴾۔

۷......اَنْظِرْ :(بروزن اَفْعِلْ از باب اِفعال بمعنی مہلت دینا) اس سے مشتق الفاظ ۲۰ دفعہ آئے ہیں جیسے﴿هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴾[الشعراء:۲۰۳]۔

۸......عَـظْـم :(عین کے فتحہ کے ساتھ بمعنی ہڈی) اس سے مشتق الفاظ ۱۹ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ ﴾[البقرۃ:۲۵۹]۔

۹......ظَهْـــر :(ظاء کے فتحہ کے ساتھ بمعنی پیٹھ) اس سے مشتق الفاظ ۱۹ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿اَلَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴾[الانشراح:۳]۔

۱۰......اللَّفْظ :(بمعنی بولنا، تلفظ کرنا) اس مادہ کا ایک ہی لفظ سورۂ ق آیت نمبر ۱۸ ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾۔

**ترکیب:۔** فِیْ حرف جر، الظَّعْنِ، ظِلِّ، الظُّهْرِ، عُظْمِ ......الخ تمام کلمات بمعہ اگلے اشعار کے مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق برائے فعل جو گزشتہ شعر میں مذکور ہوا۔

| اُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ ن انْتَظِرْ ظَمَا | | ظَاهِرْ لَظَىٰ شُوَاظُ كَظْمِ ظَلَمَا | (٥٤) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ** اور ظَاهِرْ، لَظَىٰ، شُوَاظُ، كَظْمِ، ظَلَمَا، اُغْلُظْ، ظَلَامِ، ظُفُرِ، اِنْتَظِرْ اور ظَمَا میں۔

**تشریح:-** اِن الفاظ کی تفصیل یہ ہے:

۱۱......ظَـــاهِـــر :(از باب فتح بمعنی ظاہر ہونا، بلند ہونا) اس سے ۳۷ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴾[الزخرف:۳۳]۔

۱۲......لَـظَـى :(از باب سمع بمعنی آگ بھڑکنا) اس سے مشتق دو الفاظ آئے ہیں: (۱)﴿اِنَّهَا لَظَىٰ ﴾[المعارج:۱۵]۔ (۲)﴿نَارًا تَلَظّٰى ﴾[الّیل:۱۴]۔

۱۳......شُـــوَاظ :(بمعنی آگ کی گرمی، چنگاری) یہ لفظ ایک جگہ سورۂ رحمٰن آیت نمبر ۳۵ ﴿شُوَاظٌ مِنْ نَّارٍ ﴾ میں آیا ہے۔

۱۴......كَـــظْـــم :(از باب ضرب بمعنی غصہ ضبط کرنا) اس سے ٦ الفاظ آئے ہیں جیسے

﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ ﴾[ال عمران:۱۳۴]۔

۱۵......ظَلَمَ :(از باب ضرب بمعنی ناانصافی وزیادتی کرنا)اس سے تقریباً ۲۸۲ الفاظ آئے ہیں جیسے﴿ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾[البقرۃ:۵۷]۔

۱۶......اُغْلُظْ :(از باب نصر بمعنی سختی کرنا)اس سے ۱۳ الفاظ آئے ہیں جیسے﴿ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ [التحریم:۹]۔

۱۷......ظَلَامِ :(بمعنی اندھیرا)اس معنی ومادہ کے تقریباً ۲۵ الفاظ آئے ہیں جیسے﴿مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﴾[البقرۃ:۲۵۷]۔

۱۸......ظُفُر :(ظاء اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی ناخن)ایک ہی لفظ سورۂ انعام آیت نمبر ۱۴۶ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ﴾ میں آیا ہے۔

۱۹......اِنْتَظِرْ :(از باب افتعال بمعنی انتظار کرنا)اس سے ۱۱۴ الفاظ آئے ہیں جیسے﴿وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ ﴾[السجدۃ:۳۰]۔

۲۰......ظَمَأ :(از باب سمع بمعنی پیاسا ہونا)اس سے ۳ الفاظ آئے ہیں جیسے﴿يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاءً ﴾[النور:۳۹]۔

**ترکیب:۔** ظَاهِرْ، لَظَىٰ ......الخ تمام الفاظ بحذف حرفِ عطف گزشتہ شعر پر عطف ہیں۔

| (۵۵) أَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا وَعْظِ سِوٰى | | عِضِيْنَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفِ سَوَا |
|---|---|---|

**ترجمہ:** أظْفَرَ ، ظَنًّا جس طرح بھی آیا، وَعْظِ میں بھی سوائے عِضِيْنَ کے، اور سورۂ نحل اور سورۂ زخرف کا ظَلَّ برابر ہے۔

تحقیق کلمات: كَيْفَ جَا اصل میں كَيْفَ جَاءَ ہے، اور جَاءَ کی ضمیر فاعل ظَنًّا کی طرف راجع ہے یعنی اس کے مشتقات ظاء کے ساتھ ہی ہے۔

## تشریح:۔

۲۱......اَظْفَرَ :(از باب افعال بمعنی غلبہ وفتح دینا)یہ ایک ہی لفظ سورۂ فتح آیت نمبر ۲۴ ﴿ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ﴾ میں آیا ہے۔

۲۲......ظَنًّا :(از باب نصر بمعنی گمان کرنا) اس سے ۶۹ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا﴾ [الأحزاب:۱۰]۔

۲۳......وَعْظٍ :(از باب ضرب بمعنی خوف کے ساتھ نصیحت کرنا) اس سے ۲۵ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوٰعِظِيْنَ﴾ [الشعراء:۱۳۶]۔

سِوٰى عِضِيْنَ: یعنی عِضِیْنَ جو سورۂ حجر آیت نمبر ۹۱ ﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ﴾ میں آیا ہے وہ ظاء کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ضاد کے ساتھ ہے۔

۲۴......ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا :سَوَا دراصل سَوَاءٌ (بمعنی برابر) ہے، ضرورتِ شعری کی بناء پر ہمزہ گر گیا۔ مطلب یہ ہے کہ سورۂ نحل آیت نمبر ۵۸ اور سورۂ زخرف آیت نمبر ۱۷ میں واقع لفظ ظَلَّ ظاء کے ساتھ ہونے میں برابر ہے، ایسا نہیں کہ ایک جگہ ظاء اور دوسری جگہ ضاد آیا ہو، دونوں جگہ آیت اس طرح ہے: ﴿ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا﴾ لہٰذا کسی کو اس میں اشتباہ نہ ہو۔

**ترکیب:۔** اَظْفَرَ معطوف علیہ، ظَنًّا ذوالحال، جاءَ فعل ھُوَ ضمیر ذوالحال، کَيْفَ حال، ذوالحال حال سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر پھر حال ہوا برائے ظَنًّا، ظَنًّا اپنے حال سے مل کر معطوف، وَعْظٍ مستثنیٰ منہ سِوٰى حرف استثناء عِضِيْنَ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر سابقہ جملے کے معطوف علیہ پر معطوف اور پھر وہ سب مفعول بہٖ برائے مَيِّزْ فعل جس کی ترکیب گذر چکی۔ ظَلَّ مضاف النَّحْلِ زُخْرُفٍ بحذف حرفِ عطف معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، سَوَاء خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۵۶) | وَظَلْتَ ظَلْتُمْ وَبِرُوْمٍ ظَلُّوْا | | كَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ |

ترجمہ: اور ظَلْتَ، ظَلْتُمْ (میں بھی) اور سورۂ روم میں ظَلُّوْا سورۂ حجر کی طرح ہے، سورۂ شعراء میں ظَلَّتْ اور نَظَلُّ (میں بھی ظاء ہے)۔

## تشریح:۔

۲۵......ظَلْتَ :(فعل ناقص) یہ اصل میں ظَلِلْتَ بروزن فَعِلْتَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی

معلوم از باب سمع اور مضاعف ثلاثی ہے لیکن تخفیفًا ایک لام کو حذف کر کے ظَلْتَ بروزن فَلْتَ کر دیا گیا۔ یہ لفظ ایک ہی دفعہ سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۹۷ ﴿ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا﴾ میں آیا ہے۔

۲۶......ظَلْتُمْ: (فعل ناقص) اصل میں ظَلِلْتُمْ بروزن فَعِلْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از باب سمع اور مضاعف ثلاثی ہے لیکن تخفیفًا یہاں بھی ایک لام کو حذف کر کے ظَلْتُمْ بروزن فَلْتُمْ کر دیا گیا۔ یہ لفظ بھی ایک دفعہ سورۂ واقعہ آیت نمبر ۶۵ ﴿فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ﴾ میں آیا ہے۔

۲۷......ظَلُّوْا: (فعل ناقص) یہ دو دفعہ آیا ہے: (۱) سورۂ روم آیت نمبر ۵۱ ﴿لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ﴾ میں۔ (۲) سورۂ حجر آیت نمبر ۱۴ ﴿فَظَلُّوا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ﴾ میں۔ مصنفؒ کے قول "وَبِرُوْمٍ ظَلُّوْا كَالْحِجْرِ" کا یہی مطلب ہے کہ ان دونوں سورتوں میں ظَلُّوْا ظاء کے ساتھ ہی ہے۔

۲۸......ظَلَّتْ: (فعل ناقص) یہ ایک دفعہ سورۂ شعراء آیت نمبر ۴ ﴿فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ﴾ میں آیا ہے۔

۲۹......نَظَلُّ: (فعل ناقص) یہ بھی ایک ہی دفعہ سورۂ شعراء آیت نمبر ۷۱ ﴿فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ﴾ میں آیا ہے۔ مصنفؒ کے قول "ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ" کا یہی مطلب ہے کہ مذکورہ بالا دونوں الفاظ صرف سورۂ شعراء میں آئے ہیں۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ ظَلْتَ ظَلْتُمْ بحذف حرف عطف، معطوف علیہ معطوف مل کر سابقہ جملے پر معطوف، واؤ استینافیہ بِرُوْمٍ جار مجرور مل کر متعلق كَائِنٌ محذوف شبہ فعل کے، شبہ فعل میں هُوَ ضمیر فاعل، ظَلُّوْا مبتدا، كَالْحِجْرِ جار مجرور مل کر متعلق ثانی برائے كَائِنٌ، كَائِنٌ اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ظَلَّتْ، نَظَلُّ معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف، شُعَرَا مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر ظَلْتَ، ظَلْتُمْ پر معطوف۔

(۵۷) | يَظْلَلْنَ مَحْظُوْرًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ | | وَكُنْتَ فَظًّا وَجَمِيْعِ النَّظَرِ |
|---|---|---|

**ترجمہ:** يَظْلَلْنَ، مَحْظُوْرًا میں بمعہ الْمُحْتَظِرِ کے اور كُنْتَ فَظًّا اور تمام النَّظَرِ (کے الفاظ) میں۔

## تشریح:-

۳۰......یَظْلَلْنَ :(فعل ناقص) یہ ایک ہی دفعہ سورۂ شوریٰ آیت نمبر ۳۳ ﴿ فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ﴾ میں آیا ہے۔

۳۱......مَحْظُوْرًا :(از باب نصر بمعنی منع کرنا) یہ بھی ایک دفعہ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۰ ﴿وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴾ میں آیا ہے۔

۳۲......اَلْمُحْتَظِر :(از باب افتعال بمعنی بچنا، محفوظ ہونا) یہ ایک ہی دفعہ سورۂ قمر آیت نمبر ۳۱ ﴿فَکَانُوْا کَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴾ میں آیا ہے۔

۳۳......فَظًّا :(بمعنی بد خُلق) یہ بھی ایک ہی دفعہ سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۱۵۹ ﴿وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا ﴾ میں آیا ہے۔

۳۴......النَّظَر :(از باب نصر بمعنی دیکھنا) اس سے تقریباً ۹۸ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰی طَعَامِهٖ ﴾[عبس:۲۴]۔

**قوله "وَجَمِیْعِ النَّظَر"**: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اَلنَّظَر کے تمام الفاظ ظاء کے ساتھ ہی ہیں البتہ تین الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں جو بظاہر اِسی سے لگتے ہیں مگر وہ اِس سے نہیں ہیں اور ان کا ذکر اگلے شعر میں آرہا ہے۔

**ترکیب:۔** یَظْلَلْنَ مَحْظُوْرًا بحذف حرفِ عطف سابقہ شعر کے ظَلْتَ، ظَلْتُمْ پر معطوف، مَعَ مضاف، الْمُحْتَظِرِ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ کُنْتَ فَظًّا معطوف اوّل، واؤ عاطفہ جَمِیْعِ النَّظَرِ مضاف ومضاف الیہ مل کر مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ کا ذکر اگلے شعر میں ہے۔ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے مل کر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مَعَ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے مُیِّزْ فعل جس کا ذکر شروع میں ہو چکا۔

| | | |
|---|---|---|
| (۵۸) اِلَّا بِوَیْلٍ هَلْ وَأُوْلٰی نَاضِرَهْ | | وَالْغَیْظِ لَا الرَّعْدِ وَهُوْدٍ قَاصِرَهْ |

**ترجمہ:۔** مگر وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ، هَلْ اَتٰی اور پہلے نَاضِرَة میں (ظاء نہیں)، اور اَلْغَیْظِ سورۂ رعد اور سورۂ ہود کے علاوہ جو کم ہونے والا ہے۔

تحقیق کلمات: وَیْلٌ سے سورۂ تطفیف (پارہ عم) مراد ہے کیونکہ اس کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے، سورۂ ھُمَزَۃ مراد نہیں کیونکہ اس میں ایسا لفظ نہیں۔ اسی طرح ھَلْ سے مراد سورۂ دہر ہے جس کی ابتدا ھَلْ اَتٰی سے ہوتی ہے اور اُولٰی ناضِرہ سے مراد سورۂ قیامہ کا پہلا نَاضِرَۃ ہے۔ اِلَّا بِوَیْلٍ ......الخ استثناء منقطع ہے کیونکہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں شروع سے داخل نہیں۔ قَاصِرَۃ یہ لفظاً ھُوْدِ کی صفت ہے جس کی تشریح نیچے ہے۔

## تشریح:-

قولہ: اِلَّا بِوَیْلٍ ......الخ: تین مقامات کے علاوہ باقی تمام جگہوں میں النظر کے مشتقات ظاء کے ساتھ ہی ہیں، وہ تین مقامات یہ ہیں: (۱) سورۂ تطفیف آیت نمبر ۲۴ ﴿تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْھِھِمْ نَضْرَۃَ النَّعِیْمِ﴾ میں لفظ نَضْرَۃ۔ (۲) سورۂ دھر آیت نمبر ۱۱ ﴿وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا﴾ میں بھی لفظ نَضْرَۃً۔ (۳) سورۂ قیامہ آیت نمبر ۲۲ ﴿وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ﴾ میں لفظ نَاضِرَۃٌ۔

قولہ: وَاُوْلٰی نَاضِرَہْ: سورۂ قیامہ میں آیت نمبر ۲۲ ضاد کے ساتھ ہے اور اس کے بعد آیت نمبر ۲۳ ﴿اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ﴾ میں لفظ نَاظِرَۃٌ ضاد کے ساتھ نہیں بلکہ ظاء کے ساتھ ہے، اسی کی وضاحت کے لیے مصنفؒ نے یہ فرمایا: وَاُوْلٰی نَاضِرَہْ یعنی ان میں سے پہلی آیت میں ضاد ہے اور وہ النَّظر سے مشتق نہیں اور دوسری آیت میں ظاء ہے اور وہ النَّظر سے مشتق ہے۔

۳۵......اَلْغَیْظ: (بمعنی غصہ) اس کے مجرد باب ضرب اور مزید باب تفعل سے تقریباً گیارہ ۱۱ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ﴾ [آل عمران:۱۱۹] اور ﴿سَمِعُوْا لَھَا تَغَیُّظًا وَّزَفِیْرًا﴾ [الفرقان:۱۲]۔

قولہ: لَا الرَّعْدِ وَھُوْدٍ قَاصِرَہْ: یعنی لفظ الغَیْظ کے تمام الفاظ ظاء کے ساتھ ہیں لیکن سورۂ رعد آیت نمبر ۸ ﴿وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ﴾ اور سورۂ ہود آیت نمبر ۴۴ ﴿وَغِیْضَ الْمَآءُ﴾ میں جو بظاہر الغَیْظ سے مشتق نظر آتا ہے وہ ظاء نہیں بلکہ ضاد کے ساتھ ہے اور الغَیْظ سے مشتق نہیں کیونکہ اس کا مادہ اَلْغَیْض (بمعنی کم ہونا) ہے۔

**هُوْدِ قَاصِرَة کا مطلب:** - قَاصِرَة بروزن فَاعِلَةٌ صیغہ اسم فاعل ہے اور معنًا ضادٌ محذوف کی صفت ہے، لفظاً هُوْدِ کی، اس کے معنی ہیں "کم ہونے والا"۔ اس سے تین باتیں مفہوم ہوتی ہیں:

(۱) لفظ جب اَلْغَيْض ضاد کے ساتھ ہو تو وہ کم ہونے پر دلالت کرے گا اور سورۂ ہود میں پانی کے کم ہونے کو ہی بتلایا گیا ہے، اس کے برخلاف جب اَلْغَيْظ ظاء کے ساتھ ہو تو وہ کم ہونے پر نہیں بلکہ غضبناک ہونے پر دلالت کرے گا اور سورۂ ہود میں کم ہونا مطلوب ہے۔

(۲) لکھنے کے اعتبار سے "ظ" پر الف کا شائبہ زیادہ ہوتا ہے یعنی اس کے اوپر الف کے مانند "ا" موجود ہے، اس کے برخلاف "ض" میں الف کم ہے یعنی "ض" پر "ا" نہیں ہے تو سورۂ ہود میں "غِيْضَ" "ض" کے ساتھ ہے جس میں الف کا نشان "ا" کم ہے۔

(۳) یا پھر یہ مراد ہے کہ سورۂ ہود میں اَلْغَيْض مادہ استعمال ہوا ہے جو درحقیقت اَلْغَيْظ سے کم مستعمل ہے کیونکہ قرآن مجید میں اَلْـغَيْـظ (ظاء کے ساتھ) کی تعداد گیارہ ہے اور اَلْـغَيْـض (ضاد کے ساتھ) کی تعداد صرف دو ہے۔

**ترکیب:** - اِلَّا حرفِ استثناء، اس کے بعد اَلَّذِیْ ثَبَتَ محذوف، اَلَّذِیْ اسم موصول، ثَبَتَ فعل هُوَ ضمیر فاعل، ب جارہ وَيْلِ معطوف علیہ، هَلْ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، واؤ عاطفہ أُوْلٰی نَـاضِـرَةْ مضاف با مضاف الیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ثَبَـتَ فعل کا متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مستثنیٰ۔ جَمِيْعِ النَّظْرِ جو گذشتہ شعر میں مذکور تھا، وہ مستثنیٰ منہ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر اپنے ماقبل پر معطوف ہو چکا۔ واؤ عاطفہ اَلْـغَيْـظِ معطوف علیہ لَا عاطفہ الرَّعْدِ معطوف واؤ عاطفہ هُـوْدِ قَاصِرَةْ موصوف صفت مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر پھر معطوف بن گیا گزرے ہوئے جملوں کے لیے۔

| (۵۹) وَالْـحَـظِّ لَا الْـحَضِّ عَلَى الطَّعَام | | وَفِيْ ضَنِيْنِ نِ الْخِلَافُ سَامِيْ |
|---|---|---|

**ترجمہ:** - اور حَظّ میں نہ کہ حَضّ عَلَى الطَّعَامِ (کھانا کھِلانے کی ترغیب) میں، اور ضَنِيْن میں اختلاف مشہور ہے۔

## تشریح:-

۳۶......اَلْحَظّ :(بمعنی حصہ،نصیب) اس سے ۷ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿ اِنَّـهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴾[قصص:۷۹]۔

**قولہ: لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَام** : مصنفؒ فرماتے ہیں حَظّ بمعنی حصہ ونصیب سب ظاء کے ساتھ ہے لیکن حض علی الطعام جو کھانا کھلانے کی ترغیب کے معنی میں ہے، وہ ضاد ہی کے ساتھ ہے اور یہ حَـــضّ ۳ دفعہ آیا ہے:(۱) سورۂ حاقہ آیت نمبر ۳۴ اور (۲) سورۂ ماعون آیت نمبر ۳ یعنی ﴿وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴾۔(۳) سورۂ فجر آیت نمبر ۱۸ ﴿وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴾۔

**فائدہ:-** مذکورہ بالا تمام الفاظ کے تفصیلی مواقع اور مکمل آیات جاننے کے لیے ''المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم'' تصنیف: شیخ محمد فواد عبد الباقی، کا مطالعہ مفید رہے گا۔

**قولہ: وَفِيْ ضَنِيْنٍ نِ الْخِلَافُ سَامِيْ** : سورۂ تکویر آیت نمبر ۲۴ ﴿ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴾ میں لفظ ضَنِیْنٍ کے بارے میں قرّاء کا اختلاف مشہور ہے، چنانچہ ابن کثیر مکیؒ، ابو عمرو بصریؒ، کسائی کوفیؒ اور یعقوب بصریؒ بروایت رُوَیسؒ ظاء کے ساتھ ظَنِیْن پڑھتے ہیں، صحابہؓ میں سے عبد اللہ بن مسعودؓ کی قراءت بھی یہی تھی، لیکن جمہور صحابہؓ اور باقی قرّاء (نافع مدنیؒ، ابو جعفر مدنیؒ، ابن عامر شامیؒ، عاصم کوفیؒ، حمزہ کوفیؒ، خلف کوفیؒ اور یعقوب بصریؒ بروایت رَوحؒ وغیرہ) کے نزدیک یہ لفظ ضاد کے ساتھ ''ضَنِیْن'' ہی ہے اور مصاحفِ عثمانیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

حاصلِ آیت دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ وحی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی ذات مکمل طور پر امین ہے اور آپ پر کوئی بدگمانی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی آپ وحی کے بتلانے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔

**ترکیب:-** واؤ عاطفہ اَلْحَظِّ معطوف علیہ، لَا عاطفہ اَلْحَضِّ عَلَى الطَّعَام معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر گزشتہ جملوں پر معطوف، اس کی بقیہ ترکیب ماقبل میں گزر چکی۔ واؤ استینافیہ یا عاطفہ فِیْ جارّہ ضَنِیْنٍ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے اَلْخِلَافُ مصدر،

مصدر اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم، سَامِیْ مبتدا موخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

# (۱۰) بَابُ التَّحْذِیْرَاتِ

## احتیاط والی باتوں کا بیان

تحذیرات، تَحذِیْرٌ کی جمع ہے، تحذیر کے معنی ہیں ''دوسرے کو ڈرانا محتاط رکھنا''۔ اس باب میں دو شعر ہیں جن میں متقارب وغیر متقارب حرفوں کی درست طریقے پر ادائیگی کی تاکید اور ان کے درمیان التباس والی باتوں سے بچنے کا حکم ہے۔ صفاتِ لازمہ کی رعایت رکھنے سے اکثر تمام حرف ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتے ہیں ورنہ آپس میں مل جاتے ہیں اور سامع کے لیے اشتباہ کا ذریعہ بنتے ہیں، اس لیے ماقبل کی طرح اس باب میں بھی صفات کے ذریعے ضاد اور ظاء کے درمیان جب وہ اکٹھے ہوں یا دوسرے حرفوں کے ساتھ مل کر واقع ہوں، نیز دوسرے مشتبہ حرفوں کے درمیان بھی فرق قائم رکھنے کا بیان ہے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۶۰) وَاِنْ تَلاَ قَیَا الْبَیَانُ لاَزِمٌ | | أَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمُ |

**ترجمہ:۔** اور اگر وہ دونوں (یعنی ضاد اور ظاء) مل جائیں تو جدا کرنا لازم ہے جیسے أَنْقَضَ ظَهْرَكَ اور يَعَضُّ الظَّالِمُ۔

**تحقیق کلمات:** تَلاَ قَیَا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از باب تفاعل بمعنی باہم ملنا، یہاں مراد اکٹھے واقع ہونا ہے۔ تَلاَ قَیَا کی هُمَا ضمیر فاعل کا مرجع ضاد اور ظاء ہیں جن کا ذکر پچھلے باب میں تفصیلاً ہوا۔ البَیَانُ مصدر از باب ضرب بمعنی جدا ہونا، جدا کرنا۔

## تشریح:۔

ضاد اور ظاء کے مخارج اگرچہ ایک دوسرے سے نہیں ملتے لیکن ان کی تمام صفاتِ متضادہ

(جہر، رخوت، استعلاء، اِطباق، اِصمات) ایک ہی ہیں، اس لیے کسی ماہر استاذ کے ہاں مشق کیے بغیر ان کے درمیان فرق کرنا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے تبھی مصنفؒ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ جب یہ دونوں کسی ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو فرق قائم رکھنا ضروری اور لازم ہے تا کہ ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں جیسے: (۱) ﴿أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾[الانشراح:۳] اور (۲) ﴿يَعَضُّ الظَّالِمُ﴾[الفرقان:۲۷] ''يَعَضُّ'' میں ضاد مشدّد ہونے کی وجہ سے اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے بالخصوص اس وجہ سے کہ ضاد میں صفتِ استطالت بھی لازم ہے۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ اِنْ شرطیہ تَلاَ قَیَا فعل هُمَا ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط، فاء جزائیہ محذوف، اَلْبَيَانُ مبتدا، لاَزِمٌ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ اَمْثِلَتُهُمَا محذوف مبتدا، کاف بمعنی مِثْلُ مضاف، أَنْقَضَ، ظَهْرَكَ، يَعَضُّ، الظَّالِمُ بحذف حرف عطف معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| وَصَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ | | وَاضْطُرَّ مَعْ وَعَظْتَ مَعْ أَفَضْتُمْ | (۶۱) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:۔** اور اُضْطُرَّ، اس کے ساتھ وَعَظْتَ اور ساتھ أَفَضْتُمْ کے، اور صاف طور پر ادا کر جِبَاهُهُمْ اور عَلَيْهِمْ کی ہاء کو۔

تحقیق کلمات: صَفِّ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی صاف کرنا، واضح کرنا۔

## تشریح:۔

ضاد اور ظاء کی مزید تین مثالیں پیش کی گئی ہیں، لیکن اِن میں ضاد اور ظاء مجتمع نہیں بلکہ ان کے ساتھ دوسرے حروف ہیں:

(۳) اُضْطُرَّ: اس میں ضاد اور طاء کا اجتماع ہے، مخرج کے اعتبار سے دونوں جدا ہیں لیکن ان کی چار صفاتِ متضادہ ایک ہی ہیں یعنی جہر، استعلاء، اِطباق اور اِصمات۔ اس لیے فرق قائم رکھنا ضروری ہے خصوصاً ضاد میں صفتِ استطالت کے فوراً بعد طاءِ متحرکہ کا پڑھنا کچھ مشکل ہو سکتا ہے۔

(۴) وَعَظْتَ: اس میں ظاء اور تاء جمع ہیں، مخرج ان کے بھی جدا ہیں اور اکثر صفات بھی ان کی جدا

ہیں، صرف رخوت اور اِصمات میں دونوں شریک ہیں لیکن ظاء ساکنہ میں صفتِ اِطباق کے فوراً بعد تاء متحرکہ میں صفتِ انفتاح کی ادائیگی چونکہ مشکل ہے اس لیے اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۵) اَفَضْتُمْ: اس میں ضاد اور تاء جمع ہیں۔ مخرج اور اکثر صفات جدا ہیں، صرف رخوت اور اصمات میں دونوں شریک ہیں البتہ ضاد میں صفتِ استطالت ضروری ہے جس کی ادائیگی کے فوراً بعد تاءِ متحرکہ کا پڑھنا مشکل ہے، اس لیے اہتمام کی ضرورت ہے۔

**قولہ: صَفِّ ھَا جِبَاھُھُمْ:** ''ہ'' کا مخرج اقصائے حلق ہے اور اس کی صفات ہمس، رخوت، استفال، انفتاح اور اِصمات ہیں، اسی وجہ سے ''ہ'' کو حرفِ ضعیف کا لقب دیا گیا ہے۔ لہٰذا جِبَاھُھُمْ کے اندر جہاں دو ہاء جمع ہیں اور عَلَیْھِمْ کے اندر جہاں یاء ساکنہ حرفِ لین کے بعد ہاء واقع ہے، ہاء کو واضح ادا کرنا لازم ہے کیونکہ خدشہ ہے کہ ہاء شاید بالکل ادا نہ ہو یا کسی اور حرف کے مشابہ ہو کر ادا ہو۔

**ترکیب:** واؤ عاطفہ اضْطُرَّ معطوف، گزشتہ جملہ میں أَنْقَضَ ظَھْرَكَ معطوف علیہ، معطوف علیہ معطوف سے مل کر حسبِ سابق مبتدا کی خبر۔ مَعْ وَعَظْتَ مضاف و مضاف الیہ مل کر گزشتہ جملہ میں واقع مبتدا کی خبر، مَعْ أَفَضْتُمْ بھی اسی طرح۔ واؤ استینافیہ صَفِّ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، ھَا مضاف، جِبَاھُھُمْ عَلَیْھِم معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، فعل امر اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

# (۱۱) بَابٌ فِیْ أَحْکَامِ النُّوْنِ الْمُشَدَّدَةِ وَالْمِیْمِ

## نون مشدّدہ اور میم کا بیان

اس باب میں تین شعر ہیں جن میں نونِ مشدّدہ اور میم کے احکام بیان ہوئے ہیں خواہ میم مشدّدہ ہو یا غیر مشدّدہ۔ تشدید کہتے ہیں کسی حرف کو دو مرتبہ اس طرح پڑھنا کہ ایک مرتبہ ساکن ہونے اور دوسری مرتبہ متحرک ہونے کی آواز نکلے جیسے اِنَّ (اس میں پہلے نون ساکنہ کی آواز نکلتی ہے پھر نونِ متحرکہ کی)، اَللّٰھُمَّ (اس میں پہلے میم ساکنہ کی آواز نکلتی ہے پھر میم متحرکہ کی)۔ ماقبل کی طرح

یہاں پر بھی نون مشدّدہ اور میم کی ایک مخصوص صفت ''غنہ'' کا بیان ہے جو نون مشددہ میں تو ہمیشہ ہوتا ہے جبکہ میم میں کبھی اِدغام کے ساتھ، کبھی اخفاء کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور کبھی ساقط ہو جاتا ہے یعنی میم کا اِظہار کرنا پڑتا ہے۔

**ترکیب:۔** بَابٌ موصوف، کَائِنٌ شبہ فعل محذوف جس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، فِيْ أَحْكَامِ النُّوْنِ وَالْمِيْمِ کَائِنٌ کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| مِيْـمٍ اِذَا مَا شُـدِّدَا وَأَخْـفِيَـنْ | | وَأَظْهِـرِ الْـغُـنَّـةَ مِنْ نُوْنٍ وَّمِنْ | (۶۲) |

**ترجمہ:۔** اور نون اور میم کے غنہ کو ظاہر کر جب وہ مشدد ہوں، اور ضرور اِخفاء کر.........

| | | | |
|---|---|---|---|
| بَـآءٍ عَـلَى الْمُخْتَارِ مِنْ أَهْلِ الْأَدَا | | اَلْـمِيْـمَ اِنْ تَسْـكُـنْ بِـغُـنَّـةٍ لَّدَا | (۶۳) |

**ترجمہ:۔** غنہ کے ساتھ میم کا اگر وہ ساکن ہو باء کے پاس، اہلِ ادا کے پسندیدہ قول کے مطابق۔

تحقیق کلمات: اَخْفِيَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر مؤکد بانون تاکید خفیفہ از باب اِفعال بمعنی چھپانا، مراد اِخفاء کرنا ہے۔

## تشریح:۔

**قولہ:** وَأَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُوْنٍ ......الخ: نونِ مشدّدہ میں غنہ اچھی طرح کرنا چاہیے کیونکہ غنہ بھی درحقیقت نون ہی ہے جو پوشیدہ نون (نونِ مخفی) کہلاتا ہے اور اس کا مخرج ناک کا بانسہ ہے۔ نونِ مشدّدہ دراصل دو نون ہے اور ہر نون کی ادائیگی لازمی ہے پھر اس میں غنہ بھی ہے لہذا غنہ کی آواز واضح طور پر ادا ہونی چاہیے۔

**قولہ:** ''أَهْلِ الْأَدَا'': اس سے مراد علماءِ تجوید ہیں یعنی اہلِ تجوید کے نزدیک راجح اور پسندیدہ قول کے مطابق باء سے پہلے میم ساکنہ واقع ہو تو اس میں اِخفاء کرنا چاہیے۔

**ترکیب:۔** واوٗ استینافیہ أَظْهِرْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، موصوف، مِنْ نُوْنٍ جار مجرور مل کر معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ مِنْ مِيْمٍ جار مجرور مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اَلْكَائِنَةَ شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل هِيَ ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر مفعول بہ، اِذَا ظرفیہ مَا زائدہ شُدِّدَا فعل الف علامت تثنیہ و ضمیر فاعل، فعل

اپنے فاعل سے مل کر مفعول فیہ برائے أَظْهِرْ فعل، أَظْهِرْ اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ أَخْفِيَنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل......

**(شعر نمبر ۶۳)** اَلْمِيْمَ مفعول بہ برائے أَخْفِيَنْ فعل، بِغُنَّةٍ جار مجرور مل کر متعلق کے، لَدَا مضاف بَاءٍ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ أَخْفِيَنْ کا، عَلٰی جار اَلْمُخْتَارِ اسم مفعول شبہ فعل هُوَ ضمیر نائب فاعل، مِنْ جار أَهْلِ الْأَدَا مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر اَلْمُخْتَارِ کے متعلق، وہ اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملنے کے بعد عَلٰی کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر أَخْفِيَنْ کے متعلق، وہ اپنے فاعل، مفعول بہ، مفعول فیہ اور دونوں متعلقوں سے ملنے کے بعد جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، اِنْ شرطیہ تَسْكُنْ فعل هِیَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۶۴) | وَأَظْهِرَنْهَا عِنْدَ بَاقِي الْأَحْرُفِ | | وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّفَا أَنْ تَخْتَفِيْ |

**ترجمہ:-** اور ضرور اس کا (یعنی میم کا) اظہار کر باقی حرفوں کے پاس، اور واؤ اور فاء کے پاس اس میں اِخفاء ہونے سے احتیاط کر۔

تحقیق کلمات: اَظْهِرَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر با نون تاکید خفیفہ از باب اِفعال بمعنی ظاہر کرنا، مراد اِظہار کرنا ہے۔ تَخْتَفِيْ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از باب افتعال بمعنی چھپنا، مراد اِخفاء ہو جانا ہے۔

**ترکیب:-** واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) أَظْهِرَنْ فعل امر، اَنْتَ ضمیر فاعل، هَا ضمیر مفعول بہ، عِنْدَ مضاف، بَاقِي الْأَحْرُفِ مضاف با مضاف الیہ پھر مضاف الیہ، عِنْدَ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ اِحْذَرْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، لَدَا مضاف وَاوٍ وَّفَا معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، أَنْ مصدریہ تَخْتَفِيْ فعل هِیَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ، اِحْذَرْ اپنے فاعل، مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، سابقہ جملہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ۔

**تشریح:-**

## میم ساکنہ کے قواعد

میم ساکنہ کے تین قاعدے یہ ہیں: (۱) اِدغام (۲) اِخفاء (۳) اِظہار۔

۱...... اِدغام : (تعریف باب الِادغام میں گذر چکی) اگر میم ساکنہ کے بعد دوسرا میم آجائے تو اِدغام مع الغنہ ہوگا جیسے لَهُمْ مَّا (یہاں پر میم اِدغام کی وجہ سے مشدّد ہے) اور نِعِمَّا (یہاں پر رسم الخط میں ہی ایک میم مشدّد لکھا ہوا ہے)۔ ایسی جگہ میں غنہ ظاہر کر کے پڑھنا واجب ہے اور اِس غنہ کو "غنہ زمانی" کہتے ہیں۔

۲...... اِخفاء: لغوی معنیٰ "چھپانا"۔ اگر میم ساکنہ کے بعد باء واقع ہو تو اِخفاء مع الغنہ ہوگا جیسے هُمْ بِهٖ ، یہ ایک قول ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں پر اِظہار ہوگا۔ اختلاف کی بناء پر ایسی جگہ میں اِخفاء اور اِظہار دونوں جائز ہیں البتہ "اہل الادا" یعنی علماءِ تجوید کے ہاں پسندیدہ قول یہی ہے کہ اس میں اِخفاء مع الغنہ ہوگا۔ مصنفؒ کے قول " عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ أَهْلِ الْأَدَا " کا یہی مطلب ہے۔

میم ساکنہ کے اِخفاء کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصے کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر خیشوم سے ایک الف کے بقدر غنہ کیا جائے، پھر ہونٹوں کی تری والے حصے کو سختی کے ساتھ ملا کر باء ادا کی جائے۔ اِسے "اِخفاءِ شفوی" کہتے ہیں۔

۳...... اِظہار: لغوی معنیٰ "ظاہر کرنا"۔ اگر میم ساکن کے بعد باء اور میم کے علاوہ کوئی بھی حرف آئے تو اِظہار ہوگا چاہے ایک کلمہ میں ہوں جیسے اَنْعَمْتَ ، یا دو کلموں میں ہوں جیسے اَلَمْ تَرَ ، اس کو "اِظہارِ شفوی" کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں میم میں غنہ ہرگز نہ کیا جائے۔

**قولہ: وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّفَا** ......الخ: میم کے اِخفاء کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بعد باء واقع ہو، اگر اس کے علاوہ کوئی بھی حرف ہو اُس کا اِخفاء نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود چونکہ میم، واؤ اور فاء قریب المخرج ہیں اور ہونٹوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ممکن ہے کہ واؤ اور فاء سے پہلے بھی میم پر اِخفاء کرلیا جائے اور میم مخفی ہوجائے اس لیے مصنفؒ فرماتے ہیں جہاں میم کے بعد واؤ یا فاء واقع ہو تو وہاں اِخفاء کرنے سے اِحتیاط کرو کیونکہ وہاں اِظہار ہوگا۔

# (۱۲) بَابُ حُكْمِ التَّنْوِيْنِ وَالنُّوْنِ السَّاكِنَةِ

## تنوین اور نون ساکنہ کا بیان

ماقبل میں نون مشددہ کا بیان تھا جس میں غنہ ادا کیا جاتا تھا، اس باب میں چار شعر ہیں جن میں تنوین اور نون ساکنہ کے احکام بیان ہوئے ہیں اور تلفظ کے اعتبار سے یہ تینوں نون ہی شمار ہوتے ہیں۔

نون ساکنہ اور تنوین کے درمیان فرق:- تلفظ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں بلکہ تنوین میں بھی نون کی آواز ہی نکلتی ہے، لیکن رسم الخط کے لحاظ سے اِن میں کئی طرح سے فرق کیا جاتا ہے:

(۱) نون ساکنہ مرسوم (لکھا ہوا) ہوتا ہے جیسے اَفَمَنْ ، اس میں نون الگ سے موجود ہے، جبکہ تنوین کو نون کی شکل (ن) میں نہیں لکھا جاتا بلکہ علامت کے طور پر اس کی جگہ دو زبر، دو زیر، دو پیش لکھ دیئے جاتے ہیں جیسے اَبَدًا، لُمَزَةٍ، اَحَدٌ ۔

(۲) نون ساکنہ کلمہ کے درمیان اور آخر میں ہوتا ہے جیسے عِنْدَ، کَانَ جبکہ تنوین ہمیشہ کلمہ کے آخر میں ہوتی ہے جیسے عَلِیْمٌ ۔

(۳) نون ساکنہ ہر حالت میں باقی رہتا ہے چاہے وصل ہو یا وقف جیسے مَنْ اٰمَنَ جبکہ تنوین صرف وصل کی حالت میں باقی رہتی ہے جیسے رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا اور وقف کی حالت میں اگر تنوین گول تاء (ة) پر ہو تو وہ ہاء (ہ) سے بدل جاتی ہے جیسے رَحْمَةٌ سے رَحْمَهْ ، اگر گول تاء نہ ہو تو دو زبر الف سے بدل جاتا ہے جیسے قَدِیْرًا سے قَدِیْرَا ، دو زیر اور دو پیش وقف کی حالت میں حذف کر دیئے جاتے ہیں جیسے اَحَدٍ سے اَحَدْ اور ذَاهِبٌ سے ذَاهِبْ ۔

(۴) نون ساکنہ کلمہ کی تینوں اقسام اسم، فعل، حرف میں آتا ہے جیسے (اِسم) مَنْ ، (فعل) یَکُوْنُ ، (حرف) مِنْ جبکہ تنوین صرف اسم میں آتی ہے جیسے رَجُلٌ ۔

اب پہلے اشعار کا ترجمہ اور تحقیق ملاحظہ کریں پھر نون ساکنہ و تنوین کے قواعد تفصیل سے پڑھیں۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف

الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| اِظْهَارُ نِ ادْغَامٌ وَّقَلْبٌ اِخْفَا | | وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَنُوْنٍ يُلْفٰى | (۶۵) |

**ترجمہ:۔** (۱) اور تنوین اور نون (ساکنہ) کا حکم جو پائے جائیں: اِظہار، اِدغام، قلب اور اِخفاء۔ (۲) اور تنوین اور نون کا حکم پایا جاتا ہے: اِظہار، اِدغام، قلب اور اِخفاء۔

تحقیق کلمات: يُلْفٰى صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول از باب اِفعال بمعنی پانا۔

**تشریح:۔** نون ساکنہ اور تنوین کے چار قواعد ہیں: اِظہار، اِدغام، قلب اور اِخفاء۔ اِن سب کا بیان آگے آرہا ہے۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ حُكْمُ مضاف تَنْوِيْنٍ وَنُوْنٍ معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، يُلْفٰى فعل مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِظْهَارُ نِ ادْغَامٌ وَّقَلْبٌ اِخْفَا: معطوف علیہ ومعطوفات مل کر هِیَ محذوف مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| فِي اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ | | فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ أَظْهِرْ وَادَّغِمْ | (۶۶) |

**ترجمہ:۔** چنانچہ حروفِ حلقی کے پاس اِظہار کر، اور لام اور راء میں اِدغام کر جو غنہ کے ساتھ لازم نہیں (یعنی بغیر غنہ بھی کیا جاسکتا ہے)۔

تحقیق کلمات: عِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ سے مراد یہ ہے کہ نون ساکنہ وتنوین کسی بھی حرفِ حلقی سے پہلے واقع ہوں۔ لَزِمَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی لازم ہونا، چمٹنا۔ لَزِمَ میں هُوَ ضمیر فاعل ہے جس کا مرجع وہ اِدغام ہے جو اس سے پہلے اِدَّغِمْ فعل امر سے سمجھ میں آرہا ہے، اس طرح ضمیر کا مرجع معناً پہلے سے موجود ہو جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ [المائدۃ] میں هُوَ ضمیر کا مرجع اِعْدِلُوْا سے سمجھ میں آنے والا مصدر اَلْعَدْلُ ہے۔

**تشریح:۔** لَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ: اگر لام اور راء سے پہلے نون ساکنہ وتنوین واقع ہو تو اِدغام مع الغنہ بھی صحیح ہے اور اِدغام بلا غنہ بھی صحیح ہے، اس میں کوئی پابندی نہیں ہے اور یہ قول ہمارے مصنف

امام جزریؒ کا ہے، اس میں دوسرا قول بھی ہے جس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

**ترکیب:۔** فاء تفصیلیہ عِنْدَ مضاف حَرْفِ الْحَلْقِ مضاف ومضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ، عِنْدَ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مقدم برائے أَظْهِرْ فعل، اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ، اِدَّغِمْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فِیْ جار اللَّامِ وَالرَّا معطوف علیہ ومعطوف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر فعل امر کے متعلق اوّل، لَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ کی تقدیری عبارت: اِدْغَامًا لَا لَزِمَ بِغُنَّةٍ ہے۔ اِدْغَامًا مصدر موصوف، لَزِمَ فعل هُوَ ضمیر فاعل، ب جارہ غُنَّةٍ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر لَزِمَ کے متعلق، لَزِمَ فعل اپنے فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد اِدْغَامًا کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق۔ اِدَّغِمْ اپنے فاعل، مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر ماقبل جملے کے لیے معطوف۔

| | | |
|---|---|---|
| (٦٧) وَادْغِمَـنْ بِغُـنَّةٍ فِیْ یُوْمِنُ | | اِلَّا بِكَلِمَةٍ كَدُنْيَا عَنْوَنُوْا |

[illegible] اور یُوْمِنُ (والے حرفوں) میں ضرور غنہ کے ساتھ اِدغام کر مگر ایسے کلمہ (لفظ) میں جو دُنْیَا ، عَنْوَنُوْا کی طرح ہو۔

تحقیق کلمات: اَدْغِمَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر با نون تاکید خفیفہ از بابِ اِفعال بمعنی اِدغام کرنا۔ یُوْمِنُ سے مراد وہ چار حروف ہیں جو اس میں ہیں یعنی ''ی، و، م، ن''، اِن میں اِدغام مع الغنہ ہوتا ہے۔

## تشریح:۔

قولہ: كَدُنْيَا عَنْوَنُوْا : ایک نسخہ عَنْوَنُوْا کے بجائے صَنْوَنُوْا آیا ہے، حاصل یہ کہ دُنْیَا عَنْوَنُوْا یا صَنْوَنُوْا جیسے کلمات میں اِدغام نہیں ہوگا بلکہ اِظہار ہوگا۔

### چار کلمات جن میں نون ساکنہ کا اِدغام نہیں ہوتا اور اس کی وجہ:۔

قرآن مجید میں چار کلمات ایسے ہیں جن میں نون ساکنہ کے بعد ''حروفِ یَرْمَلُوْنَ'' میں سے کوئی حرف واقع ہے مگر پھر بھی اِدغام نہیں ہوتا: (۱) دُنْیَا (۲) قِنْوَانٌ (۳) بُنْیَانٌ (۴) صِنْوَانٌ۔

نون ساکن وتنوین کے اِدغام کی شرط یہ ہے کہ مُدغم اور مُدغم فیہ دونوں ایک کلمہ میں نہ ہو ورنہ اِدغام نہیں ہوگا چنانچہ قرآن مجید میں یہ چار کلمات ایسے ہیں جن میں مُدغم اور مُدغم فیہ ایک ہی کلمہ میں ہونے کی وجہ سے اِدغام نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے۔ اِن میں ادغام نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں: (۱) اِدغام کی شرط نہیں پائی جارہی۔ (۲) اِدغام کرنے کی صورت میں یہ سب مشدّد بن کر دُیَّا، قِوَّانٌ، بُیَّانٌ، صِوَّانٌ ہو جائیں گے اور مضاعف کے مشابہ بن جائیں گے حالانکہ یہ مضاعف نہیں۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ اَدْغِمَنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، بِغُنَّۃٍ جار مجرور سے مل کر اَدْغِمَنْ کا متعلق اوّل، فِیْ جار یُوْمِنُ مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء حَرْفًا کَائِنًا مِنْہَا محذوف، بِکَلِمَۃٍ جار مجرور مل کر کَائِنًا شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ھُوَ ضمیر اور دونوں متعلقوں سے مل کر حَرْفًا محذوف کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر فِیْ کے لیے مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اَدْغِمَنْ فعل امر کا متعلق دوم، فعل امر اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مثالُھُمَا محذوف مبتدا کاف بمعنی مِثْلُ مضاف دُنْیَا عَنْوَنُوْا بحذف حرفِ عطف معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| الْاِخْفَا لَدَا بَاقِی الْحُرُوْفِ اُخِذَا | | وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغُنَّۃٍ کَذَا | (۶۸) |
|---|---|---|---|

[illegible] اور قلب، باء کے نزدیک غنہ کے ساتھ ہوتا ہے، اسی طرح (غنہ کے ساتھ) بقیہ حروف کے پاس اِخفاء لیا گیا ہے۔

## تشریح:۔

نون ساکنہ یا تنوین کے بعد جب باء ہو تو وہاں قلب مع الغنہ ہوگا اور حروفِ حلقی، یرملون اور باء کے علاوہ کوئی حرف آجائے تو وہاں اِخفاء مع الغنہ ہوگا۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ اَلْقَلْبُ مبتدا عِنْدَ مضاف الْبَا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف کا متعلق اول، بِغُنَّۃٍ جار مجرور مل کر متعلق ثانی، شبہ فعل اپنے فاعل ھُوَ ضمیر اور دونوں متعلقوں سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ

خبریہ۔ کَذَا جار مجرور مل کر متعلق اَخْذًا مصدر محذوف کے متعلق، مصدر اپنے متعلق سے مل کر اُخِذَ فعل مجہول کا مفعول مطلق، مبتدا، لَدَا مضاف، بَاقِي الْحُرُوْفِ مضاف با مضاف الیہ پھر مضاف الیہ، لَدَا اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے اُخِذَ، اُخِذَ فعل ھُوَ ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل، مفعول مطلق و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اَلْاِخْفَا مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

# نون ساکنہ وتنوین کے قواعد

(۱) اِظہار (۲) اِدغام (۳) قلب یا اِقلاب (۴) اِخفاء۔

۱...... اِظہار کی تعریف:۔ لغوی معنیٰ ''ظاہر کرنا''۔ اصطلاحی معنیٰ ''کسی حرف کو اس کے مخرج اور صفات کے مطابق پوری طرح ادا کرنا''۔ قاعدہ: اگر نون ساکنہ اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی (ء، ہ، ع، ح، غ، خ) میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکنہ اور تنوین کا اِظہار کرتے ہیں چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں۔ مثالیں: (نون ساکنہ) مَنْ اٰذِنَ، عَنْهُ، اِنْ عُدْتُّمْ، مِنْ عَلَقٍ، مِنْ غَفُوْرٍ، لِمَنْ خَشِيَ ۔(تنوین) سَرْمَدًا اِلٰى، شَيْءٍ هَالِكٌ، سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ، وَعْدًا حَسَنًا، اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، مُؤْمِنًا خَطَأً۔

۲...... اِدغام کی تعریف:۔ لغوی معنیٰ ''ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا''۔ اصطلاحی معنیٰ ''پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کرنا کہ دونوں مِل کر ایک حرفِ مشدّد بن جائے''۔ قاعدہ: نون ساکنہ اور تنوین کے بعد اگر حروفِ یرملون ''ی، ر، م، ل، و، ن'' میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں ادغام واجب ہے۔

حروفِ یرملون کی دو قسمیں ہیں: (۱) حروفِ ''لَرْ'' (۲) حروفِ ''يُوْمِنُ''۔

(۱) ل، ر کا حکم:۔ اگر نون ساکنہ وتنوین کے بعد ل، ر میں سے کوئی حرف آئے تو اِدغام ہوگا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ اِدغام غنہ کے ساتھ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ چنانچہ علامہ جزریؒ کے نزدیک ل، ر کے آنے کی صورت میں مع الغنہ اِدغام ضروری نہیں بلکہ بلاغنہ بھی اِدغام کیا جاسکتا ہے، اسی کو

مصنفؒ نے ''لَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ'' سے بیان کیا کہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ائمہ قراء میں سے نافع، مکی، بصری، شامی اور حفص رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بھی دونوں جائز ہیں، لیکن علامہ شاطبیؒ کے نزدیک صرف اِدغام بلاغنہ ہوگا، مع الغنہ نہیں ہوگا۔مثالیں: مِنْ لَّدُنْهُ، مِنْ رَّبِّكُمْ، خَيْرًا لَّكُمْ، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(۲) يُوْمِنُ کا حکم:-نون ساکنہ وتنوین کے بعد اگر ی، و، م، ن میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں بالاتفاق اِدغام مع الغنہ واجب ہے، مصنفؒ نے اسی لیے تاکید کے ساتھ فرمایا: ''وَادْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِيْ يُوْمِنُ''۔یعنی یُوْمِنُ میں ضرور غنہ کے ساتھ اِدغام کر۔مثالیں: (نون ساکنہ) مَنْ يُّخْرِجُ، اَنْ نَّمُنَّ، مِنْ مَّآءٍ، مِنْ وَّالٍ . (تنوین) وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ، ظَلِيْلٍ وَّلَا ۔

۳......قلب یا اِقلاب کی تعریف:-لغوی معنیٰ ''بدلنا''۔اصطلاحی معنیٰ: ''ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھنا''۔قاعدہ: اگر نون ساکنہ وتنوین کے بعد باء واقع ہو تو نون ساکنہ وتنوین کو میم سے بدل کر غنہ کر کے پڑھیں گے جیسے (نون ساکنہ) اَنْبِئْنَا، مِنْ بَعْدُ ۔(تنوین) بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۔

۴...... اِخفاء کی تعریف:-لغوی معنیٰ ''چھپانا''۔اصطلاحی معنیٰ: ''کسی حرف کی آواز کو پوشیدہ نکالنا''۔قاعدہ: اگر نون ساکنہ وتنوین کے بعد حروفِ حلقی، حروفِ یرملون اور باء کے علاوہ کوئی حرف آئے تو وہاں اِخفاء مع الغنہ ہوگا۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ نون ساکن وتنوین کے مخرج کے ساتھ زبان کا ذرا سا تعلق قائم کر کے آواز کو خیشوم میں چھپا کر غنہ کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ نہ مکمل اِدغام ہو نہ مکمل اِظہار بلکہ دونوں کی درمیانی حالت ہو۔مثالیں: (نون ساکنہ) مِنْ قَبْلُ، عِنْدَ، تَنْطِقُوْنَ ۔(تنوین) شَيْءٍ قُبُلًا، اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ، عَذَابٌ شَدِيْد ۔اِخفاء کے لیے کسی ماہر استاذ سے مشق کر لینا ضروری ہے۔

''' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک پُر اثر دُعا: ''اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ، وَمَوْتًا فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ'' (اے اللہ! مجھے اپنے راستے کی شہادت اور اپنے رسول ﷺ کے شہر میں مرنا نصیب کر) چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی دُعا قبول ہوئی، نمازِ فجر ادا کرتے ہوئے اللہ کے راستے کے زخم کھائے اور مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی۔[تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ، ص:۱۳۳، بحوالہ جواہر درود وسلام ص:۹۸]'''

# (۱۳) بَابُ الْمَدَّاتِ

## مدّوں کا بیان

اس باب میں چار شعر ہیں جن میں مدّ کی قسمیں اور احکام بیان کیے گئے ہیں، ان اقسام واحکام کی کثرت کی بناء پر اَلْمَدَّاتِ جمع استعمال کیا گیا۔ جس طرح ماقبل میں متعدد حرفوں کی مخصوص صفات وکیفیات کا بیان تھا، اسی طرح یہاں پر بھی حروفِ مدّہ کی ایک خاص کیفیت ''مدّ'' کا بیان ہے جو انہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

مدّ کی تعریف:- لغوی معنیٰ ''کھینچنا، لمبا کرنا''۔ اصطلاحی معنیٰ ''حروفِ مدّہ کو ایک الف سے زائد کھینچ کر ادا کرنا''۔

حروفِ مدّہ تین ہیں: (۱) الف جس سے پہلے زبر ہو جیسے قَالَ ۔ (۲) واؤ ساکن جس سے پہلے پیش ہو جیسے ذَهَبُوْا ۔ (۳) یاء ساکن جس سے پہلے زیر ہو جیسے فِيْهِ ۔

سببِ مدّ دو ہیں: (۱) ہمزہ (۲) سکون۔ پھر سکون کی دو قسمیں ہیں: (۱) سکونِ اصلی جو وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہتا ہے جیسے هَلْ، مَنْ وغیرہ۔ (۲) سکونِ عارضی جو صرف وقف کی وجہ سے ہو جیسے يُؤْمِنُوْنَ سے وقف کی حالت میں يُؤْمِنُوْنْ ۔

مدّ کی اقسام:- مدّ کی ابتداءً دو قسمیں ہیں: (۱) مدّ اصلی (۲) مدّ فرعی۔

مدّ اصلی کی تعریف:- حروفِ مدّہ کے بعد سببِ مدّ موجود نہ ہونا جیسے قَالَ ۔

مدّ فرعی کی تعریف:- حروفِ مدّہ کے بعد سببِ مدّ موجود ہونا جیسے قَدِيْرْ (وقف کی حالت میں)، دَآبَّةٌ، شَآءَ ۔

فائدہ: مدّ اصلی کی کوئی قسم نہیں۔

# مدّ فرعی کی اقسام

مدّ فرعی کی نو قسمیں ہیں: (۱) مدِّ متصل (۲) مدّ منفصل (۳) مدّ عارض وقفی (۴) مدّ عارض لین (۵) مدّ لازم لین (۶) مدّ لازم کلمی مثقل (۷) مدّ لازم کلمی مخفف (۸) مدّ لازم حرفی مثقل (۹) مدّ لازم حرفی مخفف۔

۱...... مدّ متصل کی تعریف:- حرف مد اور ہمزہ کا ایک ہی کلمہ میں ہونا، اسے مدّ واجب بھی کہتے ہیں جیسے شَآءَ، سُوْٓءَ، سِیْٓئَتْ ۔حکم: دو الف سے چار الف تک کسی بھی مقدار میں مد کرنا واجب ہے اور ایک الف جائز نہیں۔

۲...... مدّ منفصل کی تعریف:- حرفِ مد اور ہمزہ کا ایک کلمہ میں نہ ہونا بلکہ حرف مد پہلے کلمہ کے اخیر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو جیسے وَمَآ اُنْزِلَ ،قَالُوْٓا اٰمَنَّا، فِیْٓ اَحْسَنِ (بشرطیکہ دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں)۔حکم: ایک الف سے لے کر چار الف تک مد کرنا جائز ہے، واجب نہیں۔

۳...... مدّ عارض وقفی:- حرفِ مد کے بعد عارضی سکون ہونا جیسے حَسَنَاتْ، مُؤْمِنُوْنْ، بَعِیْدْ (بحالتِ وقف)۔حکم: طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں مگر طول زیادہ افضل ہے۔

طول: تین یا پانچ الف کھینچنا۔ توسط: دو یا تین الف کھینچنا۔ قصر: ایک الف کھینچنا۔

۴...... مدّ عارض لین:- حرفِ لین کے بعد سکونِ عارضی ہونا جیسے قُرَیْشْ، خَوْفْ (بحالتِ وقف)۔حکم: طول، توسط، قصر تینوں جائز مگر قصر زیادہ افضل ہے۔

۵...... مدّ لازم لین:- حرفِ لین کے بعد سکونِ اصلی ہونا جیسے کٓهٰیٰعٓصٓ اور عٓسٓقٓ (میں صرف ع) کیونکہ اِسے عَیْنْ پڑھا جاتا ہے۔حکم: طول افضل ہے، توسط جائز اور قصر نہایت ضعیف ہے۔

۶...... مدّ لازم کلمی مثقل:- قرآن شریف میں حرفِ مد کے بعد تشدید ہونا جیسے دَآبَّةٍ، حَآجَّكَ ۔
حکم: قولِ راجح کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

۷...... مدّ لازم کلمی مخفف:- قرآن شریف میں حرفِ مد کے بعد سکونِ اصلی ہونا جیسے آٰلْئٰنَ ۔
حکم: قولِ راجح کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

۸...... مدّ لازم حرفی مثقل:- حروفِ مقطعات میں حرفِ مد کے بعد تشدید ہونا جیسے الٓمٓ، الٓمٓرٰ

(پڑھنے میں اَلِفْ لَامْ مِیْمْ)۔حکم: قولِ راجح کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

۹...... مدّ لازم حرفی مخفف:- حروفِ مقطعات میں حرفِ مد کے بعد سکونِ اصلی ہونا جیسے قٓ، نٓ، صٓ۔حکم: قولِ راجح کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

مدّ اصلی کو ذکر نہ کرنے کی وجہیں:- مصنفؒ نے اِن اشعار میں مدّ فرعی کی ساری قسمیں ذکر کیں لیکن مدّ اصلی کا ذکر نہیں کیا، اس کی دو وجہیں ہیں: (۱) مدّ اصلی حرفِ مدّہ کی اصلی مقدار ہے جو ہر حالت میں ادا کی جاتی ہے چاہے سببِ مد ہو یا نہ ہو۔ (۲) اِختصار کی غرض سے زیادہ اہم کو ذکر کیا۔

| | | |
|---|---|---|
| (٦٩) وَالْـمَـدُّ لَازِمٌ وَّوَاجِـبٌ أَتَـىٰ | | وَجَـآئِـزٌ وَهْـوَ وَقَـصْـرٌ ثَبَتَـا |

**ترجمہ:-** مدّ واجب آیا ہے اور جائز (بھی) اور وہ (جائز) اور قصر ثابت ہیں۔

## تشریح:-

اس شعر میں اِجمالاً مدّ کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں: (۱) لازم (۲) واجب (۳) جائز۔

مدّ لازم کے تحت مدفرعی کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) لازم لین (۲) لازم کلمی مثقل (۳) لازم کلمی مخفف (۴) لازم حرفی مثقل (۵) لازم حرفی مخفف۔

مدّ واجب صرف مدّ متصل ہے۔ مدّ جائز تین ہیں: (۱) مدّ منفصل (۲) عارض وقفی (۲) عارض لین۔ سب کی تعریفات اوپر گذر چکیں۔

وَهْوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا: ''هُوَ'' ضمیر کا مرجع مدّ جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مدّ جائز کی صورت میں دو سے لے کر چار الف تک مد کرنا بھی جائز ہے اور حالتِ وصلی میں قصر کرنا بھی درست ہے۔ قصر کے لغوی معنیٰ ''روکنا، بند کرنا''۔ اصطلاحی معنیٰ: ''حرفِ مد کو بغیر زیادتی کے ثابت رکھنا یعنی ایک الف سے زیادہ نہ کھینچنا''۔

**ترکیب:-** واوٗ استینافیہ اَلْمَدُّ مبتدا، لَازِمٌ وَّوَاجِبٌ وَجَآئِزٌ معطوف علیہ و معطوف مل کر خبر اوّل، أَتَىٰ فعل هُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر دوم، مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واوٗ عاطفہ هُوَ معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ قَصْرٌ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مبتدا، ثَبَتَا فعل، الف علامتِ تثنیہ و ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ

فعلیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۷۰) | فَلَازِمٌ اِنْ جَآءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدْ | | سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدْ |

**ترجمہ:-** چنانچہ (مد) لازم ہے اگر حرفِ مد کے بعد دو حالتوں میں ساکن (حرف) آئے اور طول کے ساتھ اس میں مد کیا جاتا ہے۔

**تحقیق کلمات:** لَازِمٌ مبتداءِ محذوف کی خبر ہے یعنی فَالْمَدُّ لَازِمٌ اور "سَاكِنُ حَالَيْنِ" جَاءَ کا فاعل ہے۔ "حَالَيْنِ" سے مراد حالتِ وصل اور حالتِ وقف ہے جبکہ "سَاكِنُ حَالَيْنِ" سے ایسا حرف مراد ہے جو وصل اور وقف کی حالت میں ساکن رہے۔

**تشریح:-** اس شعر میں "اِنْ جَآءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدْ سَاكِنُ حَالَيْنِ" مدّ لازم کی تعریف (حرف مد کے بعد ایسا حرف آئے جو وصل ووقف کی حالت میں ساکن رہے) اور "وَبِالطُّوْلِ يُمَدْ" (اس میں طول کی حد مد کیا جاتا ہے) اس کا حکم ہے جس کے ضمن میں مدّ فرعی کی پانچ قسمیں آگئیں جیسا کہ اوپر گذرا۔

**ترکیب:-** فاء تفصیلیہ، لَازِمٌ شبہ فعل هُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر اَلْمَدُّ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جزاء، اِنْ شرطیہ جَاءَ فعل، بَعْدَ مضاف، حَرْفِ مَدْ مضاف بامضاف الیہ مل کر بَعْدَ کا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جَاءَ فعل کا مفعول فیہ، سَاكِنُ حَالَيْنِ مضاف ومضاف الیہ مل کر جَآءَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ واؤ استینافیہ بِالطُّوْلِ جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے يُمَدُّ، يُمَدُّ فعل مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۷۱) | وَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ | | مُتَّصِلًا اِنْ جُمِعَا بِكَلِمَةٍ |

**ترجمہ:-** اور (مد) واجب ہے اگر وہ (یعنی حرفِ مد) ہمزہ سے مل کر اس طرح آئے کہ دونوں کو ایک کلمہ میں جمع کیا گیا ہو۔

**تشریح:-** اس شعر میں مدّ متصل کا بیان ہے جس کی تعریف، مثال اور حکم اوپر مذکور ہے۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ وَاجِبٌ شبہ فعل ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر ھُوَ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا، اِنْ شرطیہ فعل ھُوَ ضمیر فاعل ذو الحال، قَبْلَ ھَمْزَۃٍ مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، مُتَّصِلاً شبہ فاعل ھُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر مبدل منہ اَنْ مصدریہ جُمِعَ فعل مجہول ھُوَ ضمیر نائب فاعل، بِکَلِمَۃٍ جار ومجرور مل کر اس کے متعلق، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر بدل، مبدل منہ بدل سے مل کر حال، ذو الحال سے مل کر جَاءَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

| | | |
|---|---|---|
| (۷۲) | وَجَـآئِـزٌ اِذَا أَتَـیٰ مُـنْـفَـصِلاً | أَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُسْجَلاً |

**ترجمہ:** اور (مد) جائز ہے جب وہ (یعنی حرفِ مد ہمزہ سے) جدا ہونے کی حالت میں آئے یا وقف کی وجہ سے مطلقاً سکون عارض ہو جائے۔

## تشریح:۔

مُنْفَصِلاً: یعنی حرفِ مد اور ہمزہ ایک ہی کلمہ میں نہ ہوں، اس سے مد منفصل مراد ہے۔

عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا: یعنی حرفِ مد یا حرفِ لین کے بعد بوجہ وقف کے حرف ساکن ہو جائے جس سے مد عارض وقفی اور مد عارض لین مراد ہے۔

مُسْجَلاً: بمعنی مطلقاً، یہ ترکیب میں السکونُ سے حال واقع ہے یعنی وہ سکون بالاسکان (سکونِ اصلی) یا بالاشمام ہو۔

مذکورہ شعر میں مد کی تین قسمیں مد منفصل، عارض وقفی اور عارض لین کا بیان ہے جن کی تعریفات مع امثلہ وحکم گذر چکیں۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ جَآئِزٌ شبہ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، اِذَا ظرفیہ مضاف أَتَیٰ فعل ھُوَ ضمیر فاعل ذو الحال مُنْفَصِلاً شبہ فعل ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذو الحال حال سے مل کر اَتیٰ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، أَوْ عاطفہ عَرَضَ فعل السُّكُوْنُ ذو الحال مُسْجَلاً حال، ذو الحال حال سے مل کر فاعل وَقْفًا مفعول لہٗ، فعل اپنے فاعل، اور مفعول

لہٗ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اِذَا کا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جَآئِزٌ کا مفعول فیہ، جَآئِزٌ شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر ھُوَ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

# (۱۴) بَابُ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ

## وقفوں کی پہچان کا بیان

اس باب میں چھ شعر ہیں جن میں قرآن مجید میں دورانِ تلاوت وقف کرنے اور اس کے بعد دوبارہ تلاوت شروع کرنے کا بیان ہے۔ چونکہ وقف کی مختلف قسمیں ہیں اس لیے مصنفؒ نے عنوان میں ''الـوُقُـوْف'' جمع اختیار فرمایا۔ چونکہ دَورانِ تلاوت وقف اصل ہے اور ابتداء اس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہے اس لیے عنوان صرف ''وُقُوْف'' کا قائم فرمایا۔ وقف ایک ایسی صورت ہے جو تمام حرفوں میں پیش آسکتی ہے اس لیے مخصوص صفات وکیفات کے بعد اب عام صفت کو بیان فرمارہے ہیں، نیز وقف اختیاری کلمہ کے آخری حرف پر ہوتا ہے اور تمام صفاتِ لازمہ کے بعد آخر میں وقف کی مختلف حالتیں بیان فرمارہے ہیں۔

وقف کی تعریف:۔ لغوی معنیٰ ''رُکنا، روکنا'' (لازم ومتعدی)۔ اصطلاحی معنیٰ: ''قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ قَطْعِ النَّفَسِ فِیْ آخِرِ الْكَلِمَةِ الْمَقْطُوْعَةِ عَمَّا بَعْدَهَا رَسْمًا بِنِیَّةِ اِجْرَاءِ التِّلَاوَةِ '' (یعنی جو کلمہ کتابت اور رسم الخط کے اعتبار سے بعد والے کلمہ سے جدا ہوٗ اس کلمہ کے آخری حرف پر تلاوت جاری رکھنے کی نیت سے آواز اور سانس دونوں کو بند کرنا)۔

وقف کی اہمیت:۔ حضرت علیؓ نے ترتیل دو چیزوں کا نام قرار دیا ہے: (۱) حرفوں کی درست ادائیگی۔ (۲) وقف کے مواقع پہچاننا۔ وقف کا صحیح طریقہ نہ جاننے کی بناء پر بڑی بڑی غلطی واقع ہوجاتی ہے، اکثر کلام کا مفہوم بھی اسی وجہ سے بدل جاتا ہے۔

سکتہ کی تعریف اور مواقع:۔ لغوی معنیٰ ''خاموش رہنا''۔ اصطلاحی معنیٰ: ''قَطْعُ الصَّوْتِ عَنِ الْكَلِمَةِ مِنْ غَیْرِ قَطْعِ النَّفَسِ بِنِیَّةِ اِجْرَاءِ التِّلَاوَةِ زَمَنًا اَقْصَرَ مِنَ الْوَقْفِ '' (یعنی کلمہ کے

آخری حرف پر قرأت جاری رکھنے کے ارادے سے سانس توڑے بغیر وقف کے وقت سے کچھ کم رُک جانا)۔اس کے بعد فوراً ہی آگے تلاوت شروع کردی جائے۔روایتِ حفص میں چار جگہ سکتہ اور عدمِ سکتہ دونوں ثابت ہیں: (۱) سورۂ کہف آیت نمبر ایک ﴿عِوَجًا قَيِّمًا﴾۔(۲) سورۂ قیامہ آیت نمبر ۲۷ ﴿مَنْ رَاقٍ﴾۔(۳) سورۂ مطففین آیت نمبر ۱۴ ﴿بَلْ رَانَ﴾۔(۴) سورۂ یٰس آیت نمبر ۵۲ ﴿مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾۔

**وقف اور سکتہ کے درمیان فرق:۔**

(۱) وقف میں سانس توڑدی جاتی ہے اور سکتہ میں نہیں، اس میں صرف آواز بند ہوتی ہے۔

(۲) وقف میں وقت زیادہ اور سکتہ میں اس کی بنسبت کم لگتا ہے۔

(۳) امام حمزہ کوفیؒ کے مطابق سکتہ درمیان کلمہ میں بھی ہوسکتا ہے جبکہ وقف صرف آخر کلمہ میں ہوتا ہے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۷۳) | وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ | | لَابُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ |

**ترجمہ:۔** اور تمہارا حرفوں کی تجوید (مکمل کرلینے کے بعد) وقفوں کو جاننا ضروری ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۷۴) | وَالْاِبْتِدَاءِ وَهِيَ تُقْسَمُ اِذَنْ | | ثَلَاثَةً تَامٌّ وَّكَافٍ وَّحَسَنْ |

**ترجمہ:۔** اور ابتداء (کو بھی جاننا ضروری ہے) اور انہیں پھر تین قسموں تام، کافی اور حسن میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

**تحقیق کلمات:** بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے: وَهِيَ تُقْسَمُ اِلٰى تَامٍّ وَّكَافٍ وَّحَسَنٍ تَفَصُّلًا (یعنی انہیں تفصیل کے ساتھ تین قسموں تام، کافی، حسن میں تقسیم کیا جاتا ہے)۔

## تشریح:۔

قرآن مجید میں حرفوں کی تجوید کے ساتھ ساتھ وقفوں کا پہچاننا بھی بہت ضروری ہے، اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ نے ترتیل (جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے) کی تعریف

حروف کی تجوید اور وقفوں کی پہچان سے کرتے ہیں۔ اسی طرح ابوحاتم "فرماتے ہیں" جس نے وقف کو نہ پہچانا اس نے قرآن کو نہیں پہچانا"۔

حاصل یہ کہ جس طرح قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا لازم ہے اسی طرح وقف کی جگہوں اور وقف کرنے کا طریقہ جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ وقف کی وجہ سے معنی درست بھی ہوتے ہیں اور غلط بھی۔ قاریٔ قرآن کو چاہیے کہ ایسی جگہ ٹھہرے اور وقف کرے جہاں معنی مناسب لگ رہے ہو اور کسی قسم کا تغیر وفساد نہ ہو۔

آگے وقف کی قسمیں بیان ہیں لیکن اس سے پہلے یہ جان لینا مناسب ہے کہ محلِ وقف (جس جگہ وقف کیا جاتا ہے) کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَاتَمَّ مَعْنَاهُ جس جگہ بات پوری ہو اور مراد بھی واضح ہو۔ (۲) غَیْرُ مَاتَمَّ مَعْنَاهُ جس جگہ بات پوری نہ ہو اور مراد بھی واضح نہ ہو۔

مَاتَمَّ مَعْنَاهُ کے تحت وقف کی تین قسمیں ہیں: (۱) تام (۲) کافی (۳) حسن۔ غَیْرُ مَاتَمَّ مَعْنَاهُ کی کوئی قسم نہیں بلکہ اُسے وقفِ قبیح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس طرح معنی کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں بن گئیں: (۱) تام (۲) کافی (۳) حسن (۴) قبیح۔

**ترکیب:۔** واو استینا فیہ بَعْدَ مضاف تَجْوِیْدِكَ مصدر مضاف الی الفاعل لِلْحُرُوْفِ جار ومجرور، جار مجرور سے مل کر مصدر کے متعلق ہوا، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر مضاف الیہ، بَعْدَ اپنے مضاف الیہ سے مل کر بُدَّ مصدر کے لیے مفعول فیہ مقدم، لَا لائے نفی جنس بُدَّ مصدر، مِنْ جارہ مَعْرِفَةِ مضاف، الْوُقُوْفِ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الْاِبْتِدَاءِ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق بُدَّ مصدر کے، مصدر اپنے مفعول فیہ مقدم اور متعلق سے مل کر لائے نفی جنس کا اسم ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، هُوَ ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

واؤ عاطفہ هِیَ ضمیر مبتدا، تُقْسَمُ فعل مجہول هِیَ ضمیر ذوالحال ثَلَاثَةً حال، ذوالحال حال سے مل کر نائب فاعل، اِذْنْ بمعنی اِذْ كَانَ كَذَا مفعول فیہ، فعل مجہول اپنے نائب فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ هِیَ محذوف مبتدا تَامٌّ وَّكَافٍ وَّحَسَنٌ معطوف علیہ ومعطوفات مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| تَعَلُّقٌ أَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِ | | وَهْيَ لِمَا تَمَّ فَإِنْ لَمْ يُوجَدِ | (۷۵) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** اور یہ (قسمیں) اس کی ہیں جہاں بات پوری ہو پس اگر نہ پایا جائے کسی قسم کا تعلق یا وہ (تعلق صرف) معنًا ہو تو (آگے سے) ابتدا کر۔

تحقیق کلمات: تَعَلُّقٌ بمعنی ربط، علاقہ، تعلق۔ فَابْتَدِ فاء زائد، اِبْتَدِ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب افتعال بمعنی آغاز کرنا، شروع کرنا۔

**تشریح:-** وقف کی پہلی دو قسموں اور ان کے حکم کا بیان ہے جن کے نام اگلے شعر میں ہیں۔

**ترکیب:-** واؤ استینافیہ یا عاطفہ ھِیَ مبتدا ثَابِتَۃٌ شبہ فعل محذوف، ھِیَ ضمیر اس کا فاعل، لام جارہ مَا بمعنی اَلَّذِیْ اسم موصول تَمَّ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر اَلْوَقْفِ محذوف کی صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ثَابِتَۃٌ شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ فاء تفصیلیہ اِنْ شرطیہ لَمْ یُوجَدْ فعل مجہول تَعَلُّقٌ نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر معطوف علیہ أَوْ عاطفہ کَانَ فعل ناقص ھُوَ ضمیر اس کا اسم، مَعْنًی خبر، فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، فاء جزائیہ اِبْتَدِ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

| اِلَّا رُءُوْسَ الْاٰیِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ | | فَالتَّامُ فَالْكَافِيْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ | (۷۶) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** تو تام اور کافی ہے، اور (اگر تعلق) لفظ میں ہو تو منع کر (یعنی آگے سے ابتدا نہ کر بلکہ پیچھے سے پڑھ) مگر آیات کے ختموں پر جائز قرار دے، تو یہی حسن ہے۔

تحقیق کلمات: لَفْظًا سے پہلے ایک عبارت محذوف ہے یعنی وَاِنْ کَانَ تَعَلُّقٌ لَفْظًا (اگر لفظ میں تعلق موجود ہو)۔ اِمْنَعَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب فتح بمعنی روکنا، منع کرنا۔ مفعول بہ محذوف ہے أی اِمْنَعَنِ الْاِبْتِدَاءَ (یعنی ابتداء کو منع کر اور پیچھے سے ملا کر پڑھ)۔

اِلَّا رُءُوْسَ الْاٰیِ: اَلْاٰیُ یہ آیَۃٌ کی جمع ہے یعنی وہ جگہ جہاں آیت پوری ہو مگر معنوی تعلق مابعد سے موجود ہو تو اس جگہ وقف کرنا اور آگے سے پڑھ لینا منع نہیں ہے اور اسی کا نام وقف حسن ہے۔

**ترکیب:۔** فاء تفصیلیہ ھُمَا ضمیر محذوف مبتدا، التَّامُ فَالْکَافِیْ معطوف علیہ و معطوف مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ استینافیہ، عبارت محذوف ہے: اِنْ کَانَ تَعَلُّقٌ جس میں تَعَلُّقٌ کَانَ کا اسم اور لَفظًا اس کی خبر، کَانَ اپنے اسم و خبر سے مل کر شرط، فاء جزائیہ اِمْنَعَنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، اَلْاِبْتِدَاءَ محذوف مفعول بہ، اِمْنَعَنْ فعل امر اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مستثنیٰ منہ اِلَّا حرف استثناء فِیْ حرف جر محذوف رُءُوْسَ الْاٰیِ مضاف با مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے جَوِّزْ فعل امر، اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، فعل امر اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ فاء تفصیلیہ ھُوَ ضمیر محذوف مبتدا اَلْحَسَنْ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

**تشریح:۔**

**قولہ: اِلَّا رُءُوْسَ الْاٰیِ جَوِّزْ کا مطلب:۔** وقوع کے اعتبار سے وقف حسن کی دو صورتیں ہیں: (۱) موقوف علیہ راس آیہ ہو۔ (۲) موقوف علیہ راس آیہ نہ ہو۔ اگر راس آیہ (یعنی آیت کے ختم) پر وقف حسن کرنا ہو تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ سنت ہے اور اس کے آگے سے ابتدا کرنا بھی اکثر کے نزدیک بلا قباحت جائز ہے، علامہ جزریؒ نے ''جَوِّزْ'' کہہ کر اسی کی نشاندہی کی ہے۔ اگر وقف حسن راس آیہ پر نہ ہو بلکہ کسی آیت کے درمیان میں ہو تو اس پر وقف تو جائز ہے مگر اس کے آگے سے ابتدا کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے ماقبل سے ملا کر پڑھنا چاہیے۔

## وقف کی اَقسام (تعریفات، اَحکام اور مثالیں)

۱......**وقف و ابتداءِ تام کی تعریف و حکم:۔** جب کسی آیت یا جملہ کے آخر کلمہ موقوف علیہ کا اپنے مابعد سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو، نہ لفظاً نہ معنًی تو اس پر وقف کو ''وقفِ تام'' کہتے ہیں اور جب ایسے کلمہ کے مابعد سے پڑھنا شروع کریں تو اسے ''ابتداءِ تام'' کہتے ہیں جیسے سورۂ فاتحہ میں آیت ﴿ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾ پر وقف کرنا وقف تام ہے اور اس کے آگے ﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ سے پڑھنا ابتداءِ تام ہے۔ اسی طرح سورۂ فتح میں ﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﴾ پر وقف، وقف تام اور اس کے بعد

﴿وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ﴾ سے شروع کرنا ابتداءِ تام ہے۔ وقفِ تام کبھی وسطِ آیت میں ہوتا ہے اور کبھی آیت کے ختم پر، اور اس کا نام "تام" اسی وجہ سے ہے کہ یہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ایسے مقام پر ٹھہر کر سانس لینا اور اس کے آگے سے شروع کرنا صحیح اور باعتبارِ معنی کامل و مکمل اور بہتر ہے۔

۲...... وقف وابتداءِ کافی کی تعریف وحکم:- جب کسی آیت یا جملہ کے آخر کلمہ موقوف علیہ کا اپنے مابعد سے لفظی تعلق نہ ہو بلکہ صرف معنوی تعلق برقرار ہو تو اس پر وقف "وقفِ کافی" اور اس کے آگے سے شروع کرنا "ابتداءِ کافی" کہلاتا ہے جیسے سورۂ بقرہ آیت نمبر ۳ میں ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰـھُمْ یُنْفِقُوْنَ﴾ پر وقف، وقف کافی ہے اور اس کے بعد ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾ سے شروع کرنا ابتداءِ کافی ہے۔ اسی طرح آیت نمبر ۴ ﴿وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ پر وقف، وقف کافی ہے اور اس کے آگے ﴿وَبِالْاٰخِرَةِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ﴾ سے پڑھنا ابتداءِ کافی ہے۔ اس کا نام "کافی" اس وجہ سے ہے کہ اس میں ماقبل کو لفظاً مابعد کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ خود ہی کافی ہوتا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بھی صحیح، درست اور قباحت سے خالی وقف ہے۔

۳...... وقف وابتداءِ حسن کی تعریف وحکم:- جب کسی آیت یا جملہ کے آخر کلمہ موقوف علیہ کا اپنے مابعد سے لفظی تعلق موجود ہو مگر معنوی تعلق نہ ہو تو اسے "وقفِ حسن" اور اس کے آگے سے شروع کرنا "ابتداءِ حسن" کہلاتا ہے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف؛ کیونکہ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کا ان سے معنوی تعلق نہیں یعنی ماقبل مفہوم مکمل ہے بلکہ لفظاً یہ موصوف وصفت ہیں۔ اسی طرح الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر وقف؛ کیونکہ مابعد کا جملہ لفظاً اس سے متعلق ہے، معناً یہ مکمل ہے۔

حکم کے لحاظ سے وقفِ حسن کے کئی مراتب ہیں: کبھی تو وقفِ تام کے قریب ہوتا ہے، کبھی وقفِ کافی کے اور کبھی وقفِ قبیح کے بھی قریب ہوتا ہے نیز اسی طرح جب اس کے مابعد سے ابتدا کریں گے تو وہ بھی کبھی ابتداء غیر حسن ہوتی ہے جبکہ کبھی مقصود کے پیش نظر زیادہ ضروری بھی ہوتی ہے، اس کے باوجود اس کا ایک ہی نام ہے "حسن"۔

| (۷۷) | وَغَیْـرُ مَـا تَـمَّ قَبِیْحٌ وَّلَـهٗ | | یُـوْقَفُ مُـضْـطَرًّا وَّ یُبْدَا قَبْلَهٗ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** اور جہاں بات پوری نہ ہو، وہ قبیح ہے، اور اس پر مجبوری کی حالت میں وقف کیا جاتا ہے اور اس کے ماقبل سے ابتدا کی جاتی ہے۔

**ترکیب:-** واوٗ عاطفہ غَیْرُ مضاف اَلْوَقْفِ محذوف موصوف مَا بمعنی اَلَّذِیْ اسم موصول تَمَّ فعل هُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، قَبِیْحٌ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واوٗ عاطفہ لام جارّہ ہٗ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے یُوْقَفُ، یُوْقَفُ فعل مجہول هُوَ ضمیر ذوالحال، مُضْطَرًّا حال، ذوالحال حال سے مل کر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، واوٗ عاطفہ یُبْدَأُ فعل مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، قَبْلَهٗ مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر جملہ معطوفہ۔

## تشریح:-

**غَیْـرُ مَـا تَـمَّ** سے وہ جملہ مراد ہے جس پر خاموشی اختیار کرنے سے مقصود حاصل نہ ہو۔ مذکورہ شعر میں وقف کی چوتھی قسم وقفِ قبیح کا بیان ہے۔

**یُـوْقَفُ مُـضْـطَرًّا:-** مجبوری کی حالت سے مراد کوئی بھی ضرورتِ شدیدہ ہے مثلاً قاری کا سانس ٹوٹ جائے، چھینک آجائے یا اور کوئی ایسی حالت یا عارضہ پیش آجائے جس کی وجہ سے تلاوت جاری رکھنے سے قاصر ہو اور وقف کرنا پڑ جائے۔

**وقف و ابتداءِ قبیح کی تعریف و حکم:-** جب موقوف علیہ جملہ کا اپنے مابعد سے لفظی و معنوی تعلق موجود ہو تو اس پر وقف، وقفِ قبیح ہے اور اس کے آگے سے شروع کرنا ابتداءِ قبیح ہے جیسے اَلْحَمْدُ پر وقف کرنا اور لِلّٰهِ سے دوبارہ پڑھنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ مجبوری کی حالت کے علاوہ اس طرح وقف کرنا جائز نہیں اور جب وقف کیا جائے تو اس سے پیچھے سے ملا کر پڑھنا ضروری ہے، آگے سے

ابتدا نہ کرے۔

وقف قبیح کی بالعموم دو صورتیں ہیں: (۱) کبھی تو اس سے مراد اور مفہوم واضح نہیں ہو سکے گا یعنی مبہم رہے گا جیسے اَلْحَمْدُ پر وقف کرنا اور لِلّٰہِ سے دوبارہ پڑھنا (۲) اور کبھی مراد اور مفہوم میں خلل واقع ہو کر خلافِ مراد کا وہم اور خیال بھی پیدا ہو گا جیسے ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ ﴾ (تم نماز کے قریب مت جاؤ) پر وقف کر کے اس کے بعد یعنی ﴿ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی ﴾ (اس حال میں کہ تم نشے سے ہو) سے پڑھنا شروع کرے۔ اِن میں پہلی صورت قبیح اور دوسری اَقبح (زیادہ قبیح) ہے۔

| وَلَا حَرَامٌ غَيْرِ مَالَهٗ سَبَبْ | | وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ وَّقْفٍ وَجَبْ | (۷۸) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ** اور قرآن مجید میں نہ کوئی وقف واجب ہے اور نہ حرام سوائے اس کے جس کا کوئی سبب موجود ہو۔

## تشریح:-

قرآن مجید میں متعین طور پر نہ کوئی وقف واجب کہلاتا ہے اور نہ ہی کوئی وقف حرام اور ناجائز کہلاتا ہے البتہ جس جگہ وقف کے لزوم کا سبب موجود ہو تو اسے واجب کہا جائے گا اور جس جگہ وصل کے لزوم کا سبب موجود ہو تو اسے حرام قرار دیا جائے گا مثلاً وقف کی وجہ سے کسی گناہ کا شائبہ پیدا ہو رہا ہو یا کفریہ عقیدہ لازم آ رہا ہو...... وغیرہ۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ لَیْسَ فعل ناقص فِی الْقُرْاٰنِ جار مجرور سے مل کر ثَابِتًا شبہ فعل سے متعلق، هُوَ ضمیر اس کا فاعل، مِنْ زائدہ ہونے کی صورت وَقْفٌ الیٰ آخرہ لَیْسَ کا براہِ راست اسمِ مؤخر ورنہ شَیْءٌ کَائِنٌ محذوف کے متعلق ہونے کے بعد اسم بنے گا۔ وَّقْفٍ موصوف وَجَبَ فعل بافاعل صفت، موصوف صفت سے مل کر معطوف واؤ عاطفہ، لَا زائدہ حَرَامٌ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مستثنیٰ منہ، غَیْرِ حرف استثناء مَا بمعنی شَیْءٍ نکرہ موصوفہ لَهٗ جار و مجرور مل کر ثَابِتٌ محذوف سے متعلق ہو کر خبر مقدم، سَبَبٌ مبتدا مؤخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے ملنے کے بعد ماقبل کے لیے صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر لَیْسَ کا اسم مؤخر۔ لَیْسَ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

# قاری کی حالت کے اعتبار سے وقف کی اقسام

وقف کی دو تقسیمیں اور بھی ہیں: (۱) قاری کی حالت کے اعتبار سے۔(۲) ادائیگی کے اعتبار سے۔

پہلی تقسیم:- قاری کی حالت کے اعتبار سے کہ اُس نے وقف کس لیے کیا؟ وقف کی چار قسمیں ہیں:

(۱) وقفِ اختیاری:- جب قاری محلِ وقف پر اپنے قصد وارادہ سے وقف کرے۔

(۲) وقفِ اِضطراری:- جب قاری بھول کر یا کھانسی یا سانس کی تنگی وغیرہ عذر کی وجہ سے مجبور ہو کر وقف کرے۔

(۳) وقفِ اِنتظاری:- جب قاری مختلف قراءات وروایات اور طُرُق ووجوہات کو جمع کرنے کی غرض سے وقف کرے۔

(۴) وقفِ اِختباری:- جب قاری کیفیتِ وقف اور کلمۂ وصل وقطع کو سمجھنے یا دوسرے کو سمجھانے کی غرض سے وقف کرے جیسے اکثر اساتذہ امتحان لیتے وقت یا سبق سنتے وقت ایسا کرتے ہیں۔

دوسری تقسیم:- ادائیگی کے اعتبار سے وقف کی تقسیم اور اس سے حاصل ہونے والی قسموں کا بیان انشاءاللہ ''روم واشمام'' کے ذیل میں آئے گا۔

# (۱۵) بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْصُوْلِ وَحُكْمِ التَّاءِ

## مقطوع وموصول کی پہچان اور تاء کے حکم کا بیان

اس باب میں پندرہ شعر ہیں جن میں وصل وقطع اور تاء کے احکام بیان ہوئے ہیں اور ۲۵ کلمات ذکر کیے گئے ہیں۔ وضاحت: دو کلموں میں اصل بات یہ ہے کہ علیحدہ کر کے لکھیں لیکن بعض جگہ ملا کر بھی لکھے جاتے ہیں جس کی تفصیل اس باب کا مقصد ہے۔ تاء سے مراد وہ بڑی تاء ہے جس کو (ت) کی شکل میں لکھا جاتا ہے اور اسے تاءِ مجرورہ مطوّلہ کہتے ہیں، اس کے مقابلہ میں (ۃ) آتی

ہے جسے تاءِ مدوّرہ کہتے ہیں۔ تاءِ مدوّرہ کے لکھنے کا طریقہ اگلے باب میں بیان ہوگا۔ ماقبل میں وقف کا طریقہ بیان ہوا تھا جو تمام حرفوں کی مشترکہ وعمومی صفت تھی، اس باب میں قطع ووصل کا بیان ہے، وقف کی طرح یہ بھی عمومی حالت ہے۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۷۹) وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَمَوْصُوْلٍ وَّتَا | | فِیْ مُصْحَفِ الْاِمَامِ فِیْمَا قَدْ أَتیٰ |

**ترجمہ:۔** اور تو مصحفِ امام میں مقطوع، موصول اور تاء کو پہچان اس رسم میں جو مصحفِ امام میں آچکا۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ اِعْرِفْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، لام زائدہ مَقْطُوْعٍ وَمَوْصُوْلٍ وَّتَا معطوف علیہ ومعطوف مل کر مفعول بہ، فِیْ جار مُصْحَفِ الْاِمَامِ مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق مقدم برائے أَتیٰ فعل، فِیْ جار الرَّسْمِ محذوف موصوف، مَا بمعنی اَلَّذِیْ اسم موصول قَدْ تحقیقیہ أَتیٰ فعل هُوَ ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل ومتعلق مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد صلہ، موصول صلہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق برائے اِعْرِفْ فعل امر، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تحقیق کلمات: مَقْطُوْعٍ اسم مفعول بمعنی کاٹا ہوا، مراد وہ دو کلمے ہیں جنہیں جدا جدا کر کے لکھا گیا جیسے اِنَّ مَا ۔ مَوْصُوْل: اسم مفعول بمعنی ملایا ہوا، مراد وہ دو کلمے ہیں جنہیں ملا کر لکھا گیا جیسے اِنَّمَا ۔ تاء سے مراد تاءِ تانیث ہے۔ مُصْحَفِ الْاِمَامِ: حضرت عثمان غنیؓ کے مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) کو "مصحفِ امام" کہا جاتا ہے؛ کیونکہ جب کہیں غلطی ہوتی تھی لوگ اسی مصحف کی طرف رُجوع کر کے صحیح کر لیا کرتے تھے۔

بیانِ واقعہ:۔ (مصحفِ امام ودیگر مصاحف کی توضیح)

جب مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں مسلمان پھیل گئے اور قرآن کریم کے رسم الخط کی کیفیت میں اختلاف ہوا جیسے تَابُوْۃُ اور تَابُوْتُ تو حضرت عثمان غنیؓ نے حکم دیا کہ تمام مصاحف،

مصحفِ صدیقی کے مطابق لکھے جائیں بلا تقدیم وتاخیر اور بلا کمی وبیشی کے اور سب کو نقطوں اور اعراب سے خالی کر دیا تاکہ ان سب قراآت کو شامل ہو جائے جن کی نقل اور تلاوت نبی کریم ﷺ سے ثابت اور منقول ہے کیونکہ اصل اعتماد حافظہ پر تھا نہ کہ صرف خط پر اور یہ حافظہ ان تمام حروف (قراآت) پر مشتمل تھا جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا "اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُاْ مَاتَيَسَّرَ مِنْه" (بے شک یہ قرآن سات قراٗتوں پر اُتارا گیا ہے تو تم ان میں سے جو آسان لگے اُسے پڑھ لو) [مشکوٰۃ شریف باب فضائل القرآن میں صحابہ کرامؓ کے چند واقعات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات اس سلسلے میں منقول ہیں] تو یہ تمام مصاحف اسی کے مطابق لکھے گئے جو نبی کریم ﷺ کو آخری پیشکش میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے پہنچے۔ چنانچہ سات مصاحف (قرآن مجید کے نسخے) لکھے گئے: ایک مکہ کی طرف، ایک شام میں، ایک یمن میں، ایک بحرین میں، ایک بصرہ میں، ایک کوفہ میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رکھ لیا جسے "اِمام" کہا جاتا ہے۔ [کمافی تسہیل البیان فی رسم خط القرآن]

صحیح اور مشہور قول کے مطابق جمعِ مصاحف کا مذکورہ واقعہ سنہ ۳۰ھ میں پیش آیا۔

تنبیہ: - آگے اشعار کے باہم مربوط ہونے کی وجہ سے کئی اشعار کی ایک ساتھ تشریح کی گئی ہے۔

(۸۰) فَـاقْـطَـعْ بِـعَشْـرِ كَـلِـمَـاتٍ أَنْ لَّا | | مَـعْ مَـلْـجَـأَ وَلَا اِلٰـــهَ اِلَّا

**ترجمہ:-** پس کاٹ (کر مقطوع لکھ) دس کلمات میں أَنْ لَّا کو مَلْجَأَ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا کے ساتھ۔

**ترکیب:-** فاء تفصیلیہ اِقْطَعْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، ب جارہ بمعنی فِيْ مضاف ومضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر فعل امر کے متعلق، اَنْ لَّا مفعول بہ، مَعْ مضاف مَـلْـجَأَ معطوف علیہ واوٗ عاطفہ لَا اِلٰـــهَ اِلَّا معطوف اوّل، اگلے شعر کے کئی الفاظ بھی معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات کے ساتھ مل کر مَعْ کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر اِقْـطَعْ کا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۸۱) وَتَعْبُدُوْا يٰسِيْنَ ثَانِيْ هُوْدَ لَا | | يُشْـرِ كْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلَنْ تَعْلُوْا عَلٰى

**ترجمہ:-** اور یٰسٓ کے تَعْبُدُوْا میں جو سورۂ ہود میں دوسرا ہے، لَا يُشْـرِ كْنَ، تُشْرِكْ،

یَدْخُلنَ، تَعْلُوْا عَلیٰ میں (بھی کاٹ کر مقطوع لکھ)۔

تحقیق کلمات: ثَانِیْ هُوْدَ : سورۂ ہود میں دو جگہ اَنْ لَّا واقع ہے، اِن میں سے دوسرا اَنْ لَّا مراد ہے، کیونکہ اَنْ لَّا پہلا موصول ہے۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ تَعْبُدُوْا مضاف یٰسِیْنَ مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف دوم، واؤ عاطفہ محذوف ثَانِیْ هُوْدَ مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف سوم، لَا یُشْرِکْنَ بحذف حرف عطف معطوف چہارم، تُشْرِكْ بحذف حرف عطف معطوف پنجم، یَدْخُلنَ بحذف حرف عطف معطوف ششم، تَعْلُوْا عَلیٰ بحذف حرف عطف معطوف ہفتم۔

| بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوْحَ صِلْ وَعَنْ مَّا | | أَنْ لَّا يَقُوْلُوْا لَا أَقُوْلَ اِنْ مَّا (۸۲) |
|---|---|---|

**ترجمہ:۔** أَنْ لَّا يَقُوْلُوْا اور لَا أَقُوْلَ میں (بھی مقطوع لکھ)۔ اِنْ مَّا کو (بھی) سورۂ رعد میں (مقطوع لکھ) اور مفتوح (اَمَّا) کو ملا کر (موصول لکھ) اور عَنْ مَّا ............

**ترکیب:۔** أَنْ لَّا يَقُوْلُوْا بحذف حرف عطف معطوف ہشتم، لَا أَقُوْلَ بحذف حرف معطوف نہم، مَلْجَأَ معطوف علیہ اپنے نو معطوفات سے مل کر ماقبل کے لیے مضاف الیہ جس کی بقیہ ترکیب گزر چکی۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف اَنْتَ ضمیر فاعل، اِنْ مَّا مفعول بہ، ب جارہ الرَّعْدِ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، واؤ عاطفہ الْمَفْتُوْحَ مفعول بہ مقدم، صِلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، واؤ عاطفہ عَنْ مَّا نُهُوْا مفعول بہ مقدم برائے فعل جو اگلے شعر میں ہے۔

| خُلْفُ الْمُنَافِقِيْنَ أَمْ مَّنْ أَسَّسَا | | نُهُوْا اقْطَعُوْا مِنْ مَّا بِرُوْمِ وَالنِّسَا (۸۳) |
|---|---|---|

**ترجمہ:۔** نُهُوْا کو کاٹ کر (مقطوع) لکھو، سورۂ روم اور سورۂ نساء میں مِنْ مَّا کو (بھی مقطوع لکھو)، سورۂ منافقون (کے مِنْ مَّا) میں اختلاف ہوا ہے، أَمْ مَّنْ کو (بھی مقطوع لکھو) أَسَّس (یعنی سورہ توبہ) میں۔

تحقیق کلمات: عَنْ مَّا نُهُوْا اِقْطَعُوْا : مطلب یہ ہے کہ عَنْ کو مَا سے الگ کر کے لکھنا

چاہیے۔ خُلفُ الْمُنَافِقِیْنَ: یعنی مِنْ مَّا کے موصول یا مقطوع لکھنے میں سورۂ منافقون میں اختلاف ہوا ہے۔

**ترکیب:۔** نُهُوْا مفعول بہ مقدم اقْطَعُوْا فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف (یا پھر ماقبل میں اِقْطَعُوْا فعل امر ہی کافی ہے) مِنْ مَّا مفعول بہ، ب جارہ رُوْمِ وَالنِّسَا معطوف علیہ ومعطوف مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر فعل امر کے متعلق، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ خُلْفُ الْمُنَافِقِیْنَ مضاف ومضاف الیہ مل کر مبتدا، ثَابِتٌ شبہ فعل، هُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف، اَنْتَ ضمیر فاعل، أَمْ مَّنْ مفعول بہ فِیْ جارہ محذوف، أَسَّسَ معطوف علیہ، اگلے شعر میں معطوفات موجود ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۸۴) | فُصِّلَتِ النِّسَا وَذِبْحِ حَیْثُ مَا | | وَأَنْ لَّمِ الْمَفْتُوْحَ کَسْرَ اِنَّ مَا |

**ترجمہ:۔** سورۂ فُصِّلت (حم السجدہ)، سورۂ نساء اور سورۂ ذبح (صافات) میں (بھی أَمْ مَّنْ کو مقطوع لکھ)، حَیْثُ مَا کو، أَنْ لَّمْ مفتوح کو اور اِنَّ مَا مکسور کو (بھی مقطوع لکھ)۔

**ترکیب:۔** فُصِّلَتْ معطوف اوّل، النِّسَا بحذف حرفِ عطف معطوف دوم، واؤ عاطفہ ذِبْحِ معطوف سوم، اَسَّسَ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفات سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر اِقْطَعْ فعل امر کا متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف، اَنْتَ ضمیر فاعل، حَیْثُ مَا معطوف علیہ، واؤ عاطفہ أَنْ لَّمْ بتاویل لفظ موصوف الْمَفْتُوْحَ صفت، موصوف صفت سے مل کر معطوف اوّل، واؤ عاطفہ محذوف کَسْرَ بمعنی مکسور صفت مضاف الی الموصوف، اِنَّ مَا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف دوم، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مفعول بہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۸۵) | الْأَنْعَامَ وَالْمَفْتُوْحَ یَدْعُوْنَ مَعَا | | وَخُلْفُ الْأَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَّقَعَا |

**ترجمہ:۔** سورۂ اَنعام میں، اور یَدْعُوْنَ کے ساتھ (اَنَّ مَا) مفتوح کو دونوں جگہ، اور سورۂ

اَنفال اور سورۂ نحل میں اختلاف واقع ہوا۔

**ترکیب:۔** فِیْ جار محذوف اَلْاَنْعَامَ منصوب بنزع الخافض مجرور، جار مجرور سے مل کر ماقبل شعر میں اِقْطَعْ سے متعلق، باقی ترکیب گزر چکی۔ واؤ عاطفہ اَنَّ مَا محذوف موصوف، اَلْمَفْتُوْحَ صفت، موصوف سے مل کر مفعول بہ برائے اِقْطَعْ فعل امر مقدر، فِیْ جار محذوف یَدْعُوْنَ ذوالحال مَعًا حال، ذوالحال سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ خُلْفُ مضاف، اَلْاَنْفَالِ وَنَحْلٍ معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، وَقَعَ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: چونکہ دونوں جگہ "یَدْعُوْنَ" کے ساتھ ہے، اس لیے مصنفؒ نے فرمایا "یَدْعُوْنَ مَعًا" یعنی دونوں جگہ جو یَدْعُوْنَ کے ساتھ ہے، بالاتفاق مقطوع ہے۔

وَخُلْفُ الْاَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَّقَعَا: سورۂ انفال آیت نمبر ۴۱ ﴿ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ ﴾ میں اَنَّ مفتوحہ اور سورۂ نحل آیت نمبر ۹۵ ﴿ اِنَّمَا عِنْدَاللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ میں اِنَّ مکسورہ کے وصل وقطع سے متعلق اختلاف ہے، چنانچہ دونوں ثابت ہے لیکن دونوں جگہ وصل کی روایت زیادہ قوی ہے۔

## شعر نمبر ۸۰ سے ۸۵ تک تشریح:۔

مذکورہ بالا اشعار میں دس کلمات کے مقطوع وموصول ہونے کا بیان ہے: (۱) أَنْ لَّا (۲) اِنْ مَّا (۳) اَمَّا (۴) عَنْ مَّا (۵) مِنْ مَّا (۶) أَمْ مَّنْ (۷) حَيْثُ مَا (۸) أَنْ لَّمْ (۹) اِنَّ مَا (۱۰) اَنَّ مَا۔ تفصیل یہ ہے:

۱......أَنْ لَّا کا رسم الخط:۔ لفظ اَنْ کو لا نافیہ سے دس جگہ علیحدہ کر کے لکھتے ہیں: (۱) سورۂ توبہ آیت نمبر ۱۱۸ ﴿ اَنْ لَّا مَلْجَاً مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ﴾ (۲) اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا یہ دو جگہ ہے: ایک سورۂ ہود آیت نمبر ۱۴ ﴿ وَاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾، دوسرے سورۂ انبیاء آیت نمبر ۸۷ ﴿ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾۔ لیکن سورۂ انبیاء

والے اَنْ لَّا میں مصاحف مختلف ہیں، بعض میں موصول لکھا ہے اور بعض میں مقطوع ۔ غالبًا اسی وجہ سے مصنفؒ نے اس کو دو شمار نہیں کیا۔(۳) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا جو دو جگہ وارد ہے: ایک سورۂ یٰس آیت نمبر ۶۰ ﴿ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ﴾، دوسرے (۴) سورۂ ہود آیت نمبر ۲۶ ﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴾ سورۂ ہود میں یہ دوسرا مقام ہے جس میں اَنْ مقطوع ہے، مصنفؒ کے قول " ثَانِیْ هُوْدَ " کا یہی مطلب ہے کیونکہ اس سے پہلے سورۂ ہود آیت نمبر ۲ ﴿ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ﴾ میں اَنْ موصول ہے۔(۵) سورۂ ممتحنہ آیت نمبر ۱۲ ﴿ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا ﴾۔(۶) سورۂ حج آیت نمبر ۲۶ ﴿ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا ﴾۔(۷) سورۂ نٓ آیت نمبر ۲۴ ﴿اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ﴾۔(۸) سورۂ دخان آیت نمبر ۱۹ ﴿ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اِنِّیْٓ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴾۔(۹) سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۶۹ ﴿اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾۔(۱۰) سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۰۵ ﴿ حَقِیْقٌ عَلٰٓی اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ﴾۔

باقی سب جگہ اَنْ کو لا نافیہ کے ساتھ ملا کر اَلَّا لکھا گیا ہے، گویا باقی جگہوں میں رسم الخط تلفظ کے مطابق ہے۔

۲......اِنْ مَّا کا رسم الخط:- لفظ اِنْ شرطیہ ایک جگہ سورۂ رعد آیت نمبر ۴۰ ﴿ وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ ﴾ میں مَا سے علیحدہ لکھا گیا ہے اور باقی سب جگہ موصول اِمَّا ہے۔

۳......اَمَّا کا رسم الخط:- اَمْ مفتوح الہمزہ مَا سے ہر جگہ موصول لکھا ہے جیسے ﴿فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ﴾[الضحیٰ:۹]۔

۴......عَنْ مَّا کا رسم الخط:- لفظ عَنْ، مَا موصولہ سے صرف ایک جگہ یعنی سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۶۶ ﴿ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ ﴾ میں مقطوع ہے، اور باقی سب جگہ موصول عَمَّا ہے۔

۵......مِنْ مَّا کا رسم الخط:- لفظ مِنْ جارّہ کو لفظ مَا موصولہ سے دو جگہ علیحدہ کر کے لکھا گیا ہے:
(۱) سورۂ نساء آیت نمبر ۲۵ ﴿ فَمِنْ مَّامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ﴾۔
(۲) سورۂ روم آیت نمبر ۲۸ ﴿ هَلْ لَّكُمْ مِنْ مَّامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَآءَ ﴾۔ اس کے علاوہ سورۂ منافقون آیت نمبر ۱۰ ﴿ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّارَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ ﴾ میں اختلاف ہوا ہے چنانچہ بعض مصاحف میں مِنْ مَّا مقطوع اور بعض مصاحف میں مِمَّا موصول لکھا ہے۔ مصنفؒ کے قول ''خُلْفُ الْمُنَافِقِيْنَ'' کا یہی مطلب ہے۔
۶...... اَمْ مَّنْ کا رسم الخط:- لفظ اَمْ کو مَنْ سے پہلے چار جگہ علیحدہ کر کے لکھا گیا ہے: (۱) سورۂ نساء آیت نمبر ۱۰۹ ﴿ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴾۔ (۲) سورۂ توبہ آیت نمبر ۱۰۹ ﴿ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ ﴾۔ (۳) سورۂ صافات آیت نمبر ۱۱ ﴿ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ﴾۔ (۴) سورۂ فُصِّلَتْ یعنی حم السجدہ آیت نمبر ۴۰ ﴿ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْ اٰمِنًا ﴾۔ باقی سب جگہ موصول جیسے ﴿ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ﴾ [النمل: ۶۰]۔
۷...... حَيْثُ مَا کا رسم الخط:- لفظ حَيْثُ، مَا سے مقطوع ہے جہاں بھی ہو جیسے سورۂ بقرۂ آیت نمبر ۱۴۴ ﴿ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ﴾۔
۸...... اَنْ لَّمْ کا رسم الخط:- لفظ اَنْ مفتوحہ کو لَمْ سے پہلے سب جگہ علیحدہ کر کے لکھا گیا ہے جیسے سورۂ انعام آیت نمبر ۱۳۱ ﴿ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ ﴾ اور سورۂ بلد آیت نمبر ۷ ﴿ اَنْ لَّمْ يَرَهٗ اَحَدٌ ﴾۔
۹...... اِنَّ مَا کا رسم الخط:- اِنَّ، مَا سے صرف ایک جگہ سورۂ انعام آیت نمبر ۱۳۴ ﴿ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴾ میں مقطوع ہے جبکہ سورۂ نحل آیت نمبر ۹۵ ﴿ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ میں وصل و قطع دونوں ثابت ہے، باقی سب جگہ موصول ہے۔
۱۰...... اَنَّ مَا کا رسم الخط:- اَنَّ، مَا سے دو جگہ علیحدہ لکھا ہے: (۱) سورۂ حج آیت نمبر ۶۲ ﴿ وَاَنَّ

مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ﴾۔(۲) سورۂ لقمان آیت نمبر ۳۰ ﴿وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ﴾۔ چونکہ دونوں جگہ ''يَدْعُوْنَ'' کے ساتھ ہے، اس لیے مصنفؒ نے فرمایا ''يَدْعُوْنَ مَعًا'' یعنی دونوں جگہ جو يَدْعُوْنَ کے ساتھ ہے، بالاتفاق مقطوع ہے۔ سورۂ انفال آیت نمبر ۴۱ ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ ﴾ میں وصل بھی ثابت ہے اور قطع بھی۔

| | | |
|---|---|---|
| رُدُّوْا كَذَا قُلْ بِئْسَ مَا وَالْوَصْلَ صِفْ | | (۸۶) وَكُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ قَطْعًا وَاخْتُلِفْ |

**ترجمہ:۔** اور كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ (میں بھی قطع کر) اور كُلَّ مَا رُدُّوْا میں اختلاف ہوا ہے، اسی طرح قُلْ بِئْسَ مَا میں (بھی اختلاف ہوا)، اور وصل بیان کر............

تحقیق کلمات: قَطْعًا بمعنی یقینی اور قطعی طور پر یعنی كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ میں قطع کا حکم یقینی ہے، کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔ وَالْوَصْلَ صِفْ خَلَفْتُمُوْنِيْ وَاشْتَرَوْا یعنی اِن جگہوں میں بِئْسَ کو مَا کے ساتھ موصولاً لکھنا چاہیے۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ گزشتہ اشعار میں اِقْطَعُوْا کے مفعول بہ پر عطف، قَطْعًا مفعول مطلق برائے تاکید، اِقْطَعُوْا فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ و مطلق سے مل کر جملہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ اُخْتُلِفَ فعل مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، فِيْ جارہ محذوف، رُدُّوْا مجرور، جار مجرور سے مل کر کے متعلق، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، هُوَ ضمیر فاعل، کاف جارہ ذَا اسم اشارہ مجرور، جار مجرور مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، قُلْ بِئْسَ مَا بتاویل لفظ مبتدا مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ، واؤ استینافیہ الْوَصْلَ مفعول بہ مقدم، صِفْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، بقیہ ترکیب اگلے شعر میں ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| اُوْحِيَ اَفَضْتُمْ اشْتَهَتْ يَبْلُوْا مَعًا | | (۸۷) خَلَفْتُمُوْنِيْ وَاشْتَرَوْا فِيْ مَا اقْطَعًا |

**ترجمہ:۔** خَلَفْتُمُوْنِيْ میں اور اِشْتَرَوْا میں (بھی وصل بیان کر)، فِيْ مَا کو علیحدہ کر اُوْحِيَ، اَفَضْتُمْ، اِشْتَهَتْ، يَبْلُوْا کے ساتھ دونوں جگہ۔

تحقیق کلمات: مَعًا صرف يَبْلُوْ کے لیے ہے دوسرے کلمات کے لیے نہیں۔ يَبْلُوْا مَعًا :

یعنی یَبْلُوْا کے ساتھ دونوں جگہ (سورۂ مائدہ آیت نمبر ۴۸ اور سورۂ انعام آیت نمبر ۱۶۵) فِیْ مَا مقطوع ہے۔

**ترکیب:۔** خَلَفْتُمُوْنِیْ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ اِشْتَرَوْا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فِیْ جار محذوف کے لیے مجرور، جار مجرور سے مل کر گزشتہ شعر میں صِفْ فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ فِیْ مَا مفعول بہ مقدم، اقْطَعْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فِیْ محذوف جارّہ اُوْحِیَ معطوف علیہ، اَفَضْتُمْ معطوف اوّل، اِشْتَهَتْ معطوف ثانی، یَبْلُوْا ذوالحال مَعًا حال، ذوالحال حال سے مل کر معطوف ثالث، باقی معطوفات اگلے شعر میں ہیں۔

| | | |
|---|---|---|
| (۸۸) ثَانِیْ فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُوْمٍ کِلَا | | تَنْزِیْلِ شُعَرَا وَغَیْرَهَا صِلَا |

**ترجمہ:۔** دوسرے فَعَلْنَ، سورۂ واقعہ، سورۂ روم، سورۂ تنزیل کے دونوں (فِیْ مَا)، اور سورۂ شعراء میں (مقطوع لکھ)، اور اِن کے علاوہ وصل کر۔

**ترکیب:۔** ثَانِیْ فَعَلْنَ مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف رابع، وَقَعَتْ بحذف حرفِ عطف معطوف خامس، رُوْمٍ بحذف حرفِ عطف معطوف سادس، کِلَا تَنْزِیْلِ مضاف و مضاف الیہ مل کر بحذف حرفِ عطف معطوف سابع، شُعَرَا بحذف حرف عطف معطوف ثامن، اُوْحِیَ اپنے تمام معطوفات کے ساتھ مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر اِقْطَعْ فعل سے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ عاطفہ غَیْرَهَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول بہ مقدم، صِلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تحقیق کلمات: ثَانِیْ فَعَلْنَ: سورۂ بقرہ میں دو جگہ فَعَلْنَ کے ساتھ فِیْ مَا آیا ہے:

(۱) آیت نمبر ۲۳۴ ﴿ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾۔ (۲) آیت نمبر ۲۴۰ ﴿ فِیْ مَافَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ لیکن اِن میں سے پہلی جگہ میں موصول فِیْمَا ہے اور دوسری جگہ میں مقطوع فِیْ مَا، اسی کی وضاحت کے لیے مصنفؒ نے ''ثَانِیْ فَعَلْنَ'' فرمایا۔

وَقَعَتْ سے مراد سورۂ واقعہ ہے اور تنزیل سے سورۂ زُمر مراد ہے۔

وَغَیْرَهَا صِلَا: یعنی مذکورہ ۱۱ جگہوں کے علاوہ فِیْ مَا بالاتفاق موصول فِیْمَا لکھا گیا ہے۔

## شعر نمبر ۸۶ سے شعر نمبر ۸۸ کی تشریح:-

مذکورہ اشعار میں تین کلمات کی تفصیل ہے: (۱) کُلَّ مَا اور کُلِّ مَا (۲) بِئْسَ مَا (۳) فِیْ مَا۔

۱۱...... کُلَّ مَا اور کُلِّ مَا کا رسم الخط:- کُلّ ، مَا سے صرف ایک جگہ سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۳۴ ﴿ وَاٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ﴾ میں بالاتفاق مقطوع ہے، اور چار جگہ وصل وقطع میں مصاحف مختلف ہیں: (۱) سورۂ نساء آیت نمبر ۹۱ ﴿ كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ﴾۔ (۲) سورۂ اعراف آیت نمبر ۳۸ ﴿ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ﴾۔ (۳) سورۂ مؤمنون آیت نمبر ۴۴ ﴿ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ ﴾۔ (۴) سورۂ ملک آیت نمبر ۸ ﴿ كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَا ﴾۔ ان پانچ جگہوں کے علاوہ بالاتفاق موصول ہے۔

۱۲...... بِئْسَ مَا کا رسم الخط:- بِئْسَ ، مَا سے دو جگہ بالاتفاق موصول ہے: (۱) سورۂ بقرہ آیت نمبر ۹۰ ﴿ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا ﴾۔ (۲) سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۵۰ ﴿ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ ﴾۔ مصنفؒ کے قول ''وَالْوَصْلَ صِفْ'' سے یہی دونوں جگہیں مراد ہیں۔ ایک جگہ یعنی سورۂ بقرہ آیت نمبر ۹۳ ﴿ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ ﴾ میں وصل وقطع کے متعلق مصاحف مختلف ہیں اور دونوں ثابت ہیں۔ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

۱۳...... فِیْ مَا کا رسم الخط:- فِیْ ، مَا سے ۱۱ جگہ مقطوع ہے: (۱) سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۴۰ ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾۔ (۲) سورۂ مائدہ آیت نمبر ۴۸ ﴿ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ﴾۔ (۳) سورۂ انعام آیت نمبر ۱۴۵ ﴿ قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ ﴾۔ (۴) سورۂ انعام آیت نمبر ۱۶۵ ﴿ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ﴾۔ (۵) سورۂ انبیاء آیت نمبر ۱۰۲ ﴿ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴾۔ (۶) سورۂ نور آیت نمبر ۱۴ ﴿ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾۔ (۷) سورۂ شعراء آیت نمبر ۱۴۶ ﴿ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴾۔ (۸) سورۂ روم آیت نمبر ۲۸ ﴿ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ ﴾۔ (۹) سورۂ زمر آیت نمبر ۳ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ فِيْ

مَاهُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴾۔(۱۰) سورۂ زُمر آیت نمبر ۴۶ ﴿اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴾۔(۱۱) سورۂ واقعہ آیت نمبر ۶۱ ﴿وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾۔ باقی سب جگہ بالاتفاق موصول ہے۔

| (۸۹) فَاَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ | فِي الشُّعَرَا الْاَحْزَابِ وَالنِّسَا وُصِفْ |
|---|---|

**ترجمہ:-** فَاَيْنَمَا کو سورۂ نحل کی طرح ملا کر لکھ، اور رسم الخط سورۂ شعراء، احزاب اور نساء میں اختلاف کے ساتھ ہے، اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

**ترکیب:-** فَاَيْنَمَا ذوالحال، کاف جارہ النَّحْلِ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق شبہ فعل محذوف كَائِنًا کے، شبہ فعل اپنے فاعل هُوَ ضمیر اور متعلق سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ مقدم، صِلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ عاطفہ اَلرَّسْمُ محذوف مبتدا، مُخْتَلِفْ صیغہ اسم فاعل هُوَ ضمیر فاعل، فِيْ جار الشُّعَرَا معطوف علیہ، واؤ عاطفہ محذوف الْاَحْزَابِ معطوف اوّل واو عاطفہ النِّسَا معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر مُخْتَلِفْ کے متعلق، مُخْتَلِفْ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ كَذَا محذوف جار مجرور مل کر متعلق مقدم برائے وُصِفْ، وُصِفَ فعل مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: فَاَيْنَمَا كَالنَّحْلِ : یعنی سورۂ نحل آیت نمبر ۷۶ کی طرح سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵ میں بھی اَيْنَمَا بالاتفاق موصول ہے۔

وَمُخْتَلِفْ فِي الشُّعَرَا : سورۂ نساء آیت نمبر ۷۸، سورۂ شعراء آیت نمبر ۹۲، اور سورۂ احزاب آیت نمبر ۶۱ میں اَيْنَ مَا کے موصول و مقطوع ہونے میں مصاحف مختلف ہیں۔

## تشریح:-

۱۴...... اَيْنَ مَا کا رسم الخط : یہ دو جگہ موصول ہے: (۱) سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵ ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ﴾۔(۲) سورۂ نحل آیت نمبر ۷۶ ﴿ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَايَاْتِ بِخَيْرٍ ﴾۔ تین جگہ

مصاحف مختلف ہیں: (۱) سورۂ نساء آیت نمبر ۷۸ ﴿ اَيۡنَ مَاتَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكۡكُّمُ الۡمَوۡتُ ﴾ اس میں قطع کی روایت قوی ہے۔ (۲) سورۂ شعراء آیت نمبر ۹۲ ﴿ وَقِيۡلَ لَهُمۡ اَيۡنَمَا كُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴾۔ (۳) سورۂ احزاب آیت نمبر ۶۱ ﴿ اَيۡنَمَا ثُقِفُوۡا اُخِذُوۡا وَقُتِّلُوۡا تَقۡتِيۡلًا ﴾ غالباً اِن دونوں جگہ وصل کی روایت قوی ہے۔

باقی سب جگہ اَيۡنَ مَا بالاتفاق مقطوع ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۹۰) | وَصِلۡ فَـاِلَّـمۡ هُـوۡدَ اَلَّـنۡ نَّـجۡعَلَا | | نَجۡمَعَ كَيۡلَا تَحۡزَنُوۡا تَاۡسَوۡا عَلٰى |

**ترجمہ:۔** اور ملا کر لکھ سورۂ ہود والے فَـاِلَّـمۡ کو، اَلَّـنۡ نَّجۡعَلَ اور اَلَّـنۡ نَجۡمَعَ کو، كَيۡلَا تَحۡزَنُوۡا اور تَاۡسَوۡا عَلٰى کو............

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ، صِلۡ فعل امر اَنۡتَ ضمیر فاعل، فَـاِلَّـمۡ مضاف، هُوۡدَ مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر معطوف علیہ، اَلَّـنۡ نَّـجۡعَلَ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، نَـجۡـمَعَ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، كَيۡلَا مضاف، تَحۡزَنُوۡا معطوف علیہ، تَاۡسَوۡا عَلٰى بحذف حرف عطف معطوف اوّل۔ باقی معطوفات اگلے شعر میں ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۹۱) | حَـجٌّ عَـلَيۡكَ حَـرَجٌ وَّقَـطۡعُهُمۡ | | عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ مَنۡ تَوَلّٰى يَوۡمَ هُمۡ |

**ترجمہ:۔** سورۂ حج اور عَلَيۡكَ حَرَجٌ والے (كَيۡلَا) کو (بھی ملا کر لکھ) اور اُن کا (یعنی اہلِ رسم کا جنہوں نے رسم الخط کو واضح کیا) عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ، مَنۡ تَوَلّٰى اور يَوۡمَ هُمۡ کو قطع کر کے لکھنا (ثابت) ہے۔

**ترکیب:۔** حَجٌّ بحذف حرف عطف معطوف دوم، عَلَيۡكَ حَرَجٌ معطوف سوم، تَحۡزَنُوۡا اپنے تینوں معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، كَيۡلَا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ماقبل کے لیے معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفات سے مل کر صِلۡ کا مفعول بہٖ، صِلۡ اپنے فاعل، ومفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ قَطۡعُ مصدر مضاف الی الفاعل، هُمۡ مضاف الیہ عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ معطوف علیہ، مَنۡ تَوَلّٰى بحذف حرف عطف معطوف اوّل، يَوۡمَ هُمۡ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، معطوف ثالث ومعطوف رابع اگلے شعر میں مذکور ہیں۔ عَنۡ مَّنۡ يَّشَآءُ اپنے تمام معطوفات

کے ساتھ مل کر مصدر کا مفعول بہ، مصدر اپنے فاعل مضاف اور مفعول بہ سے مل کر مبتدا، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، ھُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

## تشریح:-

مذکورہ دو شعروں میں پانچ کلمات کا رسم الخط بیان ہوا ہے: (۱) اِنْ لَمْ ۔ (۲) اَنْ لَنْ ۔ (۳) کَیْ لَا (۴) عَنْ مَّنْ (۵) یَوْمَ ھُمْ ۔

۱۵..... اِنْ لَمْ کا رسم الخط:- اِنْ شرطیہ لَمْ سے صرف ایک جگہ سورۂ ہود آیت نمبر ۱۴ ﴿ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ ﴾ میں موصول ہے، باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

۱۶..... اَنْ لَنْ کا رسم الخط:- اَنْ مصدریہ لفظ لَنْ ناصبہ سے دو جگہ موصول ہے: (۱) سورۂ کہف آیت نمبر ۴۸ ﴿ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا ﴾ ۔ (۲) سورۂ قیامہ آیت نمبر ۳ ﴿ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴾ ۔ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

۱۷..... کَیْ لَا کا رسم الخط:- کَیْ، لَا سے چار جگہ موصول ہے: (۱) سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۱۵۳ ﴿ فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ ﴾ ۔ (۲) سورۂ حج آیت نمبر ۵ ﴿ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ﴾ ۔ (۳) سورۂ احزاب آیت نمبر ۵۰ ﴿ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ﴾ ۔ (۴) سورۂ حدید آیت نمبر ۲۳ ﴿ لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ ﴾ ۔

۱۸..... عَنْ مَّنْ کا رسم الخط:- عَنْ کو مَنْ موصولہ سے دو جگہ بالاتفاق علیحدہ (مقطوع) لکھا گیا ہے: (۱) سورۂ نور آیت نمبر ۴۳ ﴿ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ ﴾ ۔ (۲) سورۂ نجم آیت نمبر ۲۹ ﴿ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا ﴾ ۔ باقی سب جگہ موصول بحذف النون یعنی عَمَّنْ لکھا ہے۔

۱۹..... یَوْمَ ھُمْ کا رسم الخط:- لفظ یَوْمَ کو ھُمْ سے دو جگہ علیحدہ (مقطوع) لکھا ہے: (۱) سورۂ مؤمن آیت نمبر ۱۶ ﴿ یَوْمَ ھُمْ بٰرِزُوْنَ ﴾ ۔ (۲) سورۂ ذاریات آیت نمبر ۱۳ ﴿ یَوْمَ ھُمْ عَلَی النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴾ ۔ باقی سب جگہ موصول ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۹۲) وَمَالِ هٰذَا وَالَّذِيْنَ هٰؤُلَا | | تَحِيْنَ فِى الْإِمَامِ صِلْ وَوُهِلَا |

**ترجمہ** اور مَالِ هٰذَا، الَّذِيْنَ اور هٰؤُلَاءِ (کو قطع کرنا بھی ثابت ہے)، تَحِيْنَ کو مصحفِ امام (کی موافقت) میں ملا (کر لکھ) اور اس کی ضعف کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

**ترکیب:** واؤ عاطفہ مَالِ هٰذَا معطوف ثالث، واؤ عاطفہ الَّذِيْنَ هٰؤُلَاءِ معطوف رابع، گزشتہ شعر میں عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ معطوف علیہ ہے جس کی ترکیب گزر چکی۔ تَحِيْنَ بتاویل لفظ مفعول بہ مقدم فِى الْإِمَامِ جار و مجرور مل کر متعلق مقدم برائے صِلْ، صِلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ وُهِلَ فعل مجہول هُوَ ضمیر نائب فاعل، وُهِلَ فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ خبریہ۔

**تحقیق کلمات:** الَّذِيْنَ سے فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور هٰؤُلَاءِ سے فَمَالِ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمِ اور تَحِيْنَ سے لَاتَ حِيْنَ مراد ہے۔ الْإِمَامِ سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ خاص نسخہ ہے جسے آپ اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور اسی میں تلاوت بھی فرماتے تھے۔ وُهِلَا: آخر میں الف اشباع زائد، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از باب تفعیل بمعنی ضُعِّفَ کمزوری کی طرف منسوب کرنا۔ دوسرے معنی غلط قرار دینا بھی ہیں لیکن وہ یہاں مراد نہیں۔

## تشریح:-

لامِ جارّہ اور لاتَ کا رسم الخط بیان کیا جا رہا ہے۔

۲۰......لامِ جارّہ کا رسم الخط:- لامِ جارّہ کو اپنے مجرور سے چار جگہ علیحدہ (مقطوع) لکھا ہے: (۱) سورۂ نساء آیت نمبر ۷۸ ﴿فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَايَكَادُوْنَ﴾۔ (۲) سورۂ کہف آیت نمبر ۴۹ ﴿مَالِ هٰذَاالْكِتَابِ لَايُغَادِرُ صَغِيْرَةً﴾۔ (۳) سورۂ فرقان آیت نمبر ۷ ﴿وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ﴾۔ (۴) سورۂ معارج آیت نمبر ۳۶ ﴿فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ﴾۔ باقی سب جگہ اپنے مجرور سے ملا کر (موصول) لکھا ہے۔

۲۱......لَاتَحِيْنَ کا رسم الخط:- یہ ایک جگہ سورۂ صٓ آیت نمبر ۳ ﴿فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ﴾ میں مذکور ہے، مصحفِ امام یعنی حضرت عثمانؓ کے خاص مصحف میں اس کو موصولاً ''لا

تَـحِیْـنَ ''جبکہ باقی تمام مصاحف (مکی، مدنی، بصری، کوفی، شامی وغیرہ) میں مقطوعًا'' لَاتَ حِیْــنَ '' لکھا ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مصحفِ اِمام میں اگرچہ موصولاً لکھا گیا ہے اور اس کی روایت اسی طرح نقل کی گئی ہے لیکن چونکہ دیگر مصاحف کی روایت اور خود تمام بلادِ اسلامیہ میں مقطوعًا'' لَاتَ حِیْـنَ '' لکھا جارہا ہے، کیونکہ قطع کر کے لکھنا اس بات کی نشاندہی کے لیے ہے کہ 'ت' حِیْـنَ کا جز نہیں ہے۔ اس بنا پر وصل یعنی'' لَا تَـحِیْـنَ '' کوضعیف قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے خاص نسخہ میں موصولاً لکھا تھا مگر اس کی توجیہ معلوم نہیں۔

[کمافی تسہیل البیان فی رسم خط القرآن، بتغیر]

## روایت مصحفِ امام کی مزید توضیح:-

مصحفِ امام والی روایت ثابت ہے اور اس کے راوی حضرت امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ متوفی ۲۲۴ھ بھی نہایت باوثوق، حجت اور معتبر ہیں لیکن اس کے باوجود بظاہر دو وجوں سے اِسے ضعیف قرار دیا گیا ہے: (۱) دیگر مصاحف کی روایت اس کے برخلاف ہے۔ (۲) باعتبارِ لغت وصل کی کوئی توجیہ نہیں، بلکہ قطع ہی موافقِ لغت ہے۔ لہٰذا یہ روایت متواتر کے مقابلہ میں شاذ ہے۔

ایک سوال رِہ جاتا ہے، وہ یہ کہ خود امام جزریؒ نے بھی قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ میں مصحفِ امام میں اسی طرح'' لَا تَحِیْنَ '' موصولاً پایا ہے، پھر آپ نے اِس تضعیف کو کیوں نقل فرمایا جبکہ ایسا مصحفِ امام میں موجود ہے تو اس کے دو جوابات دیئے گئے ہیں: (۱) اِمام جزریؒ اپنے سے پیشرو محققین کی رائے نقل فرمارہے ہیں کہ اُنہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (۲) آپ کی غرض ابوعبیدؒ کی روایت کو نہیں بلکہ اُن کے مذہب کی تضعیف کرنا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک تاء لفظاً حِیْــنَ ظرفیہ کا جزء ہے اور معناً زائد ہے جبکہ تمام اہل لغت اس کے برخلاف تاء کو حِیْــنَ کا جزء قرار نہیں دیتے لہٰذا ابوعبیدؒ کا مذکورہ مذہب ضعیف ہے۔

یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ مصحفِ امام صرف حضرت عثمانؓ کے پاس رہتا تھا جس میں آپ تلاوت فرمایا کرتے تھے، عام لوگوں کی نظروں سے وہ اوجھل تھا، اس لیے'' لَا تَحِیْنَ '' کی مذکورہ رسم حدتواتر کو نہیں پہنچا۔ واللہ اعلم

**لَاتَ کی نحوی تحقیق :** اس بارے میں دو مذاہب ہیں: (۱) خلیلؒ وسیبویہؒ کے نزدیک یہ لا نافیہ مشبہ بلَیْسَ ہے، اس پر تاء کو زیادہ کیا گیا جس طرح رُبَّ اور ثُمَّ پر تاء کا اضافہ کر کے انہیں رُبَّتْ اور ثُمَّتْ پڑھا جاتا ہے۔ لَا پر جب تاء کا اضافہ ہوا تو اس کے بعد یا تو اس کا اسم آئے گا یا پھر اس کی خبر، چنانچہ حِیْنَ ظرف مضاف اور مَنَاصٍ مصدر میمی مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر۔

(۲) اخفشؒ کے نزدیک یہ لائے نفی جنس ہے جس پر تاء کو بڑھایا گیا اور اس کی خبر محذوف ہے اَیْ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کَائِنٌ لَّھُمْ ۔[کشاف للزمخشری، سورہ ص]

| | | |
|---|---|---|
| كَذَا مِنْ اَلْ وَهَا وَيَا لَا تَفْصِلِ | | كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ صِلِ (۹۳) |

**ترجمہ:** کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ کو ملا کر لکھ، اسی طرح اَلْ ، ھَا اور یَا کو (اپنے اپنے مدخول سے) جدا نہ کر۔

**ترکیب:** کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ بتاویل لفظ مفعول بہ مقدم، صِلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ کَذَا جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے لَا تَفْصِلْ ، مِنْ جارہ اَلْ معطوف علیہ واؤ عاطفہ ھَا معطوف اوّل، واؤ عاطفہ یَا معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی مقدم برائے لَا تَفْصِلْ ، لَا تَفْصِلْ فعل نہی اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، مَابَعْدَھَا محذوف مفعول بہ۔ فعل نہی اپنے فاعل، مفعول بہ اور دونوں متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

## تشریح:-

۲۲...... **کَالُوْھُم کا رسم الخط:**- سورۂ مطففین آیت نمبر ۳ ﴿ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ ﴾ میں دونوں فعلوں کَالُوْ اور وَزَنُوْ کو مفعول بہ کی ضمیر ھُمْ سے ملا کر ہی لکھا جاتا ہے اگرچہ قاعدہ کے موافق فعل کی واؤ کے بعد الف ''ا'' کا اضافہ ہونا چاہیے یعنی کَالُوْاھُمْ اور وَزَنُوْاھُمْ لیکن مصاحف میں بلا فصل ہی آیا ہے، اس لیے اب یہ کلمۂ واحدہ ہیں اور صرف کَالُوْ یا صرف وَزَنُوْ پر وقف نہیں کر سکتے بلکہ اگر وقف کرنا ہو تو پورے کَالُوْھُمْ یا پورے وَزَنُوْھُمْ پر وقف کرنا لازم ہے۔

۲۳،۲۴،۲۵...... اَلْ ، ھَا اور یَا کا رسم الخط :- اَلْ سے الف لام مراد ہے جو تعریف یا بمعنی الَّذِیْ اسم موصول ہوتا ہے، یَا سے یا حرفِ ندا اور ھَا سے ھَا حرفِ تنبیہ مراد ہے۔ یہ تینوں بھی ہر جگہ اپنے مدخولات کے ساتھ موصولاً لکھے گئے ہیں جیسے اَلنَّاسُ ، یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ، ھٰذَا ۔ لہٰذا صرف اَلْ، ھَا ، یَا پر وقف کرنا صحیح نہیں۔

# (۱۶) بَابُ ھَآءِ التَّانِیْثِ الَّتِیْ رُسِمَتْ تَآءً

## ہائے تانیث کا بیان جس کو تاء کی شکل میں لکھا گیا

گذشتہ باب میں رسم الخط میں سے وصل وقطع کا بیان ہوا تھا، اب اس باب میں رسم ہی سے متعلق بحث یعنی ہائے تانیث (تاءِ مدوّرہ) کے لکھنے کے طریقے بیان ہو رہے ہیں۔

اہلِ علم کی عام اصطلاح تو یہی ہے کہ وہ فعل کے آخر میں ملنے والی تاء تانیث ساکنہ کو دراز کر کے "ت" لکھتے ہیں جبکہ اسم کی علامت تاءِ تانیث کو وقف کا لحاظ کرتے ہوئے "ۃ" کی شکل میں تاءِ مدوّرہ "ۃ" بنا کر لکھتے ہیں کیونکہ تاءِ تانیث وقف میں "ہ" بن جاتی ہے۔

مگر مصاحف کے لکھنے والوں نے اکثر مواقع میں تو اِسے اگرچہ "ۃ" گول تاء ہی سے لکھا ہے لیکن کہیں کہیں وصل کا لحاظ کر کے لمبی تاء کی صورت میں "ت" بھی لکھا ہے جس کو "تاءِ مجرورہ" اور "تاءِ مطوّلہ" کہتے ہیں۔ اس باب کے سات اشعار میں مصنفؒ نے ۱۳ کلمات میں تاء کے رسم الخط کی وضاحت کی ہے، وہ یہ ہیں: (۱) رَحْمَت (۲) نِعْمَت (۳) لَعْنَت (۴) اِمْرَأَت (۵) مَعْصِيَت (۶) شَجَرَت (۷) سُنَّت (۸) قُرَّت (۹) جَنَّت (۱۰) فِطْرَت (۱۱) بَقِيَّت (۱۲) ابْنَت (۱۳) كَلِمَت ۔

**ترکیب:۔** بَابُ ...... الخ مضاف مضاف الیہ مل کر ھٰذا مبتداءِ محذوف کی خبر واقع ہے۔

| (۹۴) | وَرَحْمَتَ الزُّخْرُفِ بِالتَّا زَبَرَهْ | | اَلْاَعْرَافِ رُوْمِ هُوْدَ كَافَ الْبَقَرَهْ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:** آپؒ (یعنی حضرت عثمانؓ) نے سورۂ زخرف کے لفظ رَحْمَت کو (لمبی) تاء کے ساتھ لکھا ہے، (اسی طرح) سورۂ اعراف، روم، ہود، کاف (یعنی سورۂ مریم) اور بقرہ میں (بھی لمبی

تاء کے ساتھ رَحْمَت لکھا ہے)۔

**ترکیب:۔** واوٗ استینا فیہ رَحْمَتَ مضاف، الزُّخْرُفِ معطوف علیہ اَلاَعْرَافِ بحذف حرف معطوف اوّل، رُوْمِ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، هُـوْدَ بحذف حرف عطف معطوف ثالث، کَـافَ بحذف حرف عطف معطوف رابع، اَلْبَـقَـرَهْ بحذف حرف عطف معطوف خامس، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، رَحْـمَـتَ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ برائے فعل محذوف زَبَـرَ، (جس پر آگے آنے والا زَبَـرَ دلالت کر رہا ہے) ب جارّہ التّـا مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق برائے زَبَـرَ محذوف، زَبَـرَ فعل هُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مُفَسَّر، زَبَرَهٗ پورا جملہ اس کی تفسیر، مفسَّر تفسیر مل کر جملہ تفسیریہ۔

**تحقیق کلمات:** زَبَرَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی لکھنا۔ فاعل کی وضاحت نہیں، غالب گمان یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت عثمان غنیؓ ہوں گے یا پھر اہلِ مصاحف یعنی وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے حکم سے مصاحف تیار کیے۔ تقدیری عبارت: زَبَـرَهٗ عُثْمَانُ أَوْ أَهْلُ الْمَصَاحِفِ اور یہ ''مَا اُضمِرَ عاملُہٗ علیٰ شریطۃ التفسیر'' کے قبیل سے ہے۔ کَاف سے سورۂ مریم مراد ہے کیونکہ اس کا پہلا لفظ ''کٓھٰیٰعٓصٓ'' ہے جو کاف سے شروع ہے۔

## تشریح:۔

۱......لفظ رَحْـمَة کی تاء سات جگہ دراز لکھی جاتی ہے: (۱) سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۱۸ ﴿ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾۔ (۲) سورۂ اعراف آیت نمبر ۵۶ ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰـهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴾۔ (۳) سورۂ ہود آیت نمبر ۷۳ ﴿رَحْـمَـتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ﴾۔ (۴) سورۂ مریم آیت نمبر ۲ ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا ﴾ (۵) سورۂ روم آیت نمبر ۵۰ ﴿ فَـانْـظُـرْ اِلٰٓى اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰهِ ﴾۔ (۶) سورۂ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿اَ هُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ﴾۔ (۷) سورۂ زخرف آیت نمبر ۳۲ ایضاً ﴿وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴾۔ باقی سب جگہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ رَحْمَة ہی لکھا ہے۔

| (۹۵) | نِـعْـمَـتُهَـا ثَـلٰـثُ نَـحْـلِ اِبْـرَهَـمْ | | مَـعًـا اَخِیْرَاتِ عُقُوْدِ الثَّانِ هَمْ |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** اس (سورۂ بقرہ) میں لفظِ نِعۡمَت جو نحل میں تین دفعہ ہے، سورۂ ابراہیم میں دونوں جگہ اس حال میں کہ (ان سورتوں میں یہ) آخری الفاظ ہیں، اور عقود (سورۂ مائدہ) میں دوسرا جو ھَمَّ کے ساتھ ہے۔

**ترکیب:-** نِعۡمَتُ مضاف، ھَا مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر معطوف علیہ، ثَلٰثُ نَحۡلٍ مضاف با مضاف الیہ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، اِبۡرٰھَمۡ مَعًا ذوالحال حال مل کر بحذف حرف عطف معطوف ثانی، نِعۡمَتُھَا معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر ذوالحال، اَخِیۡرَاتٍ حال، ذوالحال حال سے مل کر پھر معطوف علیہ، عُقُوۡدِ الثَّانِ ھَمۡ تقدیری عبارت ہے: وَالثَّانِیۡ اَلۡکَائِنِ فِیۡ عُقُوۡدِ مَعَ ھَمَّ۔ اس میں الثَّانِیۡ موصوف اَلۡکَائِنِ شبہ فعل، ضمیر اس کا فاعل، فِیۡ عُقُوۡدِ جار مجرور سے مل کر متعلق، مضاف بامضاف الیہ مفعول فیہ، اَلۡکَائِنِ شبہ فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر الثَّانِیۡ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر ماقبل کے لیے معطوف اوّل، اس کے باقی معطوفات اگلے شعر میں مذکور ہیں، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر بتاویل لفظ مبتدا، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف اپنے ضمیر فاعل کے ساتھ مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

**تحقیق کلمات:** اِبۡرٰھَمۡ مَعًا یعنی سورۂ ابراہیم میں دونوں جگہ لفظِ نِعۡمَت لمبی تاء کے ساتھ ہے۔ اَخِیۡرَاتٍ، اَخِیۡرَۃٌ کی جمع ہے بمعنی آخر۔ یہ ترکیب کے لحاظ سے تین سورتوں بقرہ، نحل اور ابراہیم سے حال یا صفت واقع ہے، نیز سورۂ نحل کی بھی آخری تین جگہوں میں لفظِ نِعۡمَت وارد ہے، مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں میں کے آخر میں جو لفظِ نِعۡمَۃ ہے وہ لمبی تاء کے ساتھ ''نِعۡمَت'' تحریر ہے، لہٰذا انہی سورتوں کی ابتداء میں جو نِعۡمَۃ ہے وہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔ عُقُوۡد: چونکہ سورۂ مائدہ کے شروع میں عُقُود (عہد ومیثاق) کا ذکر ہے، اس لیے اسے عُقُود سے تعبیر کیا۔ الثَّانِ ھَمۡ یعنی سورۂ مائدہ میں وہ دوسرا لفظِ نِعۡمَۃ جس کا ذکر ھَمَّ قَوۡمٌ کے ساتھ ہوا ہے وہ لمبی تاء کے ساتھ نِعۡمَت تحریر ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۹۶) لُقۡمٰنَ ثُمَّ فَاطِرٌ کَالطُّوۡرِ | | عِمۡرَانَ لَعۡنَتَ بِھَا وَالنُّوۡرِ |

**ترجمہ:-** اور سورۂ لقمان میں، پھر سورۂ فاطر میں (بھی) سورۂ طور کی طرح، اور آل عمران میں

(بھی)، لَعنَت جواس (سورۂ آل عمران) میں اور سورۂ نور میں ہے۔

**ترکیب:۔** لُقْمٰنَ بحذف حرف عطف ماقبل کے لیے معطوف ثانی، ثُمَّ عاطفہ فَاطِرٌ موصوف کَائِنٌ محذوف ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، کاف جارّہ الطُّوْرِ مجرور، جار مجرور سے مل کر کَائِنٌ کے متعلق، کَـائِنٌ شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر فَـاطِرٌ کی صفت، موصوف صفت سے مل کر معطوف ثالث، عِمْرَانَ معطوف رابع، گزشتہ شعر میں موجود معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملنے کے بعد کی ترکیب پچھلے شعر میں گزر چکی۔ لَعْـنَـتَ بتاویل لفظ مبتدا، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، ھُوَ ضمیر فاعل، بِهَا جار مجرور مل کر معطوف علیہ واوٗ عاطفہ ب جارّہ محذوف النُّوْرِ مجرور، ب اپنے مجرور سے مل کر معطوف، بِهَا اپنے معطوف سے مل کر ثَابِتٌ کے متعلق، ثَابِتٌ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ زَبَرَ کے لیے مفعول بہ واقع ہوں۔

## ماقبل دوشعروں کی تشریح:۔

۲......لفظ نِـعـمَة کو ۱۱ جگہ لمبی تاء کے ساتھ نِـعْـمَت لکھا ہے: (۱) سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱ ﴿ وَاذْكُرُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآاَنْزَلَ عَلَيْكُمْ ﴾۔ (۲) سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۱۰۳ ﴿وَاذْكُرُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْكُنْتُمْ اَعْدَآءً ﴾۔ (۳) سورۂ مائدہ آیت نمبر ۱۱ ﴿ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْهَمَّ قَوْمٌ ﴾۔ (۴) سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۲۸ ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ﴾۔ (۵) سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۳۴ ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْانِعْمَتَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا ﴾۔ (۶) سورۂ نحل آیت نمبر ۷۲ ﴿ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴾۔ (۷) سورۂ نحل آیت نمبر آیت نمبر ۸۳ ﴿ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا ﴾۔ (۸) سورۂ نحل آیت نمبر ۱۱۴ ﴿وَاشْكُرُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴾۔ (۹) سورۂ لقمان آیت نمبر ۳۱ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ ﴾۔ (۱۰) سورۂ فاطر آیت نمبر ۳ ﴿ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْانِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ﴾۔ (۱۱) سورۂ طور آیت نمبر ۲۹ ﴿ فَذَكِّرْ فَمَآاَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَامَجْنُوْنٍ ﴾۔ باقی سب جگہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

۳......لفظ لَعْنَةَ دوجگہ لمبی تاء کے ساتھ لَعْنَت لکھا ہے:(۱) سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۶۱ ﴿فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾۔(۲) سورۂ نور آیت نمبر ۷ ﴿وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾۔باقی سب جگہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

| (۹۷) وَامْرَأَتٌ يُوْسُفَ عِمْرَانَ الْقَصَص | تَحْرِيْم مَعْصِيَتْ بِقَدْ سَمِعْ يُخَص |
|---|---|

**ترجمہ** اورسورۂ یوسف، آلِ عمران، قصص اور تحریم میں لفظ اِمْرَأَت اور لفظ مَعْصِيَت کو قَدْ سَمِعَ (سورۂ مجادلہ) کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے۔

**ترکیب:۔** واؤ عاطفہ اِمْرَأَتٌ بتاویل لفظ مبتدا، فِيْ جارہ محذوف، يُوْسُفَ معطوف علیہ، عِمْرَانَ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، اَلْقَصَصْ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، تَحْرِيْمَ بحذف حرف عطف معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر فِيْ محذوف کے لیے مجرور، جار مجرور سے مل کر ثَابِتٌ شبہ فعل کے متعلق جس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مَعْصِيَت بتاویل لفظ مبتدا، ب جارہ قَدْ سَمِعْ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے يُخَصُّ، يُخَصُّ فعل مجہول ھُوَ ضمیر نائب مجہول، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

**تحقیق کلمات:** وَامْرَأَتٌ یعنی اِمْرَأَت لمبی تاء کے ساتھ صرف سورۂ یوسف، آلِ عمران، قصص اور تحریم میں پایا جاتا ہے جبکہ باقی تمام جگہوں میں اِمْرَأَةٌ گول تاء کے ساتھ ہے۔ يُخَصْ یعنی مَعْصِيَت بڑی تاء کے ساتھ سورۂ مجادلہ کے ساتھ مخصوص ہے جس کی ابتدا قَدْسَمِعَ سے ہوتی ہے اور باقی تمام جگہ یہ بھی گول تاء کے ساتھ مَعْصِيَة ہی ہے۔

## تشریح:۔

۴......لفظ اِمْرَأَةٌ کو سات جگہ لمبی تاء کے ساتھ اِمْرَأَتٌ لکھا گیا ہے:(۱) سورۂ آلِ عمران آیت نمبر ۳۵ ﴿اِذْقَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ﴾۔(۲) سورۂ یوسف آیت نمبر ۳۰ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ﴾۔(۳) سورۂ یوسف آیت نمبر ۵۱ ﴿قَالَتِ امْرَأَتُ

الْعَزِیْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ﴾۔(۴) سورۂ قصص آیت نمبر ۹﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَکَ ﴾۔(۵)،(۶) سورۂ تحریم آیت نمبر ۱۰ میں دو مرتبہ﴿ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَأَتَ نُوْحٍ وَامْرَأَتَ لُوْطٍ ﴾۔(۷) سورۂ تحریم آیت نمبر ۱۱﴿ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ﴾۔باقی سب جگہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

۵......لفظ مَعْصِیَة صرف دو جگہ سورۂ مجادلہ میں لمبی تاء کے ساتھ مَعْصِیَة تحریر ہے: (۱) آیت نمبر ۸﴿ وَیَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ ﴾۔(۲) آیت نمبر ۹﴿ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ ﴾۔باقی سب جگہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

| (۹۸) شَجَرَتَ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرِ | | كُلًّا وَّالْاَنْفَالِ وَاُخْرٰى غَافِرِ |
|---|---|---|

**ترجمہ:** سورۂ دُخان میں لفظ شَجَرَتَ ،سورۂ فاطر میں لفظ سُنَّت ہر جگہ اور سورۂ انفال اور سورۂ غافر میں آخری (لفظ سُنَّت )۔

**ترکیب:** ۔شَجَرَتَ الدُّخَان بتاویل لفظ مضاف و مضاف الیہ مبتدا، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، هُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ سُنَّتْ بتاویل لفظ مضاف، فَاطِرِ ذو الحال، كُلًّا حال، ذو الحال حال سے ملکر معطوف علیہ، الْاَنْفَالِ معطوف اوّل، اُخْرٰى غَافِرِ مضاف و مضاف الیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، هُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ زَبَرَ کے لیے مفعول بہ واقع ہوں۔

تحقیق کلمات: سُنَّتْ فَاطِرِ كُلًّا یعنی سورۂ فاطر آیت نمبر ۴۳ میں تین دفعہ لفظ سُنَّة آیا ہے اور تینوں دفعہ لمبی تاء کے ساتھ سُنَّت ہی تحریر ہے۔ اُخْرٰى غَافِرِ یعنی سورۂ غافر جس کو سورۂ مؤمن بھی کہتے ہیں، اس سورت کی آخری آیت نمبر ۸۵ میں وارد لفظ سُنَّت بھی لمبی تاء کے ساتھ ہی ہے۔

## تشریح:۔

۶......لفظ شَجَرَة صرف ایک جگہ سورۂ دُخان آیت نمبر ۴۳﴿اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''شَجَرَتَ'' لکھا گیا ہے، باقی جگہ تاء مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔

۷......لفظ سُنَّة کو پانچ جگہ لمبی تاء کے ساتھ سُنَّت لکھا گیا ہے: (۱) سورۂ اَنفال آیت نمبر ۳۸ ﴿وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ﴾۔ (۲)، (۳)، (۴) سورۂ فاطر آیت نمبر ۴۳ میں تین مرتبہ ﴿فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ، فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا﴾۔ (۵) سورۂ غافر (مؤمن) آیت نمبر ۸۵ ﴿سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ﴾۔ باقی سب جگہ تاءِ مدوّرہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| (۹۹) قُرَّتْ عَيْنٍ جَنَّتٌ فِيْ وَقَعَتْ | | فِطْرَتْ بَقِيَّتْ وَابْنَتْ وَكَلِمَتْ |

**ترجمہ:-** قُرَّتْ عَيْنٍ، اور سورۂ واقعہ میں جَنَّتٌ (بھی)، فِطْرَتْ، بَقِيَّتْ، ابْنَتْ اور كَلِمَتْ جو............

تحقیق کلمات: وَقَعَتْ سے مراد سورۂ واقعہ ہے۔

**ترکیب:-** قُرَّتْ عَيْنٍ معطوف علیہ، جَنَّتٌ موصوف فِيْ جار، وَقَعَتْ مجرور، جار مجرور سے مل کر كَائِنٌ شبہ فعل کے متعلق، هُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف اوّل، فِطْرَتْ معطوف ثانی، بَقِيَّتْ معطوف ثالث، واوَ عاطفہ ابْنَت معطوف رابع، واوَ عاطفہ كَلِمَتْ موصوف، كَائِنٌ مقدر، اگلے شعر میں اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ بتاویل مَكَان مفعول فیہ، كَائِنٌ اپنے فاعل ضمیر اور مفعول فیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف خامس۔ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مبتدا، ثَابِتَةٌ شبہ فعل محذوف اپنے فاعل ضمیر سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ زَبَرَ کے لیے مفعول بہ واقع ہوں۔

| | | |
|---|---|---|
| (۱۰۰) اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ وَكُلُّ مَا اخْتُلِفْ | | جَمْعًا وَّفَرْدًا فِيْهِ بِالتَّاءِ عُرِفْ |

**ترجمہ:-** سورۂ اعراف کے درمیان ہے، اور وہ ہر وہ کلمہ جس میں جمع و مفرد ہونے کے اعتبار سے اختلاف ہوا ہے، اسے (لمبی) تاء کے ساتھ ہی پہچانا گیا ہے۔

## شعر نمبر (۹۹) و (۱۰۰) کی تشریح:-

۸......لفظ قُرَّة صرف ایک جگہ سورۂ قصص آیت نمبر ۹ ﴿وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ

لِّیْ وَلَكَ ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''قُرَّت '' لکھا گیا ہے، باقی جگہ تاء مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔

۹......لفظ جَنَّة بھی صرف ایک جگہ سورۂ واقعہ آیت نمبر ۸۹ ﴿ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''جَنَّتُ'' لکھا گیا ہے، باقی جگہ تاء مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔

۱۰......لفظ فِطْرَة بھی صرف ایک جگہ سورۂ روم آیت نمبر ۳۰ ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''فِطْرَتَ '' لکھا گیا، باقی جگہ تاء مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔

۱۱......لفظ بَقِيَّة بھی صرف ایک جگہ سورۂ ہود آیت نمبر ۸۶ ﴿ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''بَقِيَّت '' لکھا گیا، باقی جگہ تاء مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔

۱۲......لفظ اِبْنَة بھی صرف ایک جگہ سورۂ تحریم آیت نمبر ۱۲ ﴿ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''فِطْرَتَ '' لکھا گیا۔

۱۳......لفظ كَلِمَة بھی صرف ایک جگہ سورۂ اعراف کے وسط آیت ۱۳۷ ﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ''فِطْرَتَ '' لکھا گیا، باقی جگہ تاء مدوّرہ کے ساتھ ہی ہے۔

## قوله: وَكُلُّ مَا اخْتُلِفْ جَمْعًا وَّفَرْدًا فِيْهِ بِالتَّآءِ عُرِفْ کا مطلب:-

جن اسماء میں علامتِ تانیث ''تاء'' بھی پائی جاتی ہے اوران کے مفرد وجمع پڑھنے میں قراء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ بعض ان میں سے جمع پڑھتے ہیں اور بعض مفرد، تو ایسے کلمات کو ہمیشہ لمبی تاء (مجرورہ مطوّلہ) کے ساتھ لکھتے ہیں، ایسے کلمات سات ہیں: (۱) كَلِمَت ، اَعراف کے علاوہ۔ (۲) اٰيٰت (۳) غَيٰبَت (۴) غُرُفَات (۵) بَيِّنَت (۶) ثَمَرٰت (۷) جِمٰلَت ۔

## مختلف فیہ کلمات کی تفصیل:

۱- كَلِمَتٌ کے مواقع:- سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۳۷ میں بالاتفاق مفرد ہے جس کا بیان اوپر آیا، اس کے علاوہ چار جگہ مختلف ہے: (۱) سورۂ اَنعام آیت نمبر ۱۱۵ ﴿ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ﴾۔ (۲) سورہ یونس آیت نمبر ۳۳ ﴿ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْا ﴾۔ (۳) سورۂ یونس آیت نمبر ۹۶ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾۔ (۴) سورۂ غافر (مؤمن) آیت نمبر ۶ ﴿ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ

رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴾۔

۲-ایٰتٌ کے مواقع:-دوجگہ (۱) سورۂ یوسف آیت نمبر ۷ ﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ ايٰتٌ لِّلسَّائِلِيْنَ ﴾۔(۲) سورۂ عنکبوت آیت نمبر ۵۰ ﴿ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ ايٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ پہلے میں روایت مختلف ہے اور دوسرا بالاتفاق جمع ہے۔

۳-غَيٰبَتِ کے مواقع:-سورۂ یوسف میں دوجگہ: (۱) آیت نمبر ۱۰ ﴿ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ﴾۔(۲) آیت نمبر ۱۵ ﴿ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ﴾۔

۴-غُرُفَات کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورۂ سبا آیت نمبر ۳۷ ﴿ وَهُمْ فِى الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ ﴾۔

۵-بَيِّنَت کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورۂ فاطر آیت نمبر ۴۰ ﴿ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ﴾۔

۶-ثَمَرٰت کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورۂ فُصِّلَت (حم السجدۃ) آیت نمبر ۴۷ ﴿ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا ﴾۔

۷-جِمٰلَتٌ کے مواقع:-صرف ایک جگہ: سورۂ مرسلات آیت نمبر ۳۳ ﴿ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴾

**ترکیب:-** اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ گزشتہ شعر سے متعلق، واؤ عاطفہ یا استینافیہ کُلُّ مضاف مَا بمعنی شَیْءٍ نکرہ موصوفہ (اور مراد اس سے کلمہ ہے) اُخْتُلِفَ فعل مجہول ھُوَ ضمیر ذوالحال، جَمْعًا وَّفَرْدًا معطوف علیہ و معطوف مل کر حال، ذوالحال حال سے مل کر نائب فاعل، فِيْهِ جار مجرور سے مل کر اُخْتُلِفَ کے متعلق، اُخْتُلِفَ اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شَیْءٍ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ب جارّہ التَّاءِ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے عُرِفَ، عُرِفَ فعل مجہول، ھُوَ ضمیر فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: اَوْسَطَ الْاَعْرَافِ: اس سے سورۂ اعراف کے وسط آیت ۱۳۷ مراد ہے۔

كُلُّ مَا اخْتُلِفْ جَمْعًا وَّفَرْدًا یعنی ایسے کلمات کہ بعض مصاحف میں جمع مروی ہیں اور بعض میں مفرد تو انہیں لکھتے وقت لمبی تاء ہی استعمال کرتے ہیں۔ اِن کلمات کا ذکر تشریح کے تحت آرہا ہے۔

# (۱۷) بَابُ هَمْزِ الْوَصْلِ

## ہمزۂ وصلی کا بیان

ماقبل سے ربط ظاہر ہے کیونکہ پچھلے باب میں ہائے تانیث کا رسم بیان ہوا تھا تو اس باب میں ہمزۂ وصل کا رسم بیان ہو رہا ہے، اس طرح دونوں ابواب کا تعلق قرآن کریم کے رسم الخط سے ہوا۔ اس باب میں تین شعر ہیں جن میں فعل، اسماءِ مطّردہ اور اسماء غیر مصادر کے شروع میں واقع ہونے والے ہمزہ وصل کی حرکت بیان کی جائے گی۔

**ترکیب:۔** بَابُ ......الخ حسبِ سابق هٰذا مبتداءِ محذوف کی خبر واقع ہے۔

| | |
|---|---|
| (۱۰۱) وَابْدَاْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمْ | اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمْ |

**ترجمہ:۔** اور کسی بھی فعل کی ابتدا کر ہمزۂ وصلی مضموم کے ذریعے، اگر اس فعل کا تیسرا حرف مضموم ہو۔

**تشریح:۔** اگر ہمزۂ وصلی، فعل کے شروع میں واقع ہو اور اُس فعل کا تیسرا حرف (عین کلمہ) مضموم ہو تو ہمزہ وصلی بھی مضموم ہوگا جیسے اُنْصُرْ، اُكْرُمْ۔

**ترکیب:۔** واؤ استینافیہ اِبْدَاْ فعل امر، اَنْتَ ضمیر فاعل، ب جارّہ هَمْزِ مضاف، الْوَصْلِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر فعل امر کا متعلق اول، مِنْ فِعْلٍ جار مجرور سے مل کر اسی فعل کا متعلق دوم، بِضَمٍّ جار و مجرور مل کر اسی فعل کا متعلق سوم، فعل امر اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا، اِنْ شرطیہ كَانَ فعل ناقص ثَالِثٌ موصوف كَائِنٌ شبہ فعل، هُوَ ضمیر فاعل، مِنَ الْفِعْلِ جار مجرور مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر فعل ناقص کا اسم، يُضَمُّ فعل مجہول، هُوَ ضمیر

نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر فعل ناقص کی خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

| | |
|---|---|
| (۱۰۲) وَاکْسِرْہُ حَالَ الْکَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِی | الْاَسْمَآءِ غَیْرِ اللَّامِ کَسْرُهَا وَفِیْ |

**ترجمہ:-** اور اس کو کسرہ دے، کسرہ اور فتح کی حالت میں، اور اُن اسماء (مصدریہ) میں جو لام تعریف کے بغیر ہوں اِس (ہمزہ) کا کسرہ ثابت ہے، اور............

## تشریح:-

**وَاکْسِرْہُ حَالَ الْکَسْرِ وَالْفَتْحِ** :اگر ہمزہ وصلی فعل کے شروع میں واقع ہو اور اُس فعل کا تیسرا حرف مکسور یا مفتوح ہو تو ہمزہ وصلی کو مکسور پڑھیں گے جیسے اِضْرِبْ، اِحْسِبْ، اِسْمَعْ، اِفْتَحْ۔

**وَفِی الْاَسْمَآءِ غَیْرِ اللَّامِ** :وہ اسماء جو مصدر ہوتے ہیں اور ان کے شروع میں باب کی علامت کے طور پر ہمزۂ وصلی داخل ہو تو وہ ہمزہ وصلی بھی مکسور ہی ہوگا۔ وہ ابواب یہ ہیں: (۱) اِفْتِعَال (۲) اِسْتِفْعَال (۳) اِنْفِعَال (۴) اِفْعِلَال (۵) اِفْعِیْلَال (۶) اِفْعِیْعَال (۷) اِفْعِوَّال (۸) اِفَّعُّل (۹) اِفَّاعُل (۱۰) اِفْعِنْلَال (۱۱) اِفْعِلَّال۔

**ترکیب:-** واؤ عاطفہ اکْسِرْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، ہٗ ضمیر مفعول بہ، فِیْ جار محذوف، حَالَ منصوب بنزع الخافض مضاف، الْکَسْرِ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ الْفَتْحِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کے متعلق، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ فِیْ جار، الْاَسْمَآءِ موصوف، غَیْرِ اللَّامِ مضاف مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ، کَسْرُهَا کے بعد واقع جملہ اس کا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ضمیر اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، کَسْرُهَا مبتدا مؤخر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| | |
|---|---|
| (۱۰۳) اِبْنٍ مَّعَ ابْنَةِ امْرِئٍ وَاثْنَیْنِ | وَامْرَأَةٍ وَّاسْمٍ مَّعَ اثْنَتَیْنِ |

**ترجمہ:-** اِبْنٌ بمعہ ابْنَةٌ، اِمْرِئٌ، اِثْنَیْنِ، اِمْرَأَةٌ، اور اِسْمٌ بمعہ اِثْنَتَیْنِ میں (بھی ہمزہ

مکسور ہوگا)۔

**تشریح:-** یعنی مذکورہ سات کلمات کے شروع میں بھی ہمزہ وصلی مکسور ہوگا۔

**ترکیب:-** اِبْنٍ موصوف، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، ھُوَ ضمیر فاعل، مَعَ ابْنَۃٍ مضاف با مضاف الیہ شبہ فعل کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف علیہ، امْرِئٍ بحذف حرف عطف معطوف اول، واو عاطفہ اِثْنَیْنِ معطوف ثانی، واو عاطفہ امْرَأَۃٍ معطوف ثالث، واو عاطفہ اِسْمٍ موصوف، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف، ھُوَ ضمیر فاعل، مَعَ اثْنَتَیْنِ مضاف با مضاف الیہ شبہ فعل کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر گزشتہ شعر میں فی حرف جر کے لیے مجرور، اس کی باقی ترکیب گزر چکی۔

# ہمزہ وصلی وہمزہ قطعی کے قواعد

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) ہمزہ قطعی (۲) ہمزہ وصلی۔

ہمزہ قطعی کی تعریف:- ہر وہ ہمزہ جو ابتداء اور وصل ہر حال میں باقی رہتا ہے جیسے اَکْرَمَ، اَسْمَعُ وغیرہ۔

ہمزہ وصلی کی تعریف:- ہر وہ ہمزہ جو ابتداء میں باقی رہتا ہے اور درمیان کلام میں حذف ہو جاتا ہے جیسے اِقْتَرَبَ، اِسْتَمِعْ۔

قاعدہ نمبر (۱):- لامِ تعریف کا ہمزہ وصلی اور مفتوح ہوتا ہے جیسے اَلرَّجُلُ، اَلَّذِیْ وغیرہ۔ لامِ تعریف کے علاوہ سات اسموں کا ہمزہ بھی وصلی ہوتا ہے لیکن وہ مکسور ہے، وہ سات اسم یہ ہیں:

(۱) اِبْنٌ (۲) ابْنَۃٌ (۳) اِمْرُؤٌ (۴) اِثْنَیْنِ (۵) اِمْرَأَۃٌ (۶) اِسْمٌ (۷) اِثْنَتَیْنِ۔

قاعدہ نمبر (۲):- ہمزہ وصلی اگر کسی فعل کے شروع میں ہو تو اس فعل کے تیسرے حرف کی حرکت کو دیکھا جائے گا، اگر ضمہ اصلی کے ساتھ مضموم ہو تو ہمزہ بھی مضموم ہوگا جیسے اُدْخُلْ۔ اگر وہ مفتوح، مکسور ہو یا اس کا ضمہ غیر اصلی (مبدل) ہو تو ہمزہ مکسور ہوگا جیسے اِفْتَحْ، اِضْرِبْ، اِرْمُوْا۔

قاعدہ نمبر (۳): - ہمزہ قطعی کی حرکت اپنی اصل وضع پر رہتی ہے، جیسے اِذْ، اَکْرِمَ وغیرہ۔

قاعدہ نمبر (۴): - آٹھ قسم کے کلمات میں ہمزہ قطعی ہوتا ہے: (۱) واحد متکلم کا ہمزہ جیسے اَسْمَعُ ۔ (۲) بابِ اِفعال کا ہمزہ چاہے مصدر میں ہو یا ماضی یا امر میں جیسے ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، اَجْمَعُوْا ،اَنْفِقُوْا ۔ (۳) جمع کا ہمزہ جیسے اَوْلِیَاءُ، اَغْنِیَاءُ ۔ (۴) فعل تعجب کا ہمزہ جیسے مَا اَحْسَنَهٗ ۔ (۵) استفہام کا ہمزہ جیسے أَ ءَنْذَرْتَهُمْ ۔ (۶) اسمِ تفضیل کا ہمزہ جیسے اَکْثَرُ ۔ (۷) عَلَم کا ہمزہ جیسے اٰدَمُ، اِدْرِیْسُ ۔ (۸) مبنی کا ہمزہ جیسے اِذْ وغیرہ۔

# (۱۸) بَابُ الرَّوْمِ وَالْاِشْمَامِ

## رَوم واِشمام کا بیان

## (ادائیگی کے اعتبار سے وقف کی اقسام)

'بَابُ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ' کے تحت وقف اور ابتداء کے احکام بیان ہوئے تھے جس میں تفصیل کے ساتھ وقف کے مواقع بیان کیے گئے تھے، لیکن وقف کی کیفیت بیان نہیں ہوئی تھی۔ اب وصل وقطع اور رسم الخط کے دیگر متعلقات کے بیان کے بعد وقف کی کیفیت بیان کی جارہی ہے کیونکہ وقف اپنے معنی ومفہوم کے لحاظ سے قطع کے بہت قریب ہے اور رسم الخط سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔

اس باب میں دو شعر ہیں جن میں وقف بالرَّوم اور وقفِ بالاشمام کے احکام مذکور ہیں۔

کیفیت اور اَدا کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں: (۱) وقف بِالا سکان (۲) وقف بِالا بدال (۳) وقف بالرَّوم (۴) وقف بِالا شمام۔

۱- وقف بالاسکان کی تعریف: - لغوی معنی ''ساکن کرنا، ٹھہرانا''۔ اصطلاحی معنی: ''کلمہ کے آخری متحرک حرف کو ساکن کر دینا'' یعنی جب کلمہ کے آخری حرف پر ایک ہی حرکت (زبر، زیر، پیش) ہو تو اس کو ساکن کر کے پڑھنا جیسے اَللّٰهُ پر وقف کر کے اَللّٰهْ اور اَلرَّحْمٰنُ پر وقف کر کے اَلرَّحْمٰنْ پڑھیں۔ وقف بالاسکان تنوین پر نہیں ہوتا۔

فائدہ:- وقف بالاسکان میں آخری حرف کے مخرج اور صفات بالخصوص راء میں تکریر اور دیگر حروف میں ہمس کا خاص خیال رکھنا چاہیے، اسی طرح اگر وہاں پر مدّ ہو رہا ہو تو مد کی قسمیں پہچاننا ضروری ہے۔

**۲- وقف بالابدال کی تعریف:-** لغوی معنی ''بدلنا''۔ اصطلاحی معنی: ''کلمہ کے آخری حرف کے دو زبر کو الف سے اور تاءِ مدوّرہ (گول تاء) کو ہاءِ ساکنہ سے بدل کر وقف کرنا'' جیسے اَبَدً سے اَبَدًا اور قِيَمَةٌ سے قِيَمَهْ۔

**۳- وقف بالرَّوم کی تعریف:-** لغوی معنی ''قصد و ارادہ کرنا''۔ اصطلاحی معنی: ''کلمہ کے آخری حرف کی ایک تہائی حرکت ادا کر کے وقف کرنا'' جیسے قَبْلُ، مَالِكِ وغیرہ۔

فائدہ:- وقف بالرَّوم صرف کسرۂ اصلی یا ضمۂ اصلی میں ہوتا ہے، کسرۂ عارضی، ضمۂ عارضی اور فتحہ یا نصب میں رَوم جائز نہیں۔ رَومؒ کا مقصد صرف مخاطب کے سامنے حرکت کا اِظہار کرنا ہوتا ہے تاکہ اسے کسرۂ اصلی یا ضمۂ اصلی کا علم ہو سکے اور اس کو صرف قریب بیٹھا ہوا ہی سمجھ سکتا ہے۔

**۴- وقف بالِاشمام کی تعریف:-** لغوی معنی ''سونگھانا''۔ اصطلاحی معنی ''کلمہ کے آخری مضموم حرف پر وقف کرتے ہوئے ہونٹوں کو گول کر کے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا'' جیسے يُرِيْدُ، رَحِيْمٌ وغیرہ۔

فائدہ:- وقف بالاشمام صرف ایک پیش یا دو پیش میں ہوتا ہے۔ وقف بالاشمام کا مقصد بھی مخاطب کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس حرف پر ضمۂ اصلی ہے۔

**ترکیب:-** بَابُ ...... الخ حسبِ سابق مضاف و مضاف الیہ هٰذَا مبتداءِ محذوف کی خبر ہے۔

| الَّا اِذَا رُمْتَ فَبَعْضَ الْحَرَكَهْ | | وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ | (۱۰۴) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:-** اور مکمل حرکت کے ساتھ وقف کرنے سے بچ مگر جب تو رَوم کرے تو پھر کچھ حرکت ادا کرو۔

**تحقیق کلمات:** حَاذِرْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب مفاعلہ بمعنی ڈرنا، بچنا، احتیاط کرنا۔ رُمْتَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی قصد و ارادہ کرنا۔

**فَبَعْضَ الْحَرَكَهْ:** یہاں تقدیری عبارت محذوف ہے یعنی فَأَدِّ بَعْضَ الْحَرَكَةِ یا فَأْتِ بِبَعْضِ الْحَرَكَةِ۔

**ترکیب:۔** واوٗ استینافیہ حَاذِرْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، اَلْوَقْفَ مصدر، ب جارّہ کُلِّ مضاف، اَلْحَرَکَۃ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق اَلْوَقْفَ مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے مل کر حَاذِرْ کا مفعول بہٖ، فِیْ جَمِیْعِ الْأَوْقَاتِ محذوف مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء، اِذَا ظرفیہ متضمن معنی شرط رُمْتَ فعل اَنْتَ ضمیر فاعل، اس کا متعلق اگلے شعر میں مذکور ہے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شرط، فاء جزائیہ أَدِّ فعل امر محذوف، اَنْتَ ضمیر فاعل، بَعْضَ مضاف، اَلْحَرَکَۃ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہٖ، أَدِّ فعل اپنے فاعل و مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر مستثنیٰ، فِیْ جَمِیْعِ الْأَوْقَاتِ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر حَاذِرْ کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہٖ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

| اِشَارَۃً بِالضَّمِّ فِیْ رَفْعٍ وَّضَمّْ | | اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّاَشِمّْ (۱۰۵) |
|---|---|---|

**ترجمہ:** مگر فتحہ یا نصب میں نہیں، اور رفع وضمہ میں ضمہ کا اشارہ کرتے ہوئے اِشمام کر۔

تحقیق کلمات: اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ: تقدیری عبارت ہے: بِجَمِیْعِ الْحَرَکَاتِ اِلَّا بِفَتْحٍ أَوْ بِنَصْبٍ۔ اَشِمّْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب اِفعال بمعنی دوسرے کو سونگھانا۔

**ترکیب:۔** اِلَّا حرف استثناء، ب جارّہ فَتْحٍ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ أَوْ عاطفہ ب جارّہ نَصْبٍ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ محذوف یعنی بِجَمِیْعِ الْحَرَکَاتِ، مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ مل کر ماقبل شعر میں داخل جس کی ترکیب اوپر گزر چکی۔ واوٗ عاطفہ اَشِمّْ فعل امر اَنْتَ ضمیر ممیّز، اِشَارَۃً مصدر ب جارّہ الضَّمِّ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اِشَارَۃً کے متعلق، مصدر اپنے متعلق سے مل کر ممیّز کے لیے تمیز، ممیّز تمیز مل کر فاعل، فِیْ جار رَفْعٍ وَّضَمّْ معطوف علیہ و معطوف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اَشِمّْ کے متعلق، اَشِمّْ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

## تشریح:۔

وقف کے معنی ہیں قَطْعُ النَّفَس یعنی سانس توڑنا۔ اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ جس حرف

پر وقف کیا جارہا ہے اس کے آخری حرف کی حرکت مکمل ختم کردی جائے اور اسے ساکن کر کے پڑھا جائے مگر وقف بالروم اور وقف بالاشمام میں ایک تہائی حرکت ظاہر کر کے وقف کیا جاتا ہے۔

**حَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ**: یعنی کسی بھی وقف میں حرکت کی بالکل ادائیگی نہیں ہوتی صرف رَوم واشمام میں حرکت کا معمولی سا اِظہار ہوتا ہے۔

**بِكُلِّ الْحَرَكَهْ**: میں حرکت کی بالکل نفی مقصود ہے چاہے کم ہو یا زیادہ۔ یہ مقصد نہیں کہ کسی بھی وقف میں پوری حرکت نہ ہو بلکہ تھوڑی بہت حرکت ہر وقف میں باقی رہنی چاہیے کیونکہ اس صورت میں وقف بالروم واشمام کے استثناء کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

**فَبَعْضَ الْحَرَكَهْ**: یعنی رَوم میں کچھ حرکت ہونی چاہیے جس کی مقدار ایک تہائی ہے۔

**اِشَارَةً بِالضَّمِّ**: اِشمام میں ہونٹ کو اتنا گول کریں کہ صرف ضمہ کا اشارہ ہو جائے، اتنا گول نہ کریں کہ واؤ بن جائے۔

## ﴿رُموز یعنی اشارات اوقافِ قرآنِ مجید﴾

[قرآن مجید کے مشہور ومعروف نسخوں سے معمولی وضاحت کے ساتھ اِفادۂ قارئین کے لیے اَخذ کیا جارہا ہے]

ہر ایک زبان کے اہلِ زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے، کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ۔ اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہلِ علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کردی ہیں جن کو 'رُموزِ اَوقافِ قرآنِ مجید' کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے اِن رُموز کو ملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں:

O جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول تؔ ہے جو بصورت ۃ لکھی جاتی ہے اور یہ وقفِ تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی، بلکہ چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے، اس کو آیت کہتے ہیں۔

مـ یہ 'وقفِ لازم' کی علامت ہے۔ اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے

کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اُردو میں یوں سمجھنی چاہیے۔ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اُٹھو، مت بیٹھو۔ جس میں اُٹھنے کا حکم اور بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ تو 'اُٹھو' پر ٹھہرنا لازم ہے۔ اگر ٹھہرا نہ جائے تو اُٹھومت، بیٹھو ہو جائے گا، جس میں اُٹھنے کی ممانعت اور بیٹھنے کے حکم کا اِحتمال (اِمکان، تردد) ہے اور یہ قائل (کہنے والا) کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط  یہ 'وقفِ مطلق' کی علامت ہے، اس پر ٹھہرنا چاہیے، مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی اور کچھ کہنا چاہیے۔

ج  یہ 'وقفِ جائز' کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز  یہ 'وقفِ مجوَّز' کی علامت ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص  یہ 'وقفِ مرخَّص' کی علامت ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رُخصت (اجازت) ہے۔ معلوم رہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

صلے  یہ 'اَلْوَصْلُ اَوْلیٰ' کا اِختصار ہے، یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق  یہ 'قِیْلَ عَلَیْهِ الْوَقْفُ' [illegible] ہے، یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔

صل  یہ 'قَدْیُوْصَلُ' کی علامت ہے یعنی (مفہوم کے قصد کے لحاظ سے) یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں، لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف  یہ لفظ 'قِفْ' ہے جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتة  یہ سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہر جانا چاہیے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفة  یہ لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ توڑے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے اور وقفہ میں زیادہ۔

لا  'لَا' کے معنی 'نہیں' کے ہیں، یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر، عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ٹھہر جانا چاہیے۔ بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہیے، لیکن ٹھہرا جائے

یا نہ ٹھہرا جائے دونوں صورتوں میں مطلب کے سمجھنے میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

**ك** یہ 'كَذٰلِكَ' کی علامت ہے یعنی جو رمز (اشارہ) پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔ مثلاً پہلے 'مـ' آیا تھا اور اب 'ك' تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں پر بھی 'مـ' کا اشارہ ہے اور یہ وقفِ لازم ہے۔

**فائدہ:** — یہ تمام علامات اکثری ہیں، کلی نہیں۔ قرآن کریم کے معانی و مفاہیم سے واقفیت رکھنے والے اہلِ علم حضرات محلِ وقف پہ غور کر کے وقف کی ضرورت یا عدمِ ضرورت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں، البتہ عام حضرات کو چاہیے کہ مذکورہ بالا رُموز و اشارات کی پابندی کریں۔

# خَاتِمَةُ الْكِتَابِ

## اختتام کتاب

جب مقاصدِ کتاب پورے ہو گئے تو ناظمؒ، کتاب کا اختتام فرما رہے ہیں۔

**ترکیب:** — خَاتِمَةُ الْكِتَابِ، اس سے پہلے هٰذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف با مضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۱۰۶) وَقَدْ تَقَضّٰى نَظْمِىَ الْمُقَدَّمَهْ | مِنِّى لِقَارِىءِ الْقُرْاٰنِ تَقْدِمَهْ

**ترجمہ:** اور تحقیق ختم ہوا میرا اس مقدمہ کو نظم کرنا (اور یہ) میری طرف سے قرآن مجید کے پڑھنے والے کے لیے ایک تحفہ ہے۔

**تحقیق کلمات:** تَقَضّٰى صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب تفعل بمعنی اختتام ہو جانا۔ نَظْمِىْ: مصدر مضاف الی الفاعل، از باب ضرب بمعنی پرونا، نثر کو منظوم (شعر) بنانا۔ الْمُقَدَّمَة سے مراد یہ کتاب ہے جو اشعار کی صورت میں منظوم کرنا ہے۔ تَقْدِمَه مصدر از باب تفعیل بمعنی آگے رکھنا، مراد تحفہ پیش کرنا ہے۔

**ترکیب:** — واوَ استینافیہ قَدْ برائے تحقیق تَقَضّٰى فعل نَظْم مصدر مضاف یاء ضمیر متکلم مضاف

الیہ الْمُقَدَّمَۃ مصدر کے لیے مفعول بہ، مصدر اپنے فاعل مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ھِیَ ضمیر مبتدا محذوف، مِنِّیْ جار مجرور مل کر متعلق اوّل مقدم تَقْدِمَۃ مصدر کے، لام جارّہ قَارِیءِ الْقُرْاٰن مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر مصدر کے لیے متعلق دوم، تَقْدِمَۃ مصدر اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

| مَنْ یُّحْسِنِ التَّجْوِیْدَ یَظْفَرْ بِالرُّشْدْ | | اَبْیَاتُھَا قَافٌ وَّزَایٌ فِی الْعَدَدْ | (۱۰۷) |
|---|---|---|---|

**ترجمہ:۔** اس کے اشعار گنتی کے اعتبار سے قاف اور زاء ہیں۔ جو شخص تجوید میں کمال حاصل کرے گا وہ ہدایت کے لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

**تحقیق کلمات:** اَبْیَات: بَیْتٌ کی جمع بمعنی شعر۔ قَاف وزَایٌ سے مراد حرف قاف اور زاء کے برابر گنتی ہے۔ یَظْفَر صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب سمع بمعنی کسی چیز کے حصول میں کامیاب ہو جانا۔

**ترکیب:۔** اَبْیَاتُ مضاف، ھَا ضمیر مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتدا، قَاف معطوف علیہ وا وَزَایٌ معطوف، معطوف علیہ و معطوف مل کر ممیّز، ثَابِتَان شبہ فعل محذوف، ھُمَا ضمیر فاعل، فِیْ جار، الْعَدَدِ مجرور، جار مجرور سے مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر ممیّز کے لیے تمیز، ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مَنْ شرطیہ یُحْسِنْ فعل ھُوَ ضمیر فاعل التَّجْوِیْدَ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر شرط، یَظْفَرْ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، ب جارّہ الرَّشَدِ مجرور، جار مجرور سے مل کر فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

## تشریح:۔

''اَبْجَدْ'' ایک فن کا نام ہے جس میں ہر حرف کی گنتی مقرر کی گئی ہے اور پھر اصل تعداد بتانے کے بجائے اس کے برابر حرف ذکر کر دیا جاتا ہے، اب چونکہ اَبْجد میں قاف مساوی ہے سو ۱۰۰ کے اور زاء مساوی ہے سات ۷ کے تو مصنفؒ نے بجائے ''اشعار ایک سو سات ہیں'' کہنے کے تلطف

کے طور پر حرف ذکر کردیئے تاکہ طالب علم ابجد کی خاص اصطلاح سے بھی روشناس ہوجائے۔
مَنْ یُّحْسِنِ التَّجْوِیْدَ یَظْفَرْ : یقینی بات ہے کہ جو شخص علمِ تجوید میں مہارت پیدا کرے گا اور قرآن مجید کو اس کے تمام آداب کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرے گا وہ ضرورت ہدایت حاصل کرے گا۔ اِنہی اَشعار پر کتاب مکمل ہوچکی، آگے کے دو شعر مصنفؒ کے کسی شاگرد یا کتاب کے قاری کی طرف سے اضافہ کردہ ہیں۔ یہ بھی خارج از امکان نہیں کہ خود مصنفؒ نے ہی ازراہِ تبرک اضافہ کردیا ہو۔ واللہ اعلم

## حروفِ ابجد کی تفصیل اور اِن سے تاریخی نام رکھنے کا طریقہ

حروف ابجد دراصل عربی کے حروفِ تہجی ہیں لیکن چونکہ مروجہ ترتیب کے لحاظ سے ان کا پہلا ٹکڑا لفظ ''ابجد'' بنتا ہے اس لیے یہ اَبجد کے نام سے ہی معروف ہیں، ان حروف میں الف اور ہمزہ کو ایک شمار کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ان کی ترتیب اور ہر ایک حرف کے نیچے اس کا مقررہ عدد بیان کیا جاتا ہے:

| | | |
|---|---|---|
| اَ بْ جَ دْ | هَ وَّ زْ | حُ طِ یْ |
| ۱ ۲ ۳ ٤ | ۵ ٦ ۷ | ۸ ۹ ۱۰ |
| کَ لِ مَ نْ | سَ عْ فَ صْ | قَ رْ شَ تْ |
| ۲۰ ۳۰ ٤۰ ۵۰ | ٦۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰ | ۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰ |
| ثَ خَّ ذْ | ضَ ظَّ غْ | |
| ۵۰۰ ٦۰۰ ۷۰۰ | ۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰ | |

جب کسی کا تاریخی نام رکھنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سن تاریخ یا مہینہ یا دن کو وہ کام مکمل ہوا یا کسی کی پیدائش ہوئی تو اس دن، مہینہ یا سن تاریخ کی گنتی کے مطابق حروف کو جوڑ کر کوئی اچھا سا نام تجویز کرلیا جائے۔ اَبجد کے مطابق نام رکھنا شرعاً ضروری یا مستحب نہیں بلکہ شرعی طور پر اچھے اور بامعنی الفاظ سے نام رکھنے کی ترغیب ہے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| (۱۰۸) | وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامُ | | ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَالسَّلَامُ |
| (۱۰۹) | عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ | | وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِيْ مِنْوَالِهٖ |

**ترجمہ:-** تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں، یہی اِن (اشعار) کا ختم ہے، پھر اس کے بعد درود وسلام ہو...... برگزیدہ پیغمبر (حضرت محمد ﷺ)، ان کی آل، اصحاب اور ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والوں پر۔

واللہ اعلم بالصواب

**اللّٰهم ارزقنا حجا مبرورا وزيارة مقبولة، وخاتمة حسنة مَرضيَّة ... آمين**

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وصلى الله تعالىٰ وسلم على خير خلقه نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين

"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی اپنے رشتہ دار سے کہے گا: آؤ! آؤ! مدینہ چھوڑ کر خوشحال علاقہ میں چلے جائیں۔ کاش! انہیں علم ہو جائے کہ مدینہ ان کے لیے ہر حال میں بہتر ہوگا۔ قسم اس ذاتِ اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو بھی شخص مدینہ کو ناپسند کرتے ہوئے اس سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص مدینہ میں لا بسائے گا۔ خبردار! یقیناً مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو برے لوگوں کو نکال باہر کرتا ہے۔ قربِ قیامت بھی مدینہ برے لوگوں کو ایسے نکال باہر کرے گا جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔" [صحیح مسلم بحوالہ جواہر درود وسلام، ص: ۹۵]

## چند دیگر تالیفات (مطبوع وغیر مطبوع)

۱- تفسیر القرآن الکریم ۔۲- درس آثار السنن شرح آثار السنن ۔۳- راہنمائے علمِ حدیث وخلاصہ "نخبۃ الفکر"۔ ۴- انوارات تحریری شرح مقامات تحریری۔ ۵- تفہیمِ قطبی ۔۶- مسائل قدوری۔ ۷- تحفۃ الابواب۔ کامل ابواب الصرف (تمام ابواب واقسام سے مکمل گردانیں)۔ ۸- درسِ مرقات وایساغوجی۔ ۹- تحفۃ الانشاء شرح معلم الانشاء (تین حصے) بمعہ عربی مضمون نگاری کیسے سیکھیں؟ ۱۰- امام ابوحنیفہؒ کی عبقری شخصیت۔ ۱۱- خاصیات الابواب۔ ۱۲- خلاصہ جات (فلکیات، سراجی میراث، متن الکافی)۔ ۱۳...... اسلامی تعلیمات (عوام الناس کے لیے گراں قدر تحفہ)۔ ۱۴...... کیف تصیر خطیباً؟! (عربی تقاریر کا مجموعہ)۔ ۱۵- مجموعہ مستند اسلامی نام (مع تربیت اولاد کے رہنما اصول۔ ۱۵- ائمہ، خطباء کے لیے "خطباتِ جمعہ وعیدین" (عربی) بمعہ اردو تشریح۔ ۱۶- تسہیل علومِ حدیث شرح اُردو تیسیر مصطلح الحدیث۔

۱۷- بزرگانِ دین کی پسندیدہ ومقبول ترین کتاب: ﴿جواہر درود وسلام﴾۔

شائقین علم حدیث کے لیے بیش بہا تحفہ
اصول حدیث پر بصیرت افروز کتاب

# تسہیل علوم حدیث

## شرح اردو

# تیسیر مصطلح الحدیث

وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے عین مطابق

**خصوصیات**

• عبارت پر اعراب • آسان ترجمہ • لغوی و اصطلاحی تحقیق • مکمل تشریح • مفید اضافہ


تصنیف
شیخ ڈاکٹر محمود الطحان
اسلامی یونیورسٹی۔ مدینہ منورہ
مدرسہ خلفائے راشدین شاخ

مترجم و شارح
مفتی فیضان الرحمن کمال صاحب
مدرسہ خلفائے راشدین
(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی



المروۃ پبلشرز
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی





المروۃ پبلشرز
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی